جلد دوم

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (القرآن)

خطبات

داعی توحید وسنت

حضرت پروفیسر علامہ

عبدالرزاق ساجد



جمع وترتیب

میاں حافظ محمد ربانی حفظہ اللہ

نظر ثانی

قاری لیاقت علی باجوہ

مکتبہ ربانیہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت شافع محشر

دے کے ساغر مجھے کس لطف سے ساقی نے کہا
دیکھتے جایئے ابھی ہم تمہیں کیا کیا دیتے ہیں
وہ جو پینے پلانے کی بات کرتے ہیں
ان سے کہہ دو کہ ہم بھی پیا کرتے ہیں
وہ جتنی پی کے بہک جاتے ہیں
ہم اتنی جام میں چھوڑ دیا کرتے ہیں

سمندری کے زندہ دل بزرگو، شیر دل نوجوان بھائیو!

پھول دی نتھے منے ساتھیو!

ممتا سے لبریز نرم دل اسلامی ماؤں بہنو!

شافع محشر کانفرنس کے اسٹیج سے کتاب وسنت پہ مبنی اہل حدیث کی دعوت کو پیش کیا جا رہا ہے، اور آپ غوش فرما رہے ہیں، کائنات کے اندر اللہ کو ماننے والے تو بے شمار ہیں، لیکن رب کی ماننے والے شاید تھوڑے ہوتے ہیں، آج کا یہ پیغام ان احباب کے نام ہے، جو اللہ کو مانتے ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں،

((لا الہ الا اللہ))

بولتے ہیں،

((محمد رسول اللہ ﷺ))

اقرار کرتے ہیں، اللہ کے فرشتوں پہ ایمان ہے، کتابوں کو تسلیم کرتے ہیں، آسمان سے اترا ہوا نصاب اس کا اعلان کیا جاتا ہے، آخرت اس کا نام لیا جاتا ہے، فکر آخرت پہ گفتگو کی

جاتی ہے، تقدیر کو تدبیر پہ غالب کرنے کے واقعات لوگوں کے سامنے رکھے جاتے ہیں، لیکن اللہ کے اس ایمان کے اعلان کے بعد رب کو ماننے کے بعد اسے تسلم کرنے کے بعد حاجت روا، مشکل کشا کہنے کے بعد، الہ العالمین تسلیم کرنے کے بعد،

رب العالمین کے اوصاف لینے کے بعد، جب رب کے ماننے کی باری آتی ہے، تو پھر یہ مسلمان وہاں دکھتے نہیں، آج کی یہ کانفرنس شافع محشر کے عنوان سے منعنون لوگوں کو دعوت دے رہی ہے کہ لوگو قیامت کے دن محشر کے میدان میں آپ کے سامنے دو ہستیاں ہوں گی، ایک عرش بریں پہ ہے، الہ العالمی ہے، رب العالمین ہے، اور دوسری طرف شافع محشر ہے۔ امام الانبیاء ہیں، خاتم النبیین ہیں، شفیع المذنبین ہیں،

کلمے کی لاج رکھیے، قیامت کے دن جو کانفرنس ہو گی، اور وہاں پہ خطابت، وہاں کا خطیب، وہاں کی دعوت، وہاں کا داعی، وہاں کے سامعین، وہاں کے ناظرین، اگر آج یقین نہیں،

((علی رؤوس الاشهاد))

ملاقات ہونے والی ہے، ہماری بات اگر یہاں سمجھ نہ آئی، محبت کا پیغام ذہن میں نہ اترا، محشر کے میدان میں ان شاء اللہ رب دکھا دیں گے،

حضرات!

وہاں بھی کانفرنس ہے، عنوان ہے، شافع محشر ہے، اللہ رب العزت ہیں،

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

کا معاملہ ہے، انسان نفسا نفسی میں ہے، اور آدم علیہ السلام سے لے کے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تلک جا چکے ہیں، جواب مل رہے ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہیں، حساب و کتاب شروع کیا جائے، اللہ سے سفارش کر دی جائے، معاملہ کچھ آگے بڑھے تو سہی، کائنات کے امام علیہ الصلاۃ والسلام

حضرات!

دنیا کے اندر آج ہمیں جتنے دھوکے ہیں، عقیدے کے اندر جتنے ہمیں آج پریشانیاں ہیں، یہ ہمارے انکم ٹیکس ہیں، غلط تصورات ہیں، یقین کی صورت اختیار کر گئے ہیں، اللہ رب العزت عرش بری پہ ہوں گے، محمد رسول اللہ ﷺ عرش کے پائے کے ساتھ سجدے میں گر کے لوگوں کے سارے اشک مٹا دیں گے، ان شاء اللہ،

لوگو! اہل حدیث کی دعوت، اس کی صداقت، اگر دنیا میں نہیں دکھ رہی، اس پیغام کو سنیئے، اس روایت کو پڑھیے، اس حدیث کو دیکھئے، اور س منظر کو ذرا نظروں کے سامنے رکھیے، کہ عرش بری پہ کون ہیں اور نیچے پائے کے ساتھ کون ہے؟

اوپر کوئی اور ہے، نیچے کوئی اور ہے، سجدہ کرنے والا ساجد کوئی اور ہے، جسے سجدہ کیا جا رہا ہے، مسجود اور ہے، اللہ اور ہے، محمد ﷺ اور ہے، رب اور ہے، مرعوب اور ہے، عابد اور ہے، معبود اور ہے، یہی ہماری دعوت ہے، کہ لوگو! اللہ محمد ﷺ نہیں ہیں، محمد ﷺ اللہ نہیں ہے،

وہی جو مستوی تھا عرش پہ خدا ہو کے
اتر پڑا مدینے میں مصطفیٰ ہو کے

یہ والا معاملہ نہیں ہے، آج سمجھ جایئے، عمر ہے، زندگی ہے، موقع ہے، لمحات ہیں، اوقات ہیں، غنیمت ہے، بچپن بھی ہے، جوانی بھی ہے، بڑھاپا بھی ہے، اس کے اندر آج سنبھلنے کا موقع ہے، یہاں نہ سنبھلیں تو محشر کے میدان میں اللہ شافع محشر کو اپنے عرش کے سائے کے ساتھ سجدے میں لمبی دیر ڈال کے بات سمجھا دیں گے، ان شاء اللہ،

ہمارے اپنوں کو تو سمجھ آ چکی جو ہمارا بننا نہیں چاہتے، بیگانگی میں زندگی گزار رہے ہیں، انہیں بھی سب کچھ وہاں نظر آ جائے گا،

دوستو!

میرے رب نے سجدہ کروایا تو کس لیے؟ عرش کے پائے کے ساتھ گھٹنے ٹکوائے، تو کس لیے؟ ہاتھ نیچے رکھوائے تو کس لیے؟ پیشانی لگوائی تو کس لیے؟ ناک لگوائی تو کس

لیے؟ قدم گڑوائے تو کس لیے؟ رب امتی رب امتی کہلوایا تو کس لیے؟ یہ بتانے کے لیے کہ لوگو اختیار کل کا مالک میں اللہ ہوں،

باقی سب مختار ہیں، اگر بات اختیارات کی ہوتی اور ان روایتی نعروں کی ہوتی، مختار کل کی باتیں میں کچھ حقیقت ہوتی،

لوگو!

جس کے پاس اختیارات ہوں، اور اس کے ہاتھ میں چابیاں ہوں، تو آپ لوگوں کی بات کو سن کے محشر کے میدان کی شدت کو دیکھ کے، جہنم کی آگ کی حدت کو دیکھ کے،

﴿هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ (ق:۳۰)

کی پکار کو سن کے، اور پھر لوگوں کو پسینے میں شرابور دیکھ کے جہنم کی ستر ہزار لگامیں دیکھ کے ایک ایک لگام سے چمٹا ہوا ستر ستر ہزار فرشتے کو دیکھ کے، پیچھے سے فرشتوں کی مار کو دیکھ کے، اوپر سے سورج کو دیکھ کے، اللہ کے عرش کو دیکھ کے، حالات کی سختی کو دیکھ کے، کائنات کے امام مختار کل ہوتے تو جنت کا دروازہ جا کے خود کھول دیتے،

آؤ، مجھے کسی کو کہنے کی ضرورت کیا ہے، میں تو تمام اختیارات کا خود مالک ہوں، لیکن میرے رب نے فیصلے کر دیئے ہیں، اور محمد رسول اللہ ﷺ نے توحید کو وہاں بھی بیان کر دینا ہے، کہ لوگو میرا رب ہی کل اختیارات کا مالک ہے، وہ میرا رب ہے، میں مربوب ہوں،

حضرات!

شافع محشر کانفرنس کے عنوان کے حوالے سے اس پیغام کے بعد میں اپنے پچاس منٹ میں سے چالیس منٹ، دس منٹ ان شاء اللہ اپنے بعد میں آنے والے معزز مہمان کے نام کر رہا ہوں، ان چالیس منٹوں میں جو باقی بچا ہے، یہ مناسب سمجھ رہا ہوں، احباب موجود ہیں، بچے بھی ہیں، جوان بھی ہیں، بزرگ بھی ہیں، آج ان کو محمد ﷺ رسول اللہ کی سیرت کے تربیت کے بھی پہلو کو پیش کر دیا جائے،

ہمارے گھروں سے تربیت اٹھتی جا رہی ہے، تربیت کا فقدان ہوتا جا رہا ہے، اور آج

ہماری تربیت مسلمان کی بجائے کوئی اور کر رہا ہے، یہ اس کا نقصان جو ہمیں آج ہو رہا ہے، اس کا ازالہ شاید آئندہ سالوں میں ممکن نہیں، اگر ہم نے آج سے نہ سوچا، آج ہم احساس کمتری کا شکار ہو کے بولتے ہیں کہ جناب جاپان کا پرزہ بھی، آگے جاپان کی جو ہے، صنعت بھی آگے، جاپان کی کوالٹی بڑی ٹاپ کی،

وہاں بچہ پیدا ہوتا ہے، عمر نو ماہ لکھی جاتی ہے، بچہ پیدا ہوتا ہے، وہ ایک دن کا نہیں ہوتا، ہمارے یہاں پیدا ہو، جب جنم لیتا ہے، پہلا دن عمر لکھی جاتی ہے، وجہ کیا ہے؟

حضرات!

ہم نے ہمیشہ دوسرے کی، ہنڈے کی لائف کو زیادہ سمجھا ہے، حقیقت ایسے نہیں ہے، اپنے من میں ڈوب، اپنے دین کو دیکھ، اپنی شریعت کو دیکھ، تاجدار مدینہ کو دیکھ، اور شافع محشر کو دیکھا، ان کی تربیت کو دیکھ، ساقی کوثر کے جاموں کو دیکھ کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے بچے کی تربیت ایک مومن کی تربیت جو ہے، وہ پیدا ہونے کے بعد نہیں یا حمل کے پہلے دن سے نہیں بلکہ بہت پہلے کی ہے۔

کیا ہم وہ کر رہے ہیں، آج شکوہ ہے، بچے بگڑے ہوئے، جوان بگڑے ہوئے، خواتین بگڑی ہوئیں، بزرگ بگڑے ہوئے، معاشرہ بگڑ گیا، حالات بگڑ گئے، فساد جنم لے گیا، ہر طرف جو ہے، وہ قتل و غارت ہے، ہر طرف مار دھاڑ ہے، اپنی پڑی ہوئی ہے، نفسانفسی کا عالم ہے، انسان، انسان کو کاٹ رہا ہے۔

مقید کر دیا سانپوں کو یہ کہہ کر پیروں نے
یہ انسانوں کو انسانوں سے ڈسوانے کا موسم ہے

لوگو! ہم کہتے ہیں، ہاں، بات صحیح ہے، لیکن سانپوں نے اگر ڈس لیا تو گلہ کیسا؟

سانپوں نے اگر ڈس لیا تو گلہ کیسا؟
کس نے کہا تھا انہیں پالو آستینوں میں

ہم نے اپنے ہاتھوں سے پالا ہے، آئیں، محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھیں،

جاپان کا پرزہ قیمتی ہوسکتا ہے، کوئی مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ قیمتی کیوں نہی ہوسکتا ہے؟ میرے محبوب ﷺ نے بچوں کو کب سے سوچا، انسانیت کا کب سے سوچا، ایمان کا کب سے سوچا، کلمہ تو سارے پڑھ لیتے ہیں، مومن تو سارے بن جاتے ہیں، اللہ کو ماننے والے تو بے شمار ہو جاتے ہیں، لیکن رب کی ماننے والے تھوڑے کیوں ہوتے ہیں؟

کیوں کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے، اس کو ہم نے رب کو ماننے والا بنایا، رب کی ماننے والا، شاید نہیں بنایا، اگر رب کی ماننے والا بنانا ہے، بچہ مطیع ہو، فرمانبردار ہو، اولاد اچھی ہو، کتاب و سنت کی حامل ہو، اللہ کو مانے والی ہو، صحیح عقیدے کو لینے والی ہو، جرأت مند ہو، بہادر ہو، دلیر ہو، شیر ہو، لیکن بزرگوں کے سامنے جھکائی،

نظری والے پہ نظروں کو جھکانے والی ہو، ادب کرنے والی، وقار کرنے والی، توقیر کرنے والی، عزت دینے والی، احترام کرنے والی ہو تو پھر بھائیو!

وہاں سے سوچیے، جہاں سے ہمیں اسلام نے سوچنے کی دعوت دی ہے، اور وہ مقام ہے کہ نوجوان اپنی جوانی میں جب شادی کی سوچ نہیں رہا ہوتا، اسلام اس کی وہاں پہ تربیت کر دیتا ہے،

((یا معشر الشباب من استطاع منکم البائة فلیتزوج))

اے جوان اپنی جوانی پہ ناز مت کر، اے جوان اپنے گھبرو پن پر ناز مت دکھا، اے جوان تیرے وجود میں رب نے جو پاور رکھی ہے، اس پاور کو اس وقت اپنی انا کا مسئلہ مت بنا، غرور میں مت لا، تکبر میں مت جا، گھمنڈی میں مت جا، اکڑ کے مت چل اور آسمانوں کو چھونے والا مت بن،

یاد رکھ!

اگر یہ ہمت ہے تو پھر اس کو ہم کاٹ کر کے راہب بنا کے تجھے کلیسوں میں نہیں بٹھا رہے، کہ پابندی لگا دیں اور نشتروں سے کاٹ دیں، سرجن بن کے سرجری کر کے یہ سلسلہ ختم کر دیں، کہ تو عابد بن جائے، زاہد بن جائے، متقی بن جائے،

پرہیز گار بن جائے اور نہ ہم تجھے یورپ کے بازاروں کی طرح اس کے پارکوں کی طرح گلیوں، محلوں کی طرح جگہوں جگہوں کے اوپر اپنی اس پاور کو عیاں کرتے ہوئے، اور بے حیائی کے سامنا کرتے ہوئے عیاشی اور فحاشی پیدا کرتے ہوئے، ہم تمہیں وہ بھی نہیں دیکھنا چاہتے، تمہیں اجازت ہے، اپنی پاور کا استعمال کرو، جائز طریقے سے،

((فلیتزوج))

شادی کر لی جائے،

بھائیو!

یہ شادی کی دعوت اصل میں آنے والے وقت میں بچے کی تربیت نئی نسل کی تربیت کہ جب باپ اچھا ہوگا، کل کو بیٹا اچھا ہوگا، باپ پاکیزہ ہوگا، اولاد پاکیزہ ہوگی، ماں اچھی ہوگی، اولاد اچھی ہوگی، آج کا اچھا بچہ کل کا اچھا جوان ہوگا، کل کا اچھا جوان پرسوں کا اچھا باپ ہوگا، پرسوں کا اچھا باپ آنے والے دن میں بہترین بزرگ ہوگا۔

حضرات!

اس لیے اسلام نے کہہ دیا، اگر ہمت نہیں ہے، روزہ رکھ لے، تاکہ تیری نظر میں جھکاؤ رہے، اور تیری شرم کے معاملے کے اندر جو ہے، اچھائی رہے،

حضرات!

اس کے بعد آگے بڑھا، اسلام نے دعوت ساقی کوثر نے شافع محشر نے تربیت کر ڈالی، بچوں کو سکھاؤ، ان کو پڑھاؤ، جوانوں کو دو، آج معبود کے نام پہ آج آبادی کے نام پہ آج فلاں کے نام پہ بننے والی منسٹریاں اور اس کے نگران باہر سے آنے والی ایڈز اور ملنے والی مدد مسلمانوں کو کاٹنے کے لیے مٹانے کے لیے نسل ختم کرنے کے لیے اور ان کے دین کو جو ہے، مسلمانوں سے باطل کرنے کے لیے،

لوگو نہیں، شافع محشر پہ ایمان ہے، اگر ان کے ماننے والے، مطیع ہیں، فرمانبردار ہیں، سینے میں محبت ہے، عشق مذہبی ہے، تو پھر اس طرح کے تمام اعلانات کو اشتہارات کو فلک

پوڈرں کو،

حضرات!

جہازی سائز کے بنے ہوئے، یہ سائنوں کو ہم نے دیکھنا نہیں ہے، ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو دیکھنا ہے، وہ فرمان یہ ہے کہ آپ نے اپنے بچے کے لیے کس ماں کو چنا ہے، ماں وہ چنے، جس میں محبت کی انتہاء ہو، اور صرف محبت ہی نہیں، پیار ہی نہیں، لو لیٹر ہی نہیں، بلکہ

((الودود))

اسے چنیئے، جو دنیا کو بہترین انسانی نسل اور اچھے بچے نئی قوم اور نئی جنریشن مہیا کر سکے،

بھائیو!

ذہن بنایئے، جوانوں کا، بچوں کا، بزرگوں کا، دنیا داروں کا، دین داروں کا، ہمیں یہ کام نہیں کرنے ہیں، یہ ساتھیوں کے نام پہ بکتے بکاتے جیبوں میں ڈالتے ہوئے، یہ ساتھی نہیں، یہ دشمن ہیں، یہ انسان کے نہیں، مسلمان کے، یہ انسان کے نہیں، ایمان کے، یہ مسلمان کے ام پہ بنے والے ملک کے اندر آج ہمیں کو جس طریقے سے اپنوں نے کاٹا ہے،

ہم نے اس کا بھی مقابلہ کرنا ہے، شافع محشر کے سجے ہوئے میدان کو دیکھنا ہے، اس کی تیاری میں جب یہ معاملہ ہو گیا،

حضرات!

بات آگے بڑھ رہی ہے، دیکھنے تلک، منگنی تلک، ویاہ تلک، نکاح کے اندر پڑھی جانے والی آیات آج وقت نہیں ہے کہ وہ تربیت کیا کرتے تھے، میں جس نقطے کی طرف لانا چاہتا ہوں، ہم کہہ رہے تھے، جاپان میں بچے کو پہلے دن سے دیکھا،

بھائیو!

بچہ ابھی نہیں ہے، ابھی بارات چل کے آئی ہے، یہ معاملہ آگے بڑھا ہے، یہ اپنے بیڈروم می گئے ہیں، خلوت ملی ہے، خلوت کے اندر بھی جا کے ایک مسلمان بچے کو اس کے

ماں باپ بھولے نہیں، اسلام نہیں بھولا، رب نہیں بھولے، اللہ کے رسول ﷺ نہیں بھولے، تربیتیں کر رہیں، رہنمائیاں کر دیں کہ جب آپ وہاں بھی ملیں، اکٹھے ہوں، تو اپنی زبان پہ اپنے رب کے حوالے کر دیجئے، کیا کہیے؟

((اللهم جنبنا الشيطان))

اللہ مجھ کو بھی، میری اہلیہ کو بھی، اللہ مجھے بھی میری بیوی کو بھی، اللہ ہم دونوں کی اس نئے جوڑے کو، اس نئے حمل کو، اللہ شیطان سے محفوظ رکھنا، ایک طرف رحمان کا داعی ایک طرف شیطان کا داعی، ایک طرف رحمٰن کی طرف بلانے والے، ایک طرف شیطان کی طرف بلانے والے، اللہ ہمیں رحمٰن والا بنا، اپنا بنا، اپنے سائے میں رکھ،

اپنی عافیت میں رکھ، اللہ اپنی محافظت میں رکھ، اللہ اپنی چھتری میں رکھ، اپنے شیلے مں رکھ، اپنی پناہ میں رکھ، کس چیز سے؟ شیطان مردود سے،

((وجنب الشيطان ما رزقتينا))

اللہ آج ہماری پہلی ملاقات ہے، پہلی خلوت ہے، شب وصل ہے، اللہ کیا ہے،

((وجنب الشيطان ما رزقتينا))

جاپان نے کب سوچا، جب چین چین بنا، جب بچہ ماں کے پیٹ میں بنا، تب سوچا، مسلمان نے کب سوچا، سمندری کے رہنے والے کلمہ گو نے کب سوچا، ابھی پہلی ملاقات تھی، کہہ رہا ہے، اللہ ہمیں جو اولاد دینا، شیطان کے شر سے محفوظ رکھنا، اللہ جو رزق دینا، شیطان کے شر سے بچا کے رکھنا، اللہ بیٹا ملے، شیطان نہیں ہو،

اللہ بیٹا ملے، شیطان کے شرور سے محفوظ رہے، بیٹی ملے، اللہ وہ اس کی اداؤں پہ چلنے والی نہ ہو،

دوستو! ہم شافع محشر کو مانتے ہیں، مگر ان کی نہیں مانتے، جب ہم اس مرحلے سے گزرتے ہیں، خاموشیوں کے ساتھ، لذتوں کے ساتھ، دیگر جو ہے، ٹوٹ نظاروں کے ساتھ، موسیقی کے ساتھ، ساز و آواز کے ساتھ، دیگر باتوں کے ساتھ، ادھر ادھر کی جو ہے، ہماری

اپنے طریقے رسوم و رواج کے ساتھ ملے گلے کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے، پھر وہ خود باپ اس بچے کو کہتا ہے، شیطان کی ٹوٹی، باپ اپنے بچے کو کہہ رہا ہوتا ہے، الو کا پٹھا، کیوں؟

ہاں ہاں جب یہ موقع تھا، سوچنے کا، تربیت کا، لینے کا، دینے کا، حقوق کا، فرائض کا، اسلام کا، ایمان کا، جذبات کو کنٹرول کرنے کا، حدود میں رہنے کا، رب کی ماننے کا، اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کو لینے کا، اپنے مستقبل کو بنانے کا، اولاد کی سیوا کرنے کا، اور ان کو اچھا مستقبل دینے کا، تب تو ہم نے سوچا نہیں،

جب پانی سر سے گزر گیا، مسجد میں گئے، مولانا دعا کر دیجئے، بچہ نیک بن جائے، مولانا، دعا کر دیجئے، اولاد فرمانبردار بن جائے، مولانا دعا کر دیجئے، بچہ ذہین بن جائے، مولانا دعا کر دیجئے، بچہ قرآن پڑھ جائے، مولانا یہ کہہ دیجئے، بچہ حافظ بن جائے،

او بھائی!

جس کے باپ نے اپنی پہلی نگاہ میں، جس کی والدہ نے پہلی ملاقات میں، اپنی خلوت میں، اس وقت بچے کا نہیں سوچا، آج بچہ اس کا کیسے سوچے گا، موسیقی لگی ہوئی، ناچ گانا ہو رہا ہے، رہبر خلود کی محفل میں،

حضرات!

ڈھول بج رہے، آج جس بچے کی امید رکھیں، اچھا ہو جائے گا، شافع محشر کا نفرنس پیغام دے رہی ہے، کہ لوگو، اپنے بچے کی فکر کرو، ان کے بارے میں اچھا سوچو، ابھی وہ پیدا نہیں ہوئے، اس جہان میں آئے، اللہ نے مقدر میں نہیں لکھا، ہمارے علم میں نہیں ہے، اسلام تب سے تمہارے بچوں کو فکر کر رہا ہے،

شافع محشر کے اس پیغام کو اپنے پلے باندھ کے لیے جایئے،

احباب گرامی!

بچہ اللہ نے دیا ہے، جنین کے مراحل میں ہے،

((الحمد للہ ثم الحمد للہ))

ہماری مسلمان ماؤں میں، بچوں کو غذا میں، صرف وہ کھانا نہیں رہا، جو خود کھایا، وہ لقمے نہیں رہے، جو خود لیے، وہ روٹی صرف نہیں دی ہے، ان کی غذا میں خون میں شامل نہیں کی، جو ان کو گھر سے ملی ، وہ دودھ صرف نہیں دیا، جو انہوں نے گائے بھینس کا پیا، مسلمان ماں نے اگر ماضی مین چلے جایئے، اپنے بچوں کے خون کے اندر یہ سورۂ فاتحہ بھی شامل کی، بچوں کے خون کے اندر سورۂ النساء کو شامل کیا،

بچوں کے خون کے اندر آل عمران کو رکھا، بچوں کے خون کے اندر سورۂ توبہ کو رکھا، بچوں کے خون کے اندر سورۂ جو ہے، ھود کو رکھا، بچوں کے خون کے اندر سورۂ انبیاء کو رکھا، بچوں کے خون کے اندر الرحمٰن کو شامل کیا، بچوں کے خون کے اندر سورۃ الملک کو رکھا، بچوں کے خون کے اندر قرآن کے تیس پارے رکھے، ایک سو چودہ سورتیں رکھیں،

سات منزلیں رکھیں، چھے ہزار سے متجاوز آیات رکھیں، محمد رسول اللہ ﷺ کی مناجات رکھیں، دعائیں رکھیں، پکاریں رکھیں، توحید رکھی، اور رسالت رکھی، یہی وجہ تھی کہ جب بچہ پیدا ہوتا تھا،

((ما من مولود الا یولد علیٰ فطرۃ الاسلام))

کے کمال کو لے کے آیا، آج ہم نے گھر گھر کے اندر مجھے شکوہ ہے، جامعہ مرکزی مسجد اہل حدیث سمندری کے خطیب کو شاید ہر مسلک کا گھر، اپنے گھر میں داخل ہونے کی دعوت دینے کی، بچوں کی تربیت کرنے کی اجازت نہیں دے رہا ہوگا، لیکن سمندری کے شہر کے اندر اجازت ہے، چوبیس گھنٹے دن رات سیٹ لائٹ سسٹم پر لیکچر آرہے ہیں،

مشرق کا ہندو آئے، سمندری والوں نے دروازے کھولے ہوئے،

حضرات!

سکھ آئے، دروازے کھلے ہوئے، بدھ مت آئے، دروازے کھلے ہوئے، یہودی آئے، دروازے کھلے ہوئے، عیسائی آئے، دروازے کھلے ہوئے، کوئی چائنہ سے آئے،

دروازے کھلے ہوئے، بیٹے اور بیٹیوں کے ہاتھ میں ریموٹ دیئے ہوئے، اجازتیں دیں ہوئیں، بیٹا، ہم دفتر میں ہوں، تیرا دل چاہے، جب چاہے، جس پریچر کو بلا،

جس داعی کا بلا، اس سے ملاقات کر، اس کے سٹائل دیکھ، اس کے انداز دیکھ، اس کے طریقے دیکھ اس کے طور دیکھ، اس کا فیشن دیکھ، اس کا لباس دیکھ، اس کا مزاج دیکھ، اس کے اطور پر، اس کے افعال کو دیکھ، ویسا مائنڈ بنا، جو دل میں آئے، کرتی جا اور بچے اور بچی کو اجازت دے رکھی،

حضرات!

رات کے بارہ گھنٹے کے اندر اجازت بچہ بچی اپنے بیڈروم میں جو چاہیں، جس کا مائنڈ لیں، جس کی تربیت لیں، باہر سے آکر کے وہ پریچ کر گیا، وہ دعوت دے گیا، ہم اپنے گھر کے اندر اپنے بچے کو مسلمان نہ بنا سکے، وہ ہزاروں میل کے فاصلوں سے ہمارے بچے کو مسلمان ملک میں، کلمے والے ملک میں، کلمہ طیبہ کی بنیاد پہ پلے ہوئے، اس ملک کے ادر مسلمان کے گھر کے اندر بیٹا، مسلمان کا، گھر مسلمان کا، بیوی مسلمان کی، بچہ مسلمان کا،

حضرات!

جس سے وہ ٹی وی خریدا، وہ بھی مسلمان کا، جس نے آ کے کیبل لگائی، وہ بھی مسلمان،

حضرات!

جو پیسے پے کر رہا ہے، وہ بھی مسلمان، جس نے ریموٹ بیچا، وہ بھی مسلمان، جس نے لیا، وہ بھی مسلمان، جو ہاتھ میں پکڑ کے بیٹھا، وہ بھی مسلمان، جو سامنے تربیت کر رہا ہے، کوئی پتہ نہیں، کون ہے، گھر میں پابندی، کوئی نہیں آنے کی اجازت ہے، وہ جو تربیت کر جاتا ہے، ہم روتے ہیں، جی بچے بگڑ گئے ہیں،

دوستو! توجہ کریں!

دنیا میں، میں نے کسی کام، کو اتنا بے غیرت نہیں دیکھا، کسی قدر اپنے مفادات سے اجتناب برتتے ہوئے نہیں دیکھا، جس قدر آج ہم نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں، آنکھیں بند

کر کے اگر جان بچتی، کبوتر کی بچتی، لیکن آنکھیں کھولنی ہوں گی، محشر کا میدان سامنے ہے، نفسانفسی کا عالم ہونے والا ہے،

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ﴾ (عبس:٣٤-٣٥)

یہ مناظر دیکھنے والے ہیں، قبل اس کے کہ یہ منظر آئے، ہمارے گریبان تک ہاتھ پہنچے،

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:٦)

اپنے آپ کو اور اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچانے کا سامان کر لیجئے، تربیت کر لیجئے،

بھائیو!

اس کے نقصان پر مبنی ایک بات کہنا چاہتا ہوں، شاید احساس نہ ہو، آپ سمجھ رہے ہوں، جوش میں ہے،

نہیں بھائیو!

یہ جوش پورے ہوش کے ساتھ ہے، میاں چنوں کا شہر ہے، ایک پڑھا لکھا آدمی ہے، اور اس کے اپنے گھر کا واقعہ ہے، میں لائبریری میں تھا، دستک دی، وہاں آیا، میں نے پوچھا، بھائی جی، بیٹھا رونے لگ گیا، میں نے کہا، کیا ہوا، کہا، بس آج وہ ہو گیا، جو سوچ نہیں سکتا تھا، پھر بھی ہوا کیا ہے؟

کہا، میں مسلمان ہوں، مالک مسلمان ہے، جس مسجد میں جمعہ پڑھتا ہوں، مسلمان ہے، میری بیوی بھی مسلمان ہے، اور میرے گھر میں بچے بھی مسلمان ہیں، لیکن آج میں رنجیدہ ہوں، میری غفلت، میری آنکھیں بند رہیں، ہوا کیا ہے، کہا میرا بچہ ابھی چھوٹا ہے، پہلی دوسری کلاس میں ہے، معمولی سی عمر ہے، میرا ان اس پھٹا ہوا ہے، اور میرے ساتھ بولا نہیں،

آج اپنی ماں سے اس نے ایک بات کہی ہے، مجھے جھنجھوڑ کے رکھ گئی، ماں کے پاس گیا، کہنے لگا، ماما، کہا جی، کہا یہ میرے پاپا ہیں نا، کہا، جی آپ کے پاپا ہیں، میں ان کا بڑا بیٹا ہوں، جی بڑے ہیں، تو پھر یہ مجھ سے لڑتے کیوں ہیں؟

بیٹا کیا ہوا، باپ جھڑک لیتے ہیں، ان کو پتہ نہیں، میں ان کا بڑا بیٹا ہوں، اگر مر گئے،

ان کی لاش کو آگ کو دے گا انہیں علم نہیں، میں ان کا بڑا بیٹا ہوں،

حضرات!

سمجھ نہیں آئی، ہندو مشرق سے چل کے، ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے پاکستان مین داخل ہو کے، ویزے کی پابندیوں کے باوجود ورلگی ہوئی، برقی تاروں اور خانوں کے باوجود،

حضرات!

وہاں کے پہلو کو توڑ کے سیٹ لائٹ کے ذریعے ملک پاکستان میں آ کے، پنجاب میں آ کے، مسلمان کے گھر میں آ کے، مسلمان کے بیڈروم میں آ کے، مسلمان کے بچے کی جو ابھی دودھ پیتا ہے، چھوٹا ہے، یہ تربیت کر گیا کہ اگر کوئی مرے تو اس کے مرنے کا اہتمام ہندو رسم ورواج کے مطابق کیا ہے، جنازہ نہیں پڑھا جائے گا، جلایا جائے گا،

اور جلانے کا اہتمام جو ہے، وہ بڑا بیٹا کرے گا، یہ دیکھنے میں عام چیزیں ماریں یہ سمجھ کر کے کہ یہ بس سٹار پلس ہے،، یہ ذی ہے، ایسے ہو جائے گا، ویسے ہو جائے،

حضرات!

نہیں، یہ دیکھنے میں ڈرامے ہیں، حقیقت میں موت ہے، دیکھنے میں فلمیں ہیں، ایمان اورعقیدے کی موت ہے، کون سا ڈرامہ ہے، جس میں ڈرامے کے نام کے اوپر،

حضرات!

بچوں کو بتوں کے سامنے جھکنا نہیں سکھایا جا رہا، مانگنا نہیں سکھایا جا رہا، ان کے چرنوں گھٹنوں میں جھکنا نہیں سکھایا جا رہا، اور آج ہمارے ایمان جس کے لیے ہم نے لاشے تڑپوائے تھے، جس کے لیے ہم کوئلوں پر لیٹے تھے، جس کے لیے ہم سولیوں پر چڑھے تھے، جس کے لیے ہم نے انگ انگ کٹوائے تھے، جس کے لیے ہم نے بدر کو بپاں کیا تھا، جس کے لیے ہم نے کون کن کی تھی، جس کے لیے ہم نے حدیبیہ پیش کیا تھا،

جس کے لیے ہم نے خندقین کھودی تھیں، جس کے لیے ہم نے خیبر پہ چڑھائیاں کی تھیں، جس کے لیے ہم نے ں ملہ کے لیے دن دیکھے تھے، جس کے لیے ہم نے حنین و دائم

کو قائم کیا تاھ، آج وہ محاذ ہم کتنی آسانی سے چھوڑ کے دشمن کے حوالے کر گئے،

سوچیئے، شافع محشر کانفرنس آپ کو تربیت کی طرف توجہ دلا رہی ہے، اپنے بچوں کے بارے میں مسلمانوں کی حالت کیا ہے، میں فیصل آباد لیے چلتا ہوں، شریف پرانا محلّہ ہے، سات نمبر گلی ہے، مسجد قبا ہے، میرے پڑوس میں ایک خاتون بچہ مسجد میں پڑھنے بھیجتی ہے، بچے کو قاری صاحب مارتے ہیں، بچہ روتا ہے،

گھر میں آتا ہے، عورت گالیاں دینے لگتی ہے، مسجد میں جاتی ہے، قاری صاحب سے پوچھتی ہے، برا بھلا کہتی ہے، کیوں مارا، قاری صاحب کہتے ہیں، دو تین ہفتے ہو گئے ہیں، اس کو جنازے کی دعا سکھا رہا ہوں، یہ یاد کر کے نہیں آتا، آج تنگ آ کے میں نے مارا ہے، اس ماں کے لفظ سنیئے!

جو مسلمان ہے، جو کلمہ گو ہے، رب کو ماننے والی ہے، شافع محشر پہ ایمان رکھنے والی ہے، مسجد کے قاری صاحب کو مہذب اور معلم کو کیا کہہ رہی ہے، ابھی اس کے منہ سے دودھ کی سمل نہیں گئی، اور تو اس کو مرنے کی دعائیں بھی سکھا رہا ہے، ہماری حالت یہ ہے، دوسری طرف غیر مسلم کی تباہی، آئیں اپنے بچوں کے لیے سوچیں، ان کو اگر اچھا جوان بنانا ہے، تو پہلے اچھا بچہ بنا لیجیے،

میں یہاں حوالہ دینا چاہتا ہوں، وہ حوالہ جو میری ان آنکھوں نے دیکھا، اور یہ منظر مدینے کا ہے، اس لیے نہیں سنا رہا کہ وقت کو گزاروں، اس لیے سنا رہا ہوں، کہ مجلس میں سننے والے اپنے اور بیگانے جتنے ہیں، رب کی ماننے والے، شاید تھوڑے ہیں، رب کو ماننے والے زیادہ ہیں،

آئیں، ہم رب کی ماننے والے بن جائیں، مسجد نبوی ہے، پہلی صف میں لوگوں کو جگہ نہیں ملتی، اگر آپ کو یقین نہیں آتا، ان مردوں سے پوچھیے، جنہوں نے حج اور عمرے کیے ہوئے ہیں، اللہ آپ کو بھی لے کے جائے، حالات کیا ہیں، جگہ نہیں مل رہی، ظہر کا وقت میں مسجد نبوی میں آیا، وہاں یہ پہلی صف میں ایک سائیڈ میں جگہ ملی، ڈھونڈی، بیٹھ گیا، اپنے

پڑوس میں دیکھ رہا ہوں، ایک چھوٹا سا بچہ، معمولی سی عمر ابھی پوری طرح بول نہیں سکتا، ریل رکھی ہوئی، اوپر قرآن مجید پڑا ہوا اور یہ پڑھ رہا ہے، سورۃ الناس اور سورۃ الفلق، توتلی زبان میں جب نماز کا ٹائم ہوا، یہ بچہ پیچھے چلا گیا، جماعت کھڑی ہونے لگی، ایک آدمی اس کی جگہ پہ آ کے کھڑا ہو گیا،

بزرگو!

ذرا کان کھڑے کر کے سنیئے، سینے پہ ہاتھ رکھ کے سنیئے، آج لوہار کا بچہ بنا سنار کا بچہ سنار بنا، ترکھان کا بچہ ترکھان بنا،

حضرات!

یہ سارے بن گئے، لیکن مسلمان کا بچہ مسلمان کیوں نہ بنا، وجہ کیا ہے، وجہ یہ ہے، ہم نے کبھی ان پہلوؤں پہ سوچا ہی نہیں ہے، جذباتی ہو کے نعرے لگا لیے، باتیں کر لیں، ادھر ادھر کی چھیڑ لیں، لیکن جو ہمارا حق تھا، جو ذمہ تھا، جو ہمارا فرض تھا، اس پہ کبھی آئے نہیں، آئیں، کیا ہے، پھر عصر کے وقت دیکھتا ہوں کہ بچہ وہی پہ ہے،

پھر وہ ہوتا ہے، جماعت کھڑی ہوتی ہے، بچہ پیچھے جاتا ہے، ایک آدمی آگے آتا ہے، مغرب کا ٹائم ہوتا ہے، رہا نہیں جاتا، سوال کیا، میں نے کہا، کہ جناب یہ معاملہ کیا ہے، والد جواب دیتا ہے، معاملہ یہ ہے کہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ پڑھا ہے،

حضرات گرامی!

یہ باپ کے بیان ہیں، فکر مند ہے، آج ہم بھی باپ ہے، ہماری بھی اولاد ہے، کہتا ہے، میں نے مسجد نبوی میں جمعہ پڑھا، خطیب نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا دی، پہلی صف میں نماز پڑھنے کا اتنا ثواب ہے، جماعت کے ساتھ نماز پڑھیے، اتنا ثواب ہے، میں نے سوچا، اللہ میں دوکاندار دوکان بند کر کے آؤں، جگہ نہیں ملتی، جماعت کو تو پا لوں گا، پہلی صف کیسے ملے گی؟

یہاں تو لوگوں نے قبضے جمائے ہوئے، میں نے وہی بیٹھ کے دعا کی، اللہ تو میری مدد

کر، میں ان شاء اللہ جماعت بھی نہیں چھوڑ وں گا، پہلی صف بھی نہیں چھوڑوں گا، میری مدد یہ ہے، اللہ جلدی میری شادی کا اہتمام کرا دے، بیوی صالح دے دے، اور مجھے پہلا بیٹا دے دیے، اللله وعدہ رہا، جماعت نہیں چھوڑوں گا۔

پہلی صف نہیں چھوڑوں گا، میں نے دعا کی، گھر میں گیا، امی ابو کو بولا، ماں باپ حیران ہو گئے، سعودیہ میں حق مہر اتنا ہے کہ شادی اتنی آسان نہیں، پریشان ہوئے، کیا ہوا آج تک بولا نہیں، کہا بس یہ مسئلہ ہے، اس لیے کہہ رہا ہوں، والدین نے سوچا، میرے رب نے میری مدد کی، میری شادی ہوگئی،

پہلی رات میں بیوی کو ایک ہی بات بولی کہ ٹھیک ہے، یہ سنت رسول ﷺ ہے، سلسلہ چلا آ رہا ہے، لیکن میں نے مسجد نبوی میں بیٹھ کے اس سنت اور اس ارادے سے شادی کی ہے، دعا کر، اللہ ہمیں بیٹا دے، جلدی دے، تو اس کی تربیت کر کے اس کو کھانا کھانے والا بنا دے، میرے ساتھ بھیج دے، میں اللہ سے کیے ہوئے وعدے کو نبھانا چاہتا ہوں،

کہتا ہے، رب نے میری شادی کی، بیوی کو بولا، بیوی نے ساتھ دیا، یہ اللہ نے بچہ دیا، میرے رب نے میری سنی،

((الحمد لله ثم الحمد لله))

عمر ابھی اتنی نہیں، اچھا بول نہیں سکتا ہے، اس کو اس نے کچھ سوا تیں سکھا دیں، الگ سے پہلے دن سے سلانا شروع کر دیا، تا کہ ماں باپ کے ساتھ زیادہ چمٹا نہیں رہے، آج رب کے کرم سے یہ ظہر کی نماز، عصر کی نماز، مغرب کی نماز، عشاء کی نماز، چار نمازوں میں مسجد نبوی کے اندر پہلی صف میں بیٹھا ہے،

اس کے دانے پانی کا اہتمام میں یہی پہ کر دیتا ہوں، قرآن پڑھتا رہتا ہے، میری جگہ رکھتا ہے، جب جماعت کھڑی ہونے لگتی ہے، یہ پیچھے چلا جاتا ہے، میں آ کے نماز پڑھ لیتا ہوں، رب سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو جاتا ہے، اور فجر میں خود آ جاتا ہوں، لوگو! ایمان سے بدلا، یہ بدلا مسلمان کا بچہ، یہ بدلا مومن کا بچہ، یہ آج جو اس کی اس طرح تربیت ہو رہی ہے، جسے

اس نیت پہ مانگا گیا ہے، اس ناز پہ لیا گیا ہے۔

پروان چڑھایا گیا ہے، اس کی تربیت کو اٹھایا گیا ہے، کل یہ جماعت چھوڑنا تو ایک طرف، پہلی صف چھوڑنا تو ایک طرف، کل یہ کبھی اس جماعت کو چھوڑے گا، نماز کو چھوڑے گا، نماز چھوڑنا تو ایک طرف رہ گیا، یہ اتنی تربیت جو اتنی اہمیت باپ نے دی ہے، کیا ہم نے کبھی اپنے بچے کو دی؟

شافع محشر کانفرنس نے آپ کا آنا مبارک، اھلاً وسھلاً و مرحباً کہتے ہیں، ہم آپ کا آنا جو ہے، قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں، لیکن پیغام لے کے جایئے، کیا ہم نے اپنے گھر کے اندر اپنے بچوں کو کتاب اللہ بھی سنانی ہے، آیات بھی سنانی ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کی روایات بھی سنانی ہیں، صحیح واقعات بھی سنانے ہیں، احادیث رسول ﷺ بھی سنانی ہیں،

اور پھر ان کی صحیح تربیت بھی کرنی ہے، آج مجھے وہ باپ نہیں مل رہے، جو بچوں کو اپنے بازوؤں پہ لٹا کے، کبھی ایوب علیہ السلام کا واقعہ سنا رہے ہوتے تھے، کبھی، آدم علیہ السلام کا واقعہ، یہ دیکھنے میں حقیر باتیں تھیں، آج بچہ میٹرک کر جاتا ہے، اسے یہ پتہ نہیں ہوتا، اسے یہ پتہ نہیں ہوتا، اللہ کی قسم کھا کے کہہ رہا ہوں،

آج پیپر تھا اسلامیات کا، ہمارے ایک موصوف کا پیپر تھا، انہوں نے پیپر میں سوال دیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے والد محترم کا نام کیا ہے؟

فرسٹ ائیر کے سٹوڈنٹ، گیارہویں کلاس، گیارہ سال ہو گئے پڑھتے ہوئے، مسلمانوں کے ملک میں، مسلمانوں کے سکولوں، کالجوں میں، مسلمانوں کے بنائے ہوئے، نصاب تعلیم سے، مسلمان اساتذہ کے پڑھائے ہوئے بچے رسول اللہ ﷺ کے والد کا نام نہیں لکھ پائے، اکثر نے لکھا کہ سید ابو طالب رسول اللہ ﷺ کے والد کا نام تھا۔

بھائیو!

ہماری یہاں تک حالت جڑ جاتی تھی، آئیں لوٹیں اپنے ان بچوں کی طرف، تاکہ اگر آج یہ اچھے ہوں گے، آج ان کی تربیت اچھی ہوگی، کل اچھے جوان ہوں گے، اگر کل اچھے

جوان ہو گئے، پرسوں اچھے باپ ہوں گے۔

حضرات!

اچھے مسلمان ہوں گے، اور اچھے مومن ہوں گے، یہی شافعِ محشر کا پیغام ہے، آ جائیں، یہ دنیا سنوارنے کے لیے ہیں، یہ بننے کے لے ہیں، یہاں سے نصیحت حاصل کیجئے، صرف توں توں، میں میں، میں نہیں، لگا یئے،

بلکہ رسول اللہ ﷺ نے جو جام دیئے ہیں، تربیت کے جو جام دیئے، اس نصیحت کے جو جام دیئے ہیں، اولاد کے حقوق کے، ان حقوق کو ادا کریئے، تا کہ کل کو ہماری اولاد ہمارے حق کو ادا کر سکے۔

((سبحانك اللهم وبحمدك اشهدو ان لا اله الا انت استغفرك واتوب عليك)).

وما توفيق الا بالله۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساقی کوثر

دے کے ساغر مجھے کس لطف سے ساقی نے کہا
دیکھے جایئے ابھی ہم تمہیں کیا کیا دیتے ہیں

کامونکی کے زندہ دل بزرگو، شیر دل نوجوان بھائیو!

پھول دل ننھے منے ساتھیو!

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ، اپنی صحیح میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بیان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے ساتھ لے کر کے آئے ہیں، جس میں آقا علیہ السلام کے آٹھ معمولات کا تذکرہ اوران می سے ایک معمول یہ بھی تھا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات دنیا کو کائنات والوں کو اللہ کا نشہ چڑھانے کے لے جو جام پلاتے تھے،

ان میں ں سے ایک جام خود بھی بڑے ذوق اور شوق اور کثرت سے پیا کرتے تھے،

اوراس جام کے اندر کیا تھا، جملے کیا تھے؟

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ))

اے غم دینے والے اللہ، مجھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کواس کائنات میں کبھی غم نہ آئے، ان غموں سے ان حموم سے، ان حالات اور مصائب سے، اللہ مجھے اپنی پناہ میں رکھنا،

حضرات!

یہ امام سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم آج اہل کامونکی والوں کے لیے بھی چھوڑ کے گئے، اس جام کا فائدہ کیا ہے، سمجھئے، اللہ تعالیٰ خالق ہیں، جو جی میں آئے، بنا لیتے ہیں، اللہ کو پوچھتا کوئی نہیں،

﴿فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾ (ھود:۱۰۷)

ہیں،

﴿يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾ (آل عمران:٤٠)

ہیں،

﴿عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (البقرہ:٢٠)

ہیں، میرے رب نے پوری کائنات، اپنی مخلوقات سے سجائی ہیں، لیکن بڑی مخلوقات میں سے اللہ کی، میں مخلوق سے، انسانوں کے دل دہلتے ہیں، سر اٹھائیں، دیکھنے کے لیے، تو پگڑیاں گر جاتیں ہیں، اس مخلوق کا نام پہاڑ ہے، انسان کے دل میں اس کو دیکھنے کا اشتیاق ہوتا ہے، چاہت ہوتی ہے، دیکھنے جاتا ہے، نیچے کھڑا ہوتا ہے،

اس کی چوٹی کی طرف نظر اٹھاتا ہے، سر سے ٹوپی پگڑی گر جاتی ہے، زبان سے حیرت زدہ ہو کے سبحان اللہ کہہ کے اللہ کا نام نکلتا ہے، یہ بہت بڑی اللہ کی مخلوق ہے، لیکن میرے رب نے پہاڑوں سے بھی بڑی مخلوق بنائی، مالک نے لوہا بنایا، لوہا اللہ کی وہ مخلوق ہے، جو پتھروں اور پہاڑوں سے زیادہ سخت،

جب لوہا آتا ہے تو پہاڑوں کے سینے چیر کے رکھ دیتا ہے، یہ منظر اگر دیکھنا ہو تو کلر کہار کی پہاڑیوں میں زگ زیگ ہوتی موٹروے کو جا کے دیکھئے، وہ پہاڑ جو اکڑ کے کھڑے تھے، راستہ دینے کو تیار نہیں تھے، لوہا آیا، ایک مشین کے سامنے ہیڈرالک سسٹم دے کے، چھوٹا سا پرزہ لگا، دھڑ دھڑ کرتے ہوئے سینے چیر کے رکھ دیئے،

یا جن لوگوں نے حج اور عمرہ کیا ہے، وہ بیت اللہ کے قرب و جوار میں پہاڑوں کے سینے چیر کے بنائی گئی سرنگوں کو دیکھ چکے ہیں،

حضرات!

یہ اللہ کی لوہے والی مخلوق کا کارنامہ ہے، میرے رب نے لوہے سے بھی بڑی مخلوق بنائی، آگ سے بنایا، یہ لوہا، بڑا شدید، بڑا مضبوط، بڑا ہیوی، لیکن جب آگ آئی ہے، تو لوہے کا پتہ پانی ہو جاتا ہے، دنیا کی وہ آگ جسے ستر مرتبہ لائٹ کر کے نرم کر کے دنیا میں

اتارا گیا، یہ آگ جب اپنے جوبن میں آتی ہے،

بھٹیوں میں جا کے نظارہ کیجئے، موٹے موٹے لوہے کے گاڈر پگھل کر کے پانی بن کے چل رہے ہوتے ہیں، ڈائیوں میں ڈال کے اس کے پرزے بنا لیے جاتے ہیں، اللہ نے لوہے سے بڑی مخلوقات بنائی، آپ کو بھی سمجھانے کے لیے کہ تیرا سر اکڑے نہیں کہ میں لوہے کو پگھلا دوں، وہ لوہا جو پہاڑوں کو چیر کے رکھ دیتا ہے،

اللہ نے آگ سے بڑی مخلوق بنائی، پانی کو بنایا، آگ کی بڑی حدتیں، بڑی شدتیں، بڑی قوتیں، بڑے آلاؤ، بڑے بھڑکاؤ ہوتے ہیں، مگر جب پانی آتا ہے، تو آگ کو اپنے وجود کے لالے پڑ جاتے ہیں۔

لاہور شالمی کی مارکیٹ گواہ ہے کہ جب آگ اپنے جوبن پہ تھی، کنٹرول ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی، مگر جب پانی آیا، آخر کار وہ اپنی طاقت کو، قوت کو، جوبن کو کھو بیٹھی، پانی آتا ہے، تو آگ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے، میرے رب نے پانی سے بھی بڑی مخلوق بنائی کہ وہ پانی جس کی لہریں جس کی لہریں دنیا کو دہلا کے رکھ دیں،

وہ پانی جس کے طوفان انسانوں کو بے بس کر دیں، وہ پانی کہ جس کے سائیکلون اگر بنیں تو سمندر کے کنارے ساحلوں کے اوپر لاشوں کے تختے دے جائیں، وہ پانی اگر سونامی بن جائے تو دنیا کو ملیامیٹ کر کے رکھ دے،

وہی پانی کہ جس کے پچھلے دنوں منظر آپ جاپان میں دیکھ چکے، دنیا کی سب سے بڑی ٹیکنالوجی رکھنے والی طاقت کو فیل کر کے رکھ دیا، ایٹمی پاور پلانٹ ایکسپلور کر دیئے گئے، اس پانی سے بھی اللہ نے بڑی مخلوق بنائی، رب نے بادل بنائے، بادل جب آتا ہے، پانی اپنی لہروں کو، لہروں کو، ٹھاٹھوں کو، موجوں کو، طوفانوں کو، سلانوں کو، سیلابوں کو بھول جاتا ہے۔

یوں اٹھا لیتا ہے، بادل پانی کو جیسے ماں بچے کو گود میں لے کے گھوم رہی ہو، میرے رب نے بادل سے بھی بڑی مخلوق بنائی، بادنسیم بنائی، ہوا بنائی، بادل مستی میں آ کے کہیں بڑا پن نہ ہو جائے، اس میں غرور میں نہ آئے کہ میں زمین سے بالاتر، میں آسمان سے نیچے فضا،

میں معلق میں پانی کی ٹھاٹھوں کو سب جو ہے،

طوفانوں کو کنٹرول کر کے اس کو جو ہے، جہاں مرضی ہے، پھروں، اللہ نے ہوا کو بنایا، وہی برکھا جو جم کے برس رہی ہوتی ہے اور بندہ سمجھتا ہے، گھٹا ٹوٹے گی نہیں، ہوا کے تھوڑے سے جھونکے آئے ہیں، بادلوں میں کھلبلی مچ جاتی ہے، کوئی ادھر بھاگ رہا ہے، کوئی ادھر بھاگ رہا ہے، چند لمحے کے بعد مطلع صاف ہوتا ہے۔

یہ ہوا جو آپ ابھی محسوس کر رہے ہیں، ہوا کے اتنے سے جھونکے زمین اور آسمان کے درمیان معلق فضا میں چلنے والے بادلوں کو ہلا کے رکھیں، اللہ نے اس ہوا سے بھی بڑی مخلوق بنا ڈالی کہ کہیں یہ ناز و مستی میں نہ آ جائے، کہ میں بڑی چیز، میرے رب نے انسان بنایا، انسان کا چھوٹا سا بچہ کھڑا ہوتا ہے، میدان میں ہوا کے جھونکے دائیں بائیں کندھوں سے ٹکراتے گزر جاتے ہیں، اسے کچھ نہیں ہوتا۔

انسان سے بھی رب نے طاقت ور مخلوق بنائی، کہیں انسان گھمنڈ میں آ کے غرور میں آ کے، تکبر میں آ کے، اپنے نشہ میں مست ہو کے یہ مت سمجھے کہ میں ان ہواؤں کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہوں جو بادلوں کو نچا کے رکھ دیتی ہیں، اللہ نے نشہ بنایا، جب نشہ آتا ہے، بڑا پہلوان، گھبرو جوان زمین پہ یوں گرا پڑا ہوتا ہے، نہ اسے تن کی خبر ہوتی ہے، نہ من کی خبر ہوتی ہے۔

نہ لباس کا پتہ ہوتا ہے، ہ اپنے چہرے کا علم ہوتا ہے، یہ راتوں کو ذرا فٹ پاتھو پر دیکھا کرو، یہ نشے کے ساتھ انسان کی کیا درگت بنی ہوتی ہے، عموماً رات کے تین چار بجے جب گھر جانا ہوتا ہے، راستوں میں، فٹ پاتھوں پہ، یہ منظر دیکھنے کو ملے کہ حضرت انسان نشے میں ہے اور اس پہ کتے پیشاب کر رہے ہیں، اور اس کو کوئی خبر نہیں ہے۔

نشہ بنایا میرے رب نے، نشے سے بھی بڑی مخلوق بنا ڈالی، کون پوچھے گا، اللہ نے نیند بنائی، نشہ جتنا مرضی گہرا ہو، نیند آتی ہے، نشے کو چاٹ کے رکھ دیتی ہے، وہی جسے اپنی خبر نہیں تھی، جب نیند نے نشے کو چاٹا، تو اٹھ کے کندھے پہ گاڈر اٹھا کے بھاگ رہا ہوتا ہے، میرے

رب نے نیند سے بھی بڑی مخلوق بنائی، غم کو بنایا،

جس گھر میں غم آ جائے، وہاں سے نیندیں اڑ جاتیں ہیں، جس دم وجود میں، جس جان میں غم آ جائے، پھر اسے نیند نہیں آیا کرتی،

تو حضرات پتہ چلا!

کہ غم اس یند، یہ بھی ہاوی جو نیند نشے پہ غالب، وہ نشہ انسان پہ غالب، وہ انسان ہواؤں پہ غالب، اس سب چیزوں کے اوپر میرے رب نے غم کو رکھا ہے، یہی وجہ تھی کہ کائنات کے امام اپنے رب سے کہا کرتے تھے،

((اللھم انی اعوذ بك من الھم والحزن))

اے غم دینے والے اللہ، مجھ محمد ﷺ دنیا میں کبھی غم نہ دینا، میں میں مقابلہ نہیں کرتا، یارو یہ غم دنیا کہے، جس کے بارے میں آپ ﷺ نے پناہ مانگی لیکن ایک اور غم بھی تھا، جو آقا ﷺ نے اپنے دل کو لگایا، اس کے جام پیے، صبح و شام پیے، کبھی حالت صیام میں پیے، کبھی حالت قیام می پیے، قدموں پہ ورم پڑ گئے،

پوچھنے والوں نے پوچھا، محبوب ﷺ یہ سوجیں کس لیے؟ اللہ نے تو آپ ﷺ کے گناہ رکھے ہی نہیں، ہیں ہی نہیں، ہوتے بھی تو معاف کرنے کے آسمان سے اعلان ہو چکے، پھر یہ قدموں پہ سوجیں، کیوں قیام کیوں، یہ لمبی لمبی جو ہیں، رکعتیں، کس لیے کہا،

((افلا اکون عبدا شکورا))

اگر رب نے انعام واکرام کی بارشیں کر دی ہیں، تو میں رب کے سامنے بندگی کی انتہاء پیش نہ کروں؟

اور بھائیو!

جب پھر محبوب ﷺ کو یہ غم لگا، میں نے وہ ساری تمہید اس لیے باندھی تھی کہ جس وجود میں غم لگ جائیں، اسے نیند نہیں آتی، نہیں آتی، آپ نے ماضی میں ایک قولی سنی ہو گی، اس کا پہلا بول یہ تھا،

لگی والیاں نوں نیندرواں نئیں آندیاں
تے تیرے کیویں اکھ لگ گئی

جنھوں لگی ہووے، اونوں نیندراں نئیں پیندیاں،

جسے دنیا کی لگی ہو، وہ راتوں کو جاگ کے لوگوں پہ کھڑا ہو جاتا ہے، وہ پوری پوری رات چوکیدارا کر لیتا ہے، یارو، جسے آخرت کی لگی ہو، رب کی لگی ہو، وہ مصلے کی کمر پہ سوار ہو کے دن کو حقوق العباد ادا کر رہا ہوتا ہے اور رات کو مصلے کی پشت پہ کھڑا ہو کے اپنے رب کے ساتھ لو لگا کے اپنی نیندوں کو اڑا کے کھڑا ہوتا ہے۔

دنیا خراٹیں لے رہی ہوتی ہے، وہ کیا کر رہا ہوتا ہے، نماز پڑھ رہا ہوتا ہے،

((وھم یصلون والناس والنعام))

یہ غم تب لگتا ہے، جس اس کا جام ساقی کوثر سے تو لے کر کے پیے، اور جنہیں یہ غم لگتا ہے، اور جو یہ جام پی لیتے ہیں، اور جنہیں یہ نشہ چڑھ جاتا ہے، اور یہ جو میں نے قوالی کا بول آپ کو سنایا، وہ اصل میں ترجمہ ہے، ایک صحیح حدیث کا آقا ﷺ سے یہ بات دنیا نے سنی، ترمذی کی حدیث ہے، کہا لوگو!

((ما رعیت مثل الجنت وانعمتی طالبھا))

میرے رب نے مجھے جنت دکھائی، جنت کے نظارے دکھائے، وہاں کی نہریں دیکھیں، حوروکافور دیکھے، سامان دیکھے، وہاں کی لذات اور باقی سلسلے

((ما رعیت مثل الجنت))

پوری دنیا دیکھی، اس کے معاملات دیکھے، اس کی اچھائیاں دیکھیں، اس کے کمالات دیکھے، مگر مجھے جنت جیسی کوئی چیز نہیں دکھی،

((ما رعیت مثل الجنت وانعام طالبھا))

اور میں نے دنیا میں ایسا بدنصیب نہیں دیکھا کہ جسے جنت ک لگن بھی لگی ہو، اور پھر وہ دنیا سو کے گزارے،

((ما رعيت مثل الجنت وانعام طالبھا))

لگی والیاں نوں نیند نئیں آندی
تے تیرے کیویں اکھ لگ گئی

اگر جنت کی لگن لگی ہوئی،

((اللھم انی اسئلك الجنة))

یہ سوال صبح ہوتا اور یہ دعا دل سے نکلی ہوتی، پھر یہ راتوں کی نیند، یہ تیری اڑ چکی ہوتی، یہ دنیا کی مستیاں اور اللہ سے دوریاں ختم ہو چکی ہوتی، آپ ﷺ نے فرمایا،

((ولا مثل النار وانا محاربة))

مجھے جہنم بھی دکھائی گئی، اور اس کی ہلاکتی بھی پیش کی گئیں، میں نے جہنم سے بڑھ کے برا منظر کوئی نہیں دیکھا، اور اس شخص سے بڑھ کے کوئی بدنصیب نہیں دیکھا کہ جسے جہنم سے ڈر تو لگتا ہو، خوف کھاتا ہو، رب سے پناہ مانگتا ہو، لیکن دنیا کی زندگی پھر سو کے گزارے۔

لگی والیاں نوں نیند نئیں آندی
تے تیرے کیویں اکھ لگ گئی

جنہدے کارنوں اگ لگی ہووے او کدی سو نئیں سکدا۔

آج ساقی کوثر کانفرنس کے اس اعتدال میں موجود احباب ساقی کوثر کے ہاتھوں اک جام لے لیں، جو وہ دنیا میں پلا کے گئے، ہم بدنصیب لوگ ہیں، کبھی مجھے حیرانی ہوتی ہے، آقا ﷺ سے پیار، مجھے بھی ہے، آپ کو بھی ہے، کوئی کلمہ پڑھنے والا ایسا نہیں کہ جس کے دل میں آقا ﷺ کا پیار نہ ہو،

یہ خوبی ہے، مسلمانوں کے دل میں پیار ہے، محبت ہے، ادب ہے، تعلق ہے، لگاؤ ہے، لیکن جب میرے محبوب ﷺ دنیا میں جام دینے لگتے ہیں، تو ہم تھوڑا سا رک جاتے ہیں، اور اللہ سے دعا کیا کرتے ہیں، اللہ ہماری ہر دعا میں یہ لفظ ہوتے ہیں، اللہ قیامت کا دن ہو، پیاس لگی ہو، محبوب ﷺ ساقی کوثر ہوں،

ان کے ہاتھ میں جام ہو، اللہ میرا نصیب ایسا کر دینا کہ محبوب ﷺ کے ہاتھو سے جام مل جائے، میں اس کو پی لوں، میں انڈیل لوں جسم میں، لے جاؤں، میری پیاس مٹ جائے، پھر حشر کے میدان کی فکر کوئی نہیں، اللہ وہ پیاس تجھے تو محبوب ﷺ کے ہاتھوں جام سے بجھے،

بھائیو!

میں سوال کرنا چاہتا ہوں، پوچھنا چاہتا ہوں، ہر بندہ اپنے گریبان میں جھانکے، محبوب ﷺ اس دنیا کے اندر ایک انسان کو ایک ادنیٰ سی گنتی کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ جام دے کے گئے ہیں، ایک لاکھ سے زیادہ ورائٹی ہے، ان کی آپ کو سیون اپ کے دو چار فلیور ملیں گے، گلوکوز ان فلیوروں میں مل جاتا ہے۔

انرجائل دو چار رنگوں میں، ذائقوں میں، ٹیسٹوں میں، فلیوروں میں مل جاتا ہے، ہم عش عش کرتے ہیں، کیا کہنے، یہ نہیں تو وہ لے لو، وہ نہیں تو وہ لے لو، ہمیں سوڈرنکس مل جاتے ہیں، کبھی من کرتا ہے، ڈیو لے لیجئے، کبھی من کرتا ہے، کوئی پیپسی لے لیجئے، کبھی پیپسی کی ہم شکل کوکوک کو لے لیا، کبھی بات بنی تو گورمنے کو لے لیا،

حضرات!

کبھی کوئی کوکا لے لیا، کبھی کوئی، ہمیں یہ علم بھی ہونا چاہیے کہ محبوب ﷺ ہمیں اس دنیا میں بھی کچھ جام پلا کے گئے ہیں، قیامت کے دن ساقی کوثر کے ہاتھوں جام انہیں کو ملیں گے جو دنیا میں محبوب ﷺ کے ہاتھوں جام لے لے کے پیتے رہے، جس نے دنیا میں ٹھکرا دیا، خدشہ ہے کہ آخرت میں اس کے ساتھ کہیں معاملہ اس کی سوچ کے دعاؤں کے برعکس نہ ہو۔

حضرات!

آئیں، ذرا دیکھیں، میرے محبوب ﷺ نے کون دے جام پلائے، ساقی بن کے دنیا میں آئے، اللہ نے کیا کہا، ٹیسٹ اور فلیور دے کے بھیجا، محبوب ﷺ نے کیسے حکمت محبت پیار سے دنیا کو پلایا، اور لمحہ بہ لمحہ پلایا، اور ان پینے والوں کو نشے کیسے چڑھے، اور وہ اپنے اس

نشے میں مست ہو کے اس دنیا کو کیسے گزار گئے،

آخرت کی طرف سدھار گئے، پہلا جام جو میرے محبوب ﷺ ہر مجلس میں اپنے ساتھیوں کو پلایا کرتے تھے، مجلس ہوتی، کی ہوتی، تب بھی گم کی ہوتی، تو تب بھی موق نکاح کا ہوتا تو تب بھی، دن جمعہ کا ہوتا تو تب بھی، عید الفطر ہوتی تو تب بھی، عید الضحیٰ کا موقع ہوتا تو تب بھی،

حضرات!

معاملہ کوئی خوشی کا موقع بھی ہوتا، تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی ضرورت ہوتی، کوئی حاجت ہوتی، کوئی مناسبت ہوتی، چار لوگ بیٹھ جاتے، ساقی کوثر حرکت میں آ جاتے، پہلا جام پلاتے،

((ان الحمد للّٰہ نحمدہ ا الحمد للّٰہ))

حضرات!

جو دنیا میں یہ جام پی لے ا، یار یہ بھی فلیور ہے، عربی پیزا، بسا اوقات مزہ نہیں دیتا، پھیکا ہوتا ہے، لیکن جب اس کا ٹیسٹ ڈویلپ ہو جائے تو پھر اس کے بعد کوئی اور پیزا مزہ بھی نہیں دیتا، زیتون شروع شروع میں بھلا نہیں لگتا، لیکن جب چار دن وہاں عرب ملک میں گزار کے آتا ہے، تو پھر اس کو کوئی کھانا زیتون کے بغیر اچھا نہیں لگتا۔

آیئے محبوب ﷺ،

((ان الحمد للّٰہ))

شروع میں دیکھتے ہیں، ذرا بوجھل لگتا ہے، ثقیل لگتا ہے، ہیوی لگتا ہے، اور طبیعت پہ ناگوار گزرتا ہے، مگر جب اس کے فوائد بتا دیئے جائیں، یہ فلیور کو لے کے، ٹیسٹ کو لے کے، اس جام کو لے کے، جو جسم میں اتار لیتا ہے،

کعبہ کے رب کی قسم!

ساری زندگی وہ اس نشے میں مست رہتا ہے، پھر دنیا کہتی ہے، اسے ہو کیا گیا ہے،

میں کہتا ہوں، اس نے محبوب ﷺ کے ہاتھوں یہ جام پی لیا ہوتا ہے، کیا معنی اس جام کا؟ کہ کائنات کے اندر جو کچھ بھی عطا ہے، وہ میرے اللہ کی ہے، ذرا اس جام کو دیکھئے،

بھائیو!

میں اور آپ چھوٹے بچے جب چھوٹے بچے تھے، آپ کو بھی یاد نہیں، مجھے بھی یاد نہیں، کہ کیا بیتی لیکن اب جو بچے سامنے آتے ہیں، ان کو دیکھیں، بچہ جب پیدا ہوا، دنیا میں آیا، مشکل کے مراحل سے گزرتا گزرتا،

بھائیو!

نرسوں کے ہاتھوں میں آ کے جب اس کو سمیٹ کے، لپیٹ کے، باہر پکڑا دیا گیا، دنیا خوشی میں لگی ہوئی، کوئی مٹھائی بانٹ رہا ہے، کوئی کچھ بانٹ رہا ہے، ماں بے ہوش ہے، انجکشن لگے ہوئے ہیں، آپریٹ ہو چکی ہے، اور مدہوشی کے عالم میں ابھی اسے پتہ نہیں، آنکھ کھولی نہیں کہ میرا جو ہے، دنیا میں گوشہ جگر بھی آیا ہے۔

لیکن اسے تو بھوک لگی ہوئی ہے، تجھے تو بھوک لگی تھی، ذرا سوچ، تیری اس بھوک کا خیال خوشی میں مست ابا کو نہیں کوستی، میں مست چچا تایا کو نہیں، ماموں کو نہیں، نانی دادی کو فکر نہیں، ماں بے ہوش پڑی ہے، تیری فکر رکی، تو کس نے رکھی، اللہ اکبر،

تیرے اندر بھوک کا احساس پیدا کیا تو کس نے کیا، اللہ نے کیا، اور بھوک کے احساس کو دورے کو بتاؤں، کیسے مجھے تو کوئی زبان بھی نہیں آتی تھی، مادری زبان سکھانے والی ماں نشے میں بے ہوش پڑی تھی، کس نے تیرا خیال رکھا، اللہ ے تجے وائبریشن پہ لگا دیا کہ دنیا کو پتہ چل جائے، تجھے بھوک لگی ہے، وائبریشن پہ کیسے لگایا، دونوں ہاتھ ہلا، دونوں پاؤں ہلا، شاید تیری وائبریشن کو دیکھ کے، ترتھلی کو دیکھ کے کوء توجہ کرے،

کہ کال آ رہی ہے، ذرا اٹینڈ کریں، یہ بولنا کہنا کیا چاہتا ہے، دادی کو اگر تجربہ تھا، تو کہے گی

کہ پت ہوش کر، اٹھ بچہ لتاں پیاں ماردا اے ہتھ پیر ماردا اے، اینوں پکھ لگی اے،

اگر دادی اماں کو نہ پتہ چلا، بسا اوقات سائیلنٹ جو ہو یا جو ہے، اس کو وائبریشن پہ لگایا، موبائل جیب میں ہو، پتہ نہیں چلتا،

حضرات!

نہیں چلا، اللہ کہتے ہیں، کوئی بات نہیں، اللہ نے تیری ٹون کو ایکٹو کر دیا، آٹومیٹکلی پہلے وائبریشن ہوئی، پھر آٹومیٹکلی ٹون کو آن کر دیا، اور ٹون بھی ایسی لگائی، ہر موبائل میں نوکیا کی رجسٹرڈ ٹون موجود ہوتی ہے، اللہ نے وہ ٹون لگائی کہ تو کا مونکی میں پیدا ہوا ہے، تجھے کوئی اٹھا کے افریقہ کے جنگلوں میں بھی پھینک دے، تو وہاں کی کالی افریقن جشن بھی ٹون کو سمجھتے ہوئے جان جائے گی،

وہ آواز بھی، وہ وہ ٹون بھی، باپ کو بھی پتہ چلا، ماں کو بھی پتہ چل گیا، وہ بھی نشہ توڑ کے، اٹھ کے بیٹھ گئی، یہ چیز تجھے کس نے سکھائی، تیرے رب نے،

((ان الحمد للّٰہ))

عطا جس کی ہے، تعریف بھی اسی کی ہے، پھر ٹون کی حد نہیں، اگر موبائل بول رہا ہو، بندے کا ہاتھ نہیں، ہاتھ فارغ نہیں یا قدم اٹھا نہیں سکتا، تو کوئی کیا کرے گا، کسی ذات نے تیری ماں کے نشے کو توڑ کے اٹھا کے بٹھا دیا، اور پھر اس کے ہاتھوں میں ہیڈرالک سسٹم دے کے اس کو آگے پھیلانے، بڑھانے اور اٹھانے کی ہمت دے کے واپس لٹانے کی طاقتیں دے دیں، پھر جب سینے سے لگایا، سینے میں تیرے لیے دودھ کے چشمے کا انتظام بھی کر دیا،

((ان الحمد للّٰہ))

اس رب کو مت بھولنا، اس کا نشہ لگا، اس کا نشے کے جام لے،

((نحمدہ))

اور پھر یاد کر!

اگر تیرے منہ کا کٹ نہ دیا ہوتا، کون سا نشئل تھا، کون سا ہاسپٹل تھا، کون سا ڈاکٹر تھا، کون سا خیر خواہ تھا، جس نے جا کے تیرے اس حصے کو کٹ لگایا، کٹ لگا کر کے پر تجھ کو ہے،

اوپر اور نیچے کر دیئے۔

﴿أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ﴾ (البلد: ۸-۹)

ہونٹ دیئے، ہونٹوں کو پکڑ دی، پکڑا اور جکڑ کی طاقت دی، زبان کو چوسنے کے لیے رکھا، پھر تیرا گلا بنایا، گلے سے آگے معدے تک پہنچایا، اور تیرے پیٹ میں جو لگی ہوئی بھوک کی آگ تھی، اس کو ٹھنڈا کس نے کیا،

((ان الحمد لله نحمده))

یہ عطا اس کی ہے، اس لیے تعریفیں بھی اس کی ہیں،

((ونستعينه))

پہلا جام، پہلی مرتبہ، جب سیدنا بلال نے پیا تھا، رضی اللہ عنہ، دنیا اکثر جب سیرت بلالی رضی اللہ عنہ پڑھتی ہے، دومنٹ کے لیے مبہوط کھڑی ہو جاتی ہے، سوچتی ہے، ہمیں اپنا حق لینا ہوتا ہے، بلوچستان میں کوئلوں پہ گزرنا پڑے، تو مشکل ہو جاتا ہے، اور ساحر لودھی صاحب بھی عنقریب جو ہے، یہ اپنا سلسلہ دکھا رہے ہیں،

دنیا کہتی ہے، کیسے لوگو سنو!

آپ جسم پر میڈیسن استعمال کر کے، کیمیکل لگا کے آگ پہ چل لینا، آگ میں لیٹ جانا، آگ میں سے گزر جانا، ایکسیڈنٹ کر لینا، شاید آسان ہے، لیکن ایمان کے لیے نشے میں آ کے توحید کا جام پی کے ان الحمد کا جام لے کے انڈیل کے، جسم میں اتار کر کے جب دنیا مخالفت پر آئے تو ترجمہ بلالی رضی اللہ عنہ پڑھنے والا پوچھتا ہے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کوئلوں پہ لٹا دیئے جاتے، وہ لیٹ کیسے جاتے تھے؟

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

یہ وہ چاشنی جو اس جام میں ملی تھی، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پلائی تھی، اس نے آگ پہ لیٹنا بھی سکھا دیا، کوئلوں پہ لٹایا گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مدینے میں محفل سجی ہے، ایسے اسٹیج لگا ہے، سب سے

بڑی کرسی رکھی گئی ہے، یہاں کون بیٹھے گا، جناب بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، وہ انکار کر رہے ہیں، جناب عمر رضی اللہ عنہ اصرار کر رہے ہیں وہ منع کر رہے ہیں، یہ مطالبہ کر رہے ہیں، آخر کار کندھے پہ ہاتھ رکھ کے، پکڑ کے، آگے لانے کی کوشش کی،

حضرات!

عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا، کہا، بلال رضی اللہ عنہ یہ کیا ہے، پیچھے ہڈیوں کی مٹھے ہیں، اوپر کپڑے نے پردہ ڈالا ہوا ہے، یہ ہے کیا؟ کہا، عمر رضی اللہ عنہ نہ پوچھو، نہ پوچھو، تم سب سردار ہوتے تھے، ہم نے اپنے جسموں کو یہ برداشت کیا ہے، تم سن نہیں سکو گے، جب ہم نے جام پیا تھا نا،

((لا الہ الا اللہ))

کا،

((ان الحمد للہ))

کا،

((نحمدہ))

کا، تو لوگ ہمیں باندھ دیتے تھے، گلے میں رسیاں ڈال دیتے تھے، ورغوں کے ہاتھوں میں تھما دیا کرتے تھے، مکے کے پتھروں کے اوپر لٹا دیتے تھے، وہ پتھر کہ جو اتنا گرم جس نے مکہ دیکھا ہے، وہ جانتا ہے، کبھی تاریخ پڑھ کے دیکھو، دودھ دوہنے والا، بکری کا دودھ دوہتا، ابالنا ہوتا تو آگ جلانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، پتھر اٹھا کے برتن میں رکھتا، دودھ ابل جاتا، اس کو ٹھنڈا کر کے بعد میں پی لیا کرتا۔

پتھروں پہ لٹایا، پھر جب اس کے اوپر بھی گزارہ نہیں چلا، کوئلے بنائے، اوپر لٹایا، کہا سینے پہ پتھر رکھے، جسم جلتا رہا، پگھلتا رہا، اور کوئی رشتے دار نہیں تھا، جو آ کر کے آپ کو اٹھا ڈالے، کوئی فائر بریگیڈ والے نہیں تھے، ون ون ٹو ٹو والے نہیں تھے، کوئی اپنا قریبی نہیں تھا، جو آ کے آگ بجھا دے، آگ کیسے بجھتی تھی، کہا جسم کی چربی پگھل کے انگاروں کو بجھا دیتی تو

بجھ جاتے، کوئی اور تھا ہی نہیں،

یوں جسم کی چربی، اس کا گوشت اڑ گیا، صرف ہڈیاں بچی ہیں، کون سی چیز باقی رکھ رہی تھی، نشہ تھا، جو جام سے چڑھا تھا، جو جام ساقی کوثر نے پلایا تھا، آج دنیا یہ کہتی ہے، کہ یار جو اللہ کی توحید کو لے لیتا ہے، یہ بڑا مست ہوتا ہے، پتہ نہیں کس نشے میں ہوتا ہے، سنتا ہی نہیں، کسی کی پرواہ ہی کوئی نہیں ہوتی،

ہاں بھائی! واقعتن اگر دنیا کا جام پی کے، تو کسی کی نہیں سنتا، جس نے توحید کا، کتاب کا، کتاب اللہ کا، وحی کا، اللہ والا، اصلی جینوئن ایک نمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے سیل بند لے کے پیا ہو، اس کو بھلا نشہ نہیں چڑھے گا، وہ نشہ ہے جو اس کو صرف اللہ کے سات لگاؤ میں رکھتا ہے، کبھی پی کے دیکھیے، پھر اس کا ٹیسٹ دیکھیے، اگر آپ نے آج تک مزہ نہیں چکھا تو میں اس کا ٹیسٹ بتاتا ہوں۔

آقا ﷺ نے کہا تھا، ایمان کا مزہ چکھ لیتا ہے،

((من رَبِیَ باللّٰہ رَبَ))

بھائی، ہم رس گلے کا ٹیسٹ جانتے ہیں، برفی کا ٹیسٹ جانتے ہیں، جلیبیوں کا ٹیسٹ جانتے ہیں، ہر مٹھائی کے ٹیسٹ کو سمجھتے ہیں، ایمان کا ٹیسٹ کیسا ہے، یہ ٹیسٹ کھادوں میں نہیں ہے، یہ ٹیسٹ کھانے میں نہیں، یہ مٹھائیوں میں نہیں، حلوے میں نہیں،

حضرات!

یہ چاولوں میں نہیں، یہ دنیا کی ڈشوں میں نہیں، رب نے اگر ایما کا ٹیسٹ رکھا ہے، اور ایمانی جام کا ٹیسٹ رکھا ہے، وہ کس میں ہے،

((م ربیًا باللّٰہ ربًا))

ساری دنیا جو ہے، اعتکاف کرے، تعلق توڑ دے، میں پھر بھی رب سے چمٹا رہے، یہ ایمان کا وہ مزہ ہے جو مومن کو ملتا ہے، اللہ اکبر،

آقا ﷺ دوسرا جام پلاتے ہیں،

((و نستعینه))

بھائیو!

یہ جام شاید، ہماری باری نہیں آتی، اگر کسی مسجد میں جمعہ والے دن روح افزا بنا کے رکھا ہو، ٹینگ بنا کے رکھا ہو، کوئی مشروب بنا کے رکھا ہو، یا ایچی کی جو ایک ایک بوتل مل جاتی ہو، یا ایک ایک پیپسی دنیا اس مسجد کا رخ کرتی ہے،

پا جی مشروب ہونداے، ٹھنڈا ہونداے، مل دااے، لبھدااے، اٹھو ہن،

آقا ﷺ ہر جمعہ آپ کی خدمت کے لیے، آپ کے تواضع کے لیے، سات دن کی، اس دنیا کی پڑی ہوئی گردوغبار دھونے کے لیے اس کی ٹیوننگ کے لیے بازی کی سروس کے لیے آپ کی روحانی انجن کو ساف کرنے کے لیے، دوسرا جام انڈیلتے ہیں،

((و نستعینه))

دنیا کی راہوں میں اللہ نے بندے کا ہاتھ بنایا ہی کشکول جیسا ہے، مانگنے کی ضرورت پڑ ہی جاتی ہے، ہاتھ کی شکل جو کشکول ہے، میرے رب نے بندے کا دامن جھولی کو بنایا ہی ایسا ہے، کہ اس کی شکل کشکول جیسی بن جاتی ہے۔ ہاتھ بنا ہی پھیلنے کے لیے ہیں، ہاتھ بنا ہی پھیلانے کے لیے، ہاتھ بنا ہی مانگنے کے لیے، ہاتھ بنا ہی لینے کے لیے،

اور جب لینے کی ضرورت پڑ جائے، تو محبوب ﷺ نے تعلق سکھایا، ایک رب سے مانگنا، وگرنہ در در سے جا کے مانگنا پڑے گا، وگرہ در در سے مانگنا۔

اور بھائیو!

جسے آقا ﷺ والا جینوئن، ایک نمبر والا جام لگ گیا، پھر وہ در در کا منگتا نہیں بنتا، کہتا ہے، میں تو ایک ہی در کا منگتا ہوں، میری گلی میں ایک فقیر رہتا ہے، میں نے کئی بار کوشش کی کہ اسے کچھ پکڑاؤں، وہ کاٹر کہہ کے یہ کہہ کے انکار کر دیتا ہے،

پا جی اسی جناں کولوں لینے آں او اتھے ای کارانے تے بہتے کراں کولوں نہیں منگدا، سچی بات ہے، بڑا خود دار قسم کا آدمی ہے، کہا ہے، جی ایک کے سامنے سوال ڈالا تھا،

وہاں سے جو میری ضرورتیں پوری ہو جاتیں ہیں، لہٰذا ٹھیک ہے، شکل میری ویسی ہے، منگتوں جیسی لگتی ہے، لیکن نہیں میں نہیں لوں گا۔

حضرات!

بندہ منگتا ہے، بندہ مانگت ہے، میرے محبوب ﷺ نے جام پلا کے اسے در در کی ٹھوکروں سے بچایا، اسے وہ نہیں بنایا، کبھی تیرے در کبھی میرے در، کبی ان کے در، کبھی دربدر،

غم عاشقی تیرا شکریہ میں کہاں کہاں سے گزر گیا

بلکہ اسے وہ بنایا کیا بنایا،

سر جس پہ نہ جھک جائے اسے در نہیں کہتے
ہر در پہ جو جھک جائے اسے سر نہیں کہتے

اسے خودداری والا سر دیا، اس میں جام رکھا،

((ونستعینہ))

اللہ جب بھی مدد کی ضرورت پڑی، تو مدد تیرے سے مانگی جائے گی، استطاعت تیرے سے لی جائے گی،

حضرات!

آئیں، آپ ہسٹری کے عالم ہیں، آپ مورخین کو جاننے والے، تاریخ اسلام کو پڑھنے والے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات جاننے والے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور صورت کو اور سمجھنے والے میرے محبوب ﷺ نے جب

((ونستعینہ))

کا جام پلایا نا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو،

کعبہ کے رب کی قسم!

میں نے ڈھونڈنے کی کوشش کی، کہیں ایک مقام ایسا مل جائے، کہ کوئی صحابی اللہ کے

در کو چھوڑ کے کسی غیر کے در پر جا کر کے مانگتا ہوا نظر آ جائے، میں مثال پیش کر سکوں، صحیح بات ہے، پڑھتے پڑھاتے زندگی کے بہترین بیس تیس سال گزر چکے، لیکن ابھی ایک مثال مجھے تو نہیں ملی، کوئی دوسرا بھائی پیش کر دے، تو میں شکرگزار ہوں گا۔

((ونستعينه))

انسانیت کے مدد مانگی تو اللہ سے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھئے، جب جام پی لیا نا،

((ونستعينه))

کا کیا آواز آ رہی ہے،

((اللهم انت ربى))

کہا، آواز آ رہی ہے،

((ربنا اتنا فى الدنيا))

کیا آواز آ رہی ہے؟

((اللهم اللهم))

کیا آواز آتی ہے؟

((يا رب لك الحمد كما ينبغى لجلال))

کیا آواز آئی ہے؟

((يا حى يا قيوم))

کی لو لگی ہے، اسی سے لگی ہے، مانگنا ہے تو اسی سے مانگنا ہے،

حضرات!

خاندانی عورت، خاندانی بیوی قبول ہے کہ کے نکاح میں آ جاتی ہے، پھر بے شک دیور بولے، جیٹھ بولے، سسر بولے، چچا بولے، تایا بولے، حتی کہ ابو بھی بولے کہ بیٹا کچھ چاہیے تو کہتی ہے، جس کے ہاتھ پکڑایا ہے، اس سے سب کچھ مل جاتا ہے، آپ کی مہربانی، اب ضرورت نہیں،

حضرات!

محبوب ﷺ نے

((ونستعینہ))

کہہ کے جس کے ہاتھ میں دے دیا، جو جام بکھیر دیا ہے، جسے اس کا نشہ لگ جائے، پوری دنیا در در یہ گھوم رہی ہو، وہ رب کے در کے علاوہ آپ کو کہیں اور نظر نہیں آئے گا، یہ ساقی کوچر کے ہاتھوں سے ملنے والے جام کی خصوصیت ہے۔

((ونستغفرہ))

تیرا جام آپ پلاتے تھے، عجیب ٹیسٹ ہے، اس کا بڑا لائٹ، اور نرم سا بندہ ہے، بندے سے بے بندگی ہوجاتی ہے، آدم کا پوتا جو ہو، وہ ایک ہے، نا، چنیوٹ والا شاعر کہتا ہے،

ہتھ بدھ کے کھلوتے آں
کی کریئے آدم دے پوتے آں

ہاں بھئی، ہاتھ تو باندھنا پڑتا ہے، آدم سے بھی غلطی ہوگئی، علیہ السلام، اللہ نے روکا تھا، نہیں رک پائے تھے، جذبات جو ہیں، وہ ذرا بڑھ گئے تھے اور وہ شجر کے قریب ہو گئے تھے، لیکن فرق کیا تھا، ایک طرف شیطانی جام تھا، ایک طرف رحمانی جام تھا، ایک طرف انسان کھڑا تھا، ایک طرف شیطان کھڑا تھا، غلطی شیطان سے بھی ہوگئی۔

غلطی انسان سے بھی ہوگئی، انسان کی انسانیت یہ تھی، ہاتھ باندھ کے استغفار کر گیا،

((ربنا ظلمنا انفسنا والالم تغفرلنا وترحمنا لنکوننا من الخاسرین))

دوسری طرف شیطان کھرا تھا، ٹائم مانگ لیا، مہلت مانگ لی، جو ٹائم مانگے، جو مہلت مانگے، اسے نشہ ہے کسی اور جام کا، جو کہے، ابھی ٹائم ہے، پھر دیکھیں، کہ ابھی مہلت ہے، دیکھ لیں گے، ابھی جو ہیں، سر میں سفید نہیں آئے، آئے ہیں تو آدھے ہیں، پورے نہیں،

آ ئے ابھی جو ہے، میں چل سکتا ہوں، ابھی گھٹنوں میں جو ہے، دم باقی ہے،

ابھی دل کے اندر دھڑکنیں باقی ہیں، اسی سال سے زیادہ متجاوز عمر میرے تایا جی کی سات سال سیون شریف میں ملنگی میں گزار چکے، یہ اس سال جا کر کے میں نے پھر عرض کی، میں نے کہا، تایا جی، آپ بھی نماز شروع کرلو، آپ بھی کوئی داڑھی شاڑھی رکھ لو، کہنے لگے،

پت ابھی تو میں جوان ہوں، جب بوڑھا ہوں گا تو پھر دیکھوں گا، آپ کی بھی سن لیں گے۔

نہیں نہیں، یہ جوانی نہیں، یہ بچپن میں جب نشہ چڑھتا ہے، آ کر کے کسی ایک جوان صحابی کو دیکھ لیجئے،

((ونستغفرہ))

جوانی میں آ کے شباب میں آ کے عالم شباب کے اندر بھی کیا ہے، وہ اپنے رب کے سامنے گڑگڑا رہا ہوتا ہے، اللہ میں نے تیری بندگی کرنے کی کوشش کی، بندگی کا حق شاید ادا نہ ہوا ہو، مجھ سے کمی رہ گئی ہو، اس کمی کی میں معافی چاہتا ہوں، استغفار کرتا ہوں، کیونکہ بخشش کرتا ہے تو تو کرتا ہے، معاف کرتا ہے تو تو کرتا ہے، اللہ معافیاں دیتا ہے،

تو تو کرتا دیتا ہے، گناہوں پہ پانی پھیرتا ہے، تو تو پھیرتا ہے، ریموو کرتا ہے، تو تو کرتا ہے، مٹاتا ہے، تو تو مٹاتا ہے، اللہ تیرے علاوہ کسی میں یہ طاقت نہیں، نہ میں کسی سے پگڑی مانگوں، نہ میں کسی سے ٹکٹ مانگوں، نہ میں کسی اور کے ہاتھ پہ بیعت کر کے کہوں کہ میں آپ کی مریدی میں آ گیا، اور وہ مجھے کہہ دے، جو دل میں آئے، کرو،

اب پھر تمہیں نیکیوں کی ضرورت نہیں، تیرے گناہ ہی نہیں ہوں گے، اگر کوئی ضرورت پڑی تو ہم بخشوا دیں گے، نہیں حبیب کے ہاتھوں جام پینے والا دن میں ستر ستر مرتبہ استغفر اللہ، استغفر اللہ کہہ رہا ہوتا ہے۔ سو سے بڑھ کے، کیونکہ یہ جام محبوب ﷺ خود دن میں سو سے زیادہ مرتبہ پیتے اور کیسے پیتے، بار بار پیتے،

استغفر اللہ، استغفر اللہ، اللہ تیرا بندہ ہوں، معافیاں بھی تو نے دینی ہیں،

((ونستغفره))

اس کے بعد دو جام اور عموماً بھائی پلاتے ہیں، محبوب ﷺ کے ہاتھوں سے مجھے وہ ملے نہیں، وہ جام ہیں،

((ونومن هو ونتوكل عليه))

یہ جینوئن رئیل جو ہے، ساقی کوثر کہ ان جاموں میں پڑے نظر نہیں آتے، بھائی، جاننے والے جانتے ہیں، ریسرچ سکالر پہچانتے ہیں، ایک جام آگے ملا،

((ونعوذ بالله من شرور انفسنا))

عجیب جام تھے،

بھائیو!

اسے پینا سیکھ لیجئے، ساقی کوثر کے ہاتھوں سے ملا ہے، بندے کے اندر اللہ نے ایک نفس رکھا ہے، ایک پرزہ ہے، جسے نفس کہتے ہیں، یہ نفس کیا کرتا ہے، یہ بڑا شرارتی ہوتا ہے، بندے کو، نا اتھل پتھل دیتا رہتا ہے، پنجابی میں اس سے مضبوط لفظ اور کوئی نہیں، اتھل پتھل یا اسے عربی میں نفس عمارہ کہتے ہیں،

بیٹھے بیٹھے کہے گا، حکم دے گا، عمارہ، امر دے گا، چل یار اس نے پودا لگایا ہے، اکھیڑ دو، تمہیں کون دیکھ رہا ہے، واپس جا رہا ہے، گاڑی کھڑی ہے، اس پہ چابی گھما دو، اس کا پچاس ہزار ریٹ تو گرے نا، یہ صبح بہت سست ہو کے چلتا ہے، اسے کوئی نہ کوئی، کوئی فائدے کی بات بھی نہیں، ایسے ہی اندر اس کے شرارتیں سجاتا رہتا ہے، یہ کر لے، وہ کر لے،

کیلا کھا، چھلکا پھینک دے، ایسے کر، وہ کر دے، یہ کر، ایک بات کر دے، معمولی سی بت کہ پورے گھر میں آگ لگ گئی، طلاقیں ہو گئیں، اس کے نفس کی شرارت سوجھی، اگلے کی موت سوجھی، محبوب ﷺ کیا کہتے ہیں، لوگو! پیو کیا پیے،

((ومن شرور انفسنا))

اللہ ہم تیری پناہ میں آتے ہیں، نفس کی شرارت سے ان کا مقابلہ نہیں کیا جاتا، اگر تو

مقابلے کی طاقت نہ دے،

بھائیو!

نفس کی شرارت ہے، آج آپ دیکھ لیں، آج ہم جتنے عذاب بھگت رہے ہیں، یہ ساری ہماری نفسوں کی شرارت ہے، ہماری شرارتیں ہمیں کہاں کہاں لے گئیں، معمولی سی شرارت اگر بچے کو بلندی سے گرا کے موت دیتی ہے، معمولی سی شرارت ایک بڑے انسان کی پگڑی کو لوگوں کے قدموں میں گرا دیتی ہے۔ یہ چیزیں ہم نے دیکھیں، محبوب ﷺ تب بھی اگلا جام پلا دیتے،

((ومن سيات اعمالنا))

اللہ نفس شرارت پیش کرے، سمجھائے، ترکیب بتائے، پلاننگ دے، اور بندہ اس کی مان کے عمل کر لے، اور پھر برے نتیجے کو جا پہنچے، اللہ اس سے بھی بچانا، یہ جام پینے والا پھر نفس کو کبھی شرارت میں نہیں آتا، اور اپنا برا منظر نہیں دیکھتا،

مثال دوں گا، دل میں بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ ہم دو بھائی ہیں، ہم دو بھائی ہیں، یہ میرا بڑا بھائی جو ہے، ہے تو مینٹل کیس، آدھا پگلا ہے، آدھا صحیح ہے، ابو میرے کی ساری جائیداد اس کو جانی ہے، کیوں نا، شیطان بجھا رہا ہے، نفس بتا رہا ہے، اس کی گردن اتار دے، جائیداد ساری تیری ہو جائے گی۔

دیکھیئے، یہ معمولی سی شرارت دل میں آئی، میں رات صحرائے سدھو کے ایک علاقے میں وہاں یہ منظر دیکھنے کو ملا، رات سے مراد کل کی رات مت لیجئے گا، بلکہ اس رات کی بات ہے، جب یہ واقعہ ہوتا ہے، دن کے وقت بھائی، چھوٹا بھائی، شادی شدہ ہے، بڑا تھوڑا سا ذہنی مینٹل، اس کا صحیح نہیں ہے، لیکن ٹھیک ہے، کام کرتا ہے،

یہ ابو کو کہہ، کے جاتا ہے، ابو میں سسرال جا رہا ہوں، بیوی بچوں کو لے گیا، سسرال چلا گیا، پلان اس نے کیا ہوا ہے، دل سمجھا رہا ہے،

((ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا))

کیا ہوا، رات کو جب بھائی سو گیا، بارہ بجے کے لگ بھگ یہ سسرال سے چلا آیا، بھائی کی گردن اتاری، سر اتار کے ایک تھیلے میں ڈال کے پتوں میں ڈال کر کے گھر کے اندر باندھ کے چلا گیا، واپس سسرال جا کے سو گیا، دنیا نے سمجھا، کوئی دشمن آ کے اس بچے کا سر اتار کے چلا گیا ہے، حالانکہ یہ بھائی کے نفس کی شرارت تھی کہ ابو کی ساری زمین مل جائے۔ قاتل ٹھہرا، پکڑا گیا، خود جو ہے، سولی پہ چڑھ گیا۔

حضرات!

زمین بھی نہ ملی، نفس کی معمولی سی شرارت سمجھائی تھی، خود بھی موت کے منہ میں چلا گیا، کچھ نہ ملا،

((ومن سيات اعمالنا))

اللہ ہمارے برے اعمالوں کا برا نتیجہ ہمیں ملے، تو اس سے بچانا، اس سے بندہ کیسے بچتا ہے؟

بھائیو!

جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اس جام لے رکھے ہوں تو معلوم کیا ہوا، آج میرے معاشرے کا ہر فرد اس پریشانی میں مبتلا ہے، اسے کوئی نہ کوئی ضرورت ہے، چھوٹے بچے سے لے کے میرے ملک کے صدر تلک ہر بندہ پلاننگ میں لگا ہوا ہے، نفسانی شرارتوں میں یہ ہمیں بجلی کیوں نہیں مل رہی، لوڈ شیڈنگ کیوں نہیں ختم ہو رہی۔

دنیا کے دیگر مسائل کیوں ہے؟ یہ ہمارے ہاتھوں کی کمائی، نفس کی شرارت ہے۔

بھائیو!

دوسری مثال دینا چاہتا ہوں، بات سمجھانے کے لیے جس نے آقا علیہ السلام کے ہاتھوں جام پیا ہوتا ہے، وہ شرارت میں نہیں آتا، جس نے نہیں پیا ہوتا، میرے اپنے عزیزوں میں ایک پیلی کے اوپر صرف ایک پیلی کے اوپر یہ نہیں کہ وہ خریدنی ہے، لینی ہے، صرف تبادلے میں کہ وہ پیلی جو اس طرف ہے، اس میں گندم اچھی نہیں ہوئی، اس میں اچھی ہوتی ہے، صرف

تبادلہ کر لیا گیا، کاغذوں میں قبضہ اپنا اپنا ہے۔

خبر دی گئی، چچا کے دل میں بات آئی، کہ میں لے لوں، وہ ان کو ملتا ہے، بچے گندم کاٹ رہے ہے، کاٹتے ہوئے چچا نے بتایا کہ بیٹا، اس سال کاٹ لو، اگلے سال یہاں گندم میں نے کاشت کرنی ہے، کیوں؟ اس لیے کہ اب یہ میرے نام ہو چکی ہے۔

بچوں نے درانتیاں وہی رکھیں، بھتیجوں نے کہا، چچا گھر میں جو ہے، نام آپ کی بھابھی آنے کا کہہ رہی تھی، تو ہم نے کہا کہ کاٹ کے جو ہے سلسلہ کرتے ہیں، گھر یہ چکی یہ پیس لینا تو اس کو آٹا بھیج دو، چچا نے، اتفاق کتنا ہے، وہی بچوں نے درانتیاں رکھ دی ہیں چچا نے آٹا گھر بھیج دیا ہے، روٹی پکی ہے،

لیکن جب دل میں شرارت سجھائی، مسجد کا امام ہے، بڑا اس نے پانچوں بھائیوں کو کال کر کے پلان کرتا ہے، رات کے دو بجے ہیں، سولہ لوگوں کو، دو دودھ پیتے بچوں کو، اور ایک چھ ماہ کے حمل کو، رات کے دو بجے کاٹ کے رکھ دیا جاتا ہے۔

گردنیں اتار دی جاتی ہیں، نسل مٹا دی جاتی ہے، صرف ایک پیلی کے لیے،

((ومن سیات اعمالنا))

آج وہاں پر انیس لوگوں کا اسی پیلی میں قبرستان موجود، دنیا ہے لیکن اس کو اگانے والا، ہل چلانے والا کوئی نہیں، لیکن جس نے جام پی لیا، محبوب ﷺ کے ہاتھوں، لوگوں پھر وہ کرتا ہے۔ مدینے کی بستی ہے، مکے کا مہاجر آیا ہے، بخاری کی حدیث ہے، سیّدنا سعد ابن روی کو بھائی بنایا، رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کا،

اس نے بھائی کو آواز دی، کہا، بھائی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو مجھے بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ میں مدینے کا امیر ترین آدمی ہوں، میرے پاس اتنا مال، اتنی دولت ہے، تم ایسے کرو، آدھا مال لے لو، اور وہ وادی جو دنیا میں سب سے مہنگی اور مبارک وادی ہے، اس وادی کے اندر وادئ عقید میں میری جگہ ہے،

جاؤ، دیکھو، جو تمہیں اچھا لگے، وہ آدھا تم لے لو، اور میرے گھر چلے جاؤ، میری دو

بیویاں ہیں، تمہیں جو اچھی لگے، دیکھ لو، میں اسے طلاق دیتا ہوں، عدت گزارے، اپنے نکاح میں لے آؤ، پیشکش کی انتہاء دیکھئے، کتنی انتہاء؟ محبوب ﷺ کے ہاتھوں جام لیے تو پیشکش ہوئی، وگرنہ کوئی انسان تو کسی کو معمولی سا تو کیا، ایک بالشت جگہ نہیں دیتا۔

بالشت تو دور کی بات، ایک اینٹ کا پھڈہ پڑتا ہے، تو نے اینٹ میری طرف رکھی ہے، چار انچ کا، دو انچ کا سانجھی دیوار کا مسئلہ چلتا ہے، گردنیں اتر جاتی ہیں، ابھی مثال آپ کے سامنے رکھی، ادھر کیا ہے، آدھی زمین لے لے، ایک بیوی جو ہے، جو تجھے پسند آئے، میں طلاق دیتا ہوں، نکاح میں لے آ، میرے محبوب ﷺ نے جو جام پلایا تھا، اس کا نشہ چڑھا ہوا تھا، سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

((لا ، لا بارك الله فيه))

میرے بھائی! تو نے بھائی ہونے کا حق ادا کر دیا، وہ جام تھے، آقائے دوجہاں ﷺ نے پلایا، تو نے اس کے نشے کی مستی دکھائی، وہ مجھے پلایا، میں اس کی مستی میں آ کے کہہ رہا ہوں،

((لا بارك الله فيه))

اللہ تیرے مال میں بھی برکت ڈالے، تیری زمین میں بھی برکت ڈالے، تیرے گھر میں بھی برکت ڈالے، تیری بیویوں کو بابرکت بنائے،

((دُلُّوْلِی عَلٰی سَوقُ المدینة))

میں جب مکے سے چلا تھا، میرے پاس تھوڑا سا دودھ تھا، پنیر تھی، مجھے وہ مدینے کا بازار بتاؤ، میں وہاں یہ بیچ کے اپنی روزی روٹی چلا لوں گا، اللہ آپ کو جزائے خیر دے،

بھائیو!

ایسا سین ملے گا کہیں، آپ کہیں گے، یہ کیسے ہو گیا؟ اتنی بڑی پیشکش یہاں تو کوئی پانچ مرلے کا پلاٹ اسلام آباد میں پیش کر دے، دنیا بھاگتی جاتی ہے، یہاں کامونکی میں کر دے، مین لائن کے اوپر دنیا بھاگتی جاتی ہے۔ لیکن اتنی بڑی پیشکش کہ دنیا کی سب سے مہنگی وادی، دنیا کی سب سے مبارک وادی، وادئ عقیس جو کہ مدینہ یونیورسٹی کے سامنے سے

گزر رہی ہے،

حضرات!

قبلہ تعین اور اس ایریا کے درمیان سے گزر رہی ہے، وہاں یہ جگہ مل رہی ہے، سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف پھر جو ہے، استغناء دکھا رہے ہیں، اور انصاری مدینے کی عورت مل رہی ہے، اس سے بھی استغناء کر رہے ہیں، یہ کیا معاملہ ہے، جواب آیا

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

انہوں نے ساقی کوثر کے ہاتھوں، دنیا میں جام جو لیے تھے، دنیا جنت نواع بن گئی، یہ معاشرہ دیکھیں تو حضرات، اللہ سے وعدہ کریں، وقت کو زیادہ طول دینا مقصود نہیں، جسے شروع شروع میں، یار لوگ نشہ لگاتے ہیں نا، یہ کہیں گے،

پا جی تیرا گلا خراب ہے، ہاں جی گلا خراب اے، چل یار تو پان کھا لے، ایندے نال گلا ٹھیک ہو جاندا اے، ہو جاندا اے جی،

یار میں نے ہومیو پیتھی دوائی لی، میں نے وہ ایلو پیتھی لے کے دیکھی، میں نے حکیموں سے آرام تو نہیں آیا، آ جائے گا،

گلا پا جی تسی پی کے تاں ویکھو، دو واری منہ چ رکھ کے تاں دیکھو، بلغم بخار گلا چھاتی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

ایسے کہہ کے منہ میں رکھواتے ہیں، پھر ساری عمر وہ خود اپنے منہ میں لے کے گھوم رہا ہوتا ہے، نکالتا ہی نہیں ہے، اسی طرح سگریٹ کے ایک دو کش، کوئی یہ نہیں کہتا، کیا ہوا ڈبی پکڑائی،

پت یہ ذرا مینوں آ سگریٹ لا کے تان دیویں،

وہ لگا کہ جو دینے کے اندر عادی بن جاتا ہے۔

حضرات!

میں آپ کو پورے جام، پورا پاٹ ساقی کوثر کا سارے کے سارے تو سامنے نہیں رکھ رہا، میں جسٹ آپ کو ایک مثالیں دے کے، آپ کے سامنے رکھا ہے، کبھی زندگی میں چیک کر کے تجربہ کر کے دیکھنا، ان شاء اللہ اگر مزہ آ گیا، پھر زندگی بھر دنیا کہے گی،

پتہ نہیں ایناں نوں کی ہویا سی، چنگے بھلے ہوندے سی، ساڈے نال دہندے سی، اے وکھرے ہو گئے نے، ایناں ٹولی اپنی الگ بنالئی اے، این ادھر جاندے نیں۔

حضرات!

آخری مثال جو دے کے بات کو دی اینڈ نگ کر دوں، سیدنا مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں مدینے کا شہزادہ، عرب کا شہزادہ، لال خوبصورت چہرہ اور لباس ایسا زرق برق کہ دنیا عش عش کر اٹھے اور جو لباس صبح پہن لیا، وہ شام کو نہیں پہنا، اور جو شام کو پہن لیا، وہ صبح کو نہیں، ہر دن کا لباس مختلف اور جو خوشبو لگا لی، خوشبو ایسی ہوتی تھی، جس گلی سے گزرے تو پتہ چلتا کہ یہ عرب کا شہزادہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ گزر رہا ہے۔

ایسی کیفیت لیکن ایک دن چلتے چلتے دیکھا، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھیوں کو جام پلا رہے ہیں، وہ پی رہے تھے، یہ عرب کا شہزادہ ہے، کبھی اونٹ پہ سوار، کبھی گھوڑے پہ سوار، کبھی زرق برق لباس، کبھی خوشبو میں مست، مکے کی سرزمین میں چلنے والا، دنیا سے بے نازو نیاز ہو کے لیکن دیکھا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ایک چھوٹی سی جگہ پر بیٹھ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پلا رہے ہیں۔ وہ پی رہے ہیں۔

عجب کیفیت ہے، عجب مستی ہے، ایک دن جا کے یہ بھی بیٹھ گیا، کہنے لگے، مجھے بھی تو ذرا چکھاؤ، کیسا ہوتا ہے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹا سا ایک جام دیا، ابھی پیا تھا، نشہ چڑھا، نشہ چڑھا، گھر کی طرف گئے، اندر سے امی کو پتہ چلا گیا، منہ سے سمیل آنے لگی،

کیوں بھائیو!

لوگ سونگھ کر پہچان لیتے ہیں نا، چلتے ہوئے مسافروں کو پولیس روک لیتی ہے، ادھر آنا، ذرا بھائی، ہوتا ہے؟ ہاں ادھر بھی پہچان تھی، چڑھا ہے، توحید کا نشہ، ماں کو جب سمل محسوس

ہوئی، کنڈی لگالی، دروازہ نہیں کھولوں گی، تو نشے میں ہے، کہا، امی لباس بدلنے کا ٹائم ہے، کسوٹی پھینک دو، اندر سے ماں نے ٹاٹ پھینکا، بوریا پھینکی،

وہی لیا نشے میں اوپر چڑھایا، اب اس کے بٹن ہی بند نہیں ہو رہے ہے، زور لگایا، گانٹھوں پہ زور لگا کے آ کے بیٹھ گئے، ٹاٹوں پہ بوریا بستر پہ پوچھنے والوں نے پوچھا، یار عرب کے شہزادے کا کیا حال ہو گیا ہے، جواب آیا:

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

انہیں محبوب ﷺ سے آشنائی ہو گئی، اس کی لذت میں آ گئے، محبوب ﷺ کے ہاتھوں جام پیا ہے، اس کا نشہ چڑھا ہوا ہے،

حضرات!

محبوب ﷺ کو یہ عرب کا شہزادہ انہیں گدڑیوں میں پسند آیا، مدینے کا امام بنا کے بھیج دیا، پریچر بنا کے، قاری بنا کے، مقری بنا کے، اس طرف روانہ کیا، دنیا والوں کو جام پلا پلا کے، ہجرت کا ماحول صحیح ہوا، جب احد کا میدان سجا تو عرب کے شہزادے کو دیکھا گیا، کہ جب دفنانے لگے تو کفن دینے کے لیے وہ شخص کہ جس کے پاس ہر دن لباس مختلف ہوتا تھا،

آج کفن دینے کے لیے پوری ایک چادر کا ٹوٹا بھی نہیں، جو سر پاؤں کو ڈھانپ سکے، سر پہ دیتے ہیں، تو پاؤں ننگے، پاؤں پر دیتے ہیں، تو سر ننگا، محبوب ﷺ نے کہا، پاؤں کے اوپر گھاس رکھ دیجیے، سر کو ڈھانپ دیجیے، دنیا پوچھتی ہے، عرب کے شہزادے تجھے کیا ہوا ہے؟ مصعب تجھے کیا ہوا ہے؟ ابن عمیر رضی اللہ عنہ آپ کو کیا ہوا ہے؟

دنیا کے مال و دولت کو ٹھوکر کیوں لگا دی ہے، ایک رب سے لو کیوں لگا لی ہے، اور یہ اللہ کا بن کے محبوب ﷺ کا بن کے زندگی کے آخری ایام میں یہ اپنی کیفیت کیا بنا لی ہے، جواب آیا،

دے کے ساغر مجھے کس لطف سے ساقی نے کہا
دیکھتے جایئے ابھی ہم تمہیں کیا کیا دیتے ہیں

حضرات!

دنیا تو آخری سٹیج پہ رک گئی نا، کسی نے دفنا دیا، آگے کیا کیا ملنا ہے، اس کے تذکرے آپ کتاب اللہ میں جنت کے تذکروں میں حشر کے میدان میں انعام واکرام کے تذکروں میں سن چکے، میں آپ سے اس مجلس کانفرنس پروگرام میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں،

کہ بھائیو!

آج بھی مکے اور مدینے کے محبوب ﷺ کے ہاتھوں سے بنے ہوئے خالص جام ملتے ہیں، ایڈریس بن رہا ہے، ڈبلیو ڈبلیو ڈبلیو ڈات کتاب السنّت، اس کے اوپر اویل ایبل ہیں۔ جہاں بھی آپ کو یہ ہو، یہ ڈبلیو ورلڈ والی کھولیے اور ورلڈ وائب سسٹم میں موجود اس کو لا کر کے اپنے دلوں کی والز کو توڑ کے لا کے اس میں رکھیے اور پیجئے، جب اس کا نشہ چڑھے، ان شاء اللہ یہ دنیا بھی کامیاب،

((ربنا اتنا فی الدنیا))

ملے گی،

((وفی الآخرۃ حسنا))

بھی ملے گی، آزمانا شرط ہے،

حضرات!

کتاب وسنت سے جو ہے، خلاصہ اور نچوڑ نکال کے آپ کے سامنے محبوب ﷺ کے ہاتھوں کے جام رکھے، یہ ایک بار ضرور چیک کیجئے گا، کڑوا لگے، تھوکر دیجئے گا، اچھا لگے تو جزو جان بنایئے گا، امید ہے، اللہ، میرے بھائیوں کو بات اشاروں میں کی ہے، سمجھ میں آنے کی توفیق دے گا۔

لیکن پھر یہ ضرور کہوں گا، ضرور کہوں گا، کہ محبت کا دعویٰ سبھی کر لیتے ہیں، محبت کا دعویٰ؟

سبھی کر لیتے ہیں، محبت کر کے کوئی کوئی دکھاتا ہے، کوئی کوئی دکھاتا ہے، اس لیے صرف دعووں تلک نہیں، گفتار تلک نہیں، کردار کا نشہ ساقی کوثر کے ہاتھوں پیجیے۔

میرا ایمان ہے، کل قیامت کے دن اللہ آپ کو ساقی کوثر کے ہاتھوں جاموں سے محروم نہیں رکھے گا۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهدوا ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

وما توفيق الا باللّٰه۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرمت رسول

﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ (الکوثر : ۳)

انجام ظالموں کا اپنی نظر میں رکھ
شاید کہ تیرے ہاتھ سے تلوار گر پڑے

معزز احباب گرامی!

دنیا میں جتنی بھی تعریفیں ہوسکتی ہیں، وہ ساری کی ساری اللہ کے لیے ہے، مگر اللہ کے بنائے ہوئے بندوں نے مالک کو اس کا حق نہیں دیا،

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ﴾ (الانعام:۹۱)

پر اللہ کی قدر یہ ہے کہ مالک نے اپنے جن بندوں کو ہماری رہنمائی کے لیے پیغمبر اور رسول بنا کے بھیجا ہے،

((علیکم الصلوۃ تسلیم))

ان کی بات کو مانا جائے، سنا جائے، تسلیم کیا جائے،

((وما ارسلنا من الرسول الا من طاعة باذن اللّٰه))

کہ اللہ نے جس بھی پیغمبر کو، رسول کو، نبی کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا، وہ صرف اس لیے کہ لوگ ان کی بات کو سنیں، ان کی بات کو مانیں، اور ان کی پیروی کریں، لیکن جب بھی کسی علاقے میں وقتی طور پر یا پور دنیا میں عالمی طور پہ اللہ نے کسی پیغمبر کو بھیجا تو لوگ دو قسموں میں بٹ گئے،

پہلی قسم جنہوں نے اس پیغمبر کو سننے کی بجائے، ماننے کی بجائے، عزت اور احترام دینے کی بجائے، اس کا رد کا، انکار کیا، اور وہ رد اور انکار یا ان کا کفر وہ کئی قسموں پر مبنی رہا،

ہوتے یہ لوگ بھی اس وقت کے پیغمبر کے امتی ہیں لیکن اس امت کو امت الدعوۃ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے لے بھی اس نبی کی دعوت تو ہے، وہ داعی ہے، اس نے ان کو دعوت دے دی ہے کہ انہوں نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا،

دعوت سنی ہے، ان تک دعوت پہنچی ہے، مگر انہوں نے مانا نہیں، دوسری قسم وہ ہوتی ہے کہ جنہوں نے اس پیغمبر کو پروٹوکول دیا، عزت دی، احترام دیا، جو وہ کہتے گئے، یہ سنتے گئے،

﴿سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا﴾ (البقرہ:۲۸۵)

سننے کے ساتھ، پیروی کرتے گئے، اور ان کی تصدیق بھی کی، اور ان کا ساتھ بھی دیا، ان کی نصرت بھی کی، ان کی مدد بھی کی، ان کے شانہ بشانہ کھڑے رہے، اور جس طرح اللہ نے ان کو حکم دیا، انہوں نے اس کو فالو کیا، اور اس کو ہم امت الجابہ کہتے ہیں۔

کہ جنہوں نے پیغمبر ﷺ کی بات کے اوپر لبیک کہا، آج یہ مجلس حرمت رسول ﷺ یا حرمت ناموس رسول ﷺ کے حوالے سے جو اہل کامونکی نے سجائی ہے، اس کے اندر پیغمبر ﷺ کی عزت، ان کی ناموس، ان کا وقار، اس کے تحفظ کے لیے ایک مسلمان کو امت العجابہ کر رسول اللہ ﷺ کے کلمہ پڑھے والے مطیع اور فرمانبردار کو کیا کرنا چاہیے،

ہم اس بارے میں بیٹھ کے کچھ دل کی باتیں کہیں گے، کچھ سنیں گے، میں سب سے پہلے یہ بات واضح کر دوں کہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں یہ ایمان رکھنا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، کافی نہیں، جب تک یہ نہ مانا جائے کہ اللہ نے انبیاء کرام کا جو سلسلہ شروع فرمایا تھا، آدم علیہ السلام سے لے کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم بنا کے ان پہ اس سلسلے کو ختم کر دیا، آپ ﷺ کو خاتم النبیین بنا دیا، آپ ﷺ کی نبوت عالمی ہے۔

انٹرنیشنل ہے، بین الاقوامی ہے، کل کائنات کے لیے، سارے جہانوں کے لیے ہے، جس طرح،

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ : ۱)

رب کا تعارف پورے جہانوں کا ربوبیت کے حوالے سے ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کا

تعارف،

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

وہ جہانوں کے لیے ہے، اور رحمت کے طور پہ ہے، اور ان کو جو کتاب ملی ہے، وہ کتاب:

﴿اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٰى لِلۡعٰلَمِيۡنَ﴾ (الانعام:۹۰)

وہی عالمی، وہی عالمین، وہی جہان، کہ وہ وہ مقام وہ وہ جگہیں اللہ کی زمین، اللہ کے جتنے بھی جہان ہیں، جہان رب کی ربوبیت ہے، وہی وہی محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی رحمت ہے، اور وہی قرآن مجید ان لوگوں کے لیے کتاب بھی ہے، نصاب ہے، ذکر بھی ہے، اور نصیحت بھی ہے۔

لہٰذا جو لوگ رب کے جہان میں رہ کے رب کو رب مانتے ہیں، ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا رسول مانیں، پیغمبر مانیں، اور ان کی پیروی کریں، لیکن ماضی میں کچھ اور ہوا، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین نے صرف آج ہی آپ ﷺ کے وہ خاکے نہیں بنائے، یا یہ کارٹون بنانا نئی بات نہیں ہے۔

یا ان کی توحید پر مبنی مواد فیز بک یا شکلوں میں جو دنیا کے سامنے دکھا گیا، دنیا اس کو نئے سرے سے پیش نہیں کر رہی ہے، یہ کوئی ابتدائی چیز نہیں، یہ بہت پہلے کی باتیں ہیں، ہاں ان شاء اللہ العزیز مختلف چیزوں سے تین تین مثالیں لیں گے، رسول اللہ ﷺ پر تین طرح کے حملے کیے گئے، ہم وہ دیکھیں گے، اور پھر اللہ نے جو جواب دیئے، ان میں سے ہم تین جواب کو ملاحظہ کریں گے۔

اور اس کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دفاع میں امت مسلمہ کے قلم کاروں نے، مصنفین نے، معلمین نے، قلم کی نوک سے، جو مہار کیا، اس کی تین مثالیں لیں گے، پھر اسی طرح مجاہدین اور غازیوں سے، جنہوں نے تلوار کی نوک پہ فیصلہ کیا کہ جو رسول اللہ ﷺ کا شاتم ہے، گالی دینے والا ہے، اور آپ ﷺ کی عزت ناموس کا خیال رکھنے والا نہیں،

اس کا علاج یہ ہے کہ وہ دنیا میں نہ رہے اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں رسول اللہ ﷺ کے تین بڑے گستاخوں کی مثالیں اور ان کے انجام کو لیں گے، اور یوں ہم ان شاء اللہ آگے بڑھتے جائیں گے،

یاد رہے!

رسول اللہ ﷺ پر مکی اور مدنی دور میں تین طرح کے حملے کیے گئے، نمبر ایک، آپ ﷺ کی ذات مبارکہ پر، نمبر دو آپ ﷺ کی نفسیات پر، اور تیسرا جو حملے کا پہلو تھا، وہ آپ ﷺ کی بات پر تھا۔ ذات پر، نفسیات پر اور آپ ﷺ کی بات پر یہ حملے کیے گئے اور آپ ﷺ کی ناموس کو، عزت کو خاک میں ملانے کے لیے پورا انہوں نے اپنا جو جوش تھا، زور تھا، وہ دکھایا۔

ذات کی مثال لیں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شعب ابی طالب میں بند کر دیا گیا، یہ آپ ﷺ کی ذات پہ حملہ ہے، آپ ﷺ کو بھوکا رکھا گیا، پیاسا رکھا گیا، محاسبہ کیا گیا، آپ ﷺ کا بائیکاٹ کیا گیا، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم دکھتے ہیں، طائف کے علاقے میں آپ ﷺ کے بدن الفت کو پتھر مار مار کے لہولہان کر دیا گیا،

کہ وہ جو خیر خواہ بن کے آیا، لوگوں کو جہنم سے نکال کے جنت کی طرف لانے کے لیے آیا، اس کے ساتھ یہ سلوک دنیا نے دیکھا، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پہ کبھی ہم دیکھتے ہیں کہ کمانیں لگ رہی ہیں، کبھی تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے، کبھی تلواروں کی جھنکار میں ہیں، اور کبھی رسول اللہ ﷺ کے سر میں جو ہے، کھجور چبھے ہوئے ہیں، اور خون جو ہے، ان کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ جاری ہے۔

تو یہ ساری چیزیں رسول اللہ ﷺ کی عزت نہیں تھی، احترام نہیں تھا، یہ آپ ﷺ ذات پر حملے ہیں، دوسری قسم کا حملہ جو کیا گیا، وہ میرے اور آپ کے آقا سیدی مُرشدی معادی رہبری محمد رسول اللہ ﷺ کی نفسیات پر حملے تھے، کہ ہراساں کی جائے، اس کو خوف زدہ کیا جائے یا اس کی دعوت کو روک لیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کو مارا جاتا ہے، تشدد کیا جاتا ہے، خوف زدہ کیا جاتا ہے، چہرے لہولہان کر دیئے جاتے ہیں، صفوں میں باندھ دیا جاتا ہے، پتھروں پر لٹا دیا جاتا ہے۔

سنیئے!

یہ پتھر رکھ دیئے جاتے ہیں، کوئلوں کے اوپر ڈالا جاتا ہے، سر کے اندر گرم لوہے کی لٹھیں مار کے زخمی کر دیا جاتا ہے، سولیوں پہ چڑھا دیا جاتا ہے، جسم کے دو دو ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں، آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بیٹیوں کے حمل گرا دیئے جاتے ہیں، طلاقیں دلوا دی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ کیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سائیکالوجی، نفسیاتی طور پہ ایک سائیکی مریض بن کے رہ جائیں اور وہ مجبور ہو کے قدم پیچھے ہٹالیں اور اپنی دعوت کو روک لیں۔

اسی طرح تیسرا حملہ رسول اللہ ﷺ کی بات پہ، آپ ﷺ کے اقوال پہ اور آپ ﷺ کی گفتار پہ تھا، جب آپ ﷺ نے دعوت دی، لوگو!

((قولوا لا الہ الا اللّٰہ تفلحون))

اگر کامیابی چاہتے ہو، کامرانی چاہتے ہو،

((تملك العرب والعجم))

عرب وعجم کو اپنے قدموں میں دیکھنا چاہتے ہو،

((قولوا لا الہ الا اللّٰہ تفلحون))

تو اپنا ایمان بنا لو، عقیدہ بنا لو، ذہن بنا لو، عمل بنا لو، کردار بنا لو، کر یکٹر بنا لو، زندگی کا ذخیرہ بنا لو، دستور حیات بنا لو، منشور زندگی بنا لو، اور طریقہ بندگی سمجھ لو کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے در پہ ہمارا سر نہیں جھکنے والا ہے۔ رب کے در کے علاوہ بندوں کا سر کہیں اور نہیں جھکے گا، کوئی لات نہیں ہے، کوئی منات نہیں، کوئی عزہ نہیں، جبل نہیں ہے، یہ تین سو ساٹھ نہیں ہے، یہ میلینیوں نہیں ہے، سب کا سب فراڈ ہے، جھوٹ ہے، دھوکہ ہے،

((قولوا لا الہ الا اللّٰہ تفلحون))

اس کائنات کو بنانے والا، سنبھالنے والا، اور اس کے سسٹم کو چلانے والا، اور بندگی کے لائق، اگر کوئی ہے تو وہ ایک اللہ ہے، یہی دعوت ہے کہ جس کے ساتھ دنیا میں عزت ملتی ہے، کامیابی ملتی ہے، جب آپ ﷺ نے یہ پیغام دیا تو اس کو قبول کرنے کی بجائے، عزت دینے کی بجائے، سمعنا بولنے کی بجائے، واطعنا، بولنے کی بجائے، امنا کہنے کی بجائے، صدقنا، تصدیق کرنے کی بجائے، آپ ﷺ کے اوپر جو جملہ کہا گیا، اور آپ ﷺ کی ناموس کو جو داغ دار بنایا گیا، وہ کوئی غیر نہیں تھا،

اپنا خون تھا، سگے چچا تھ، اور اپنے وطن کے علاقے کے مکہ کے سردار تھے، مطلبی تھے، ہاشمی تھے، اور اس شخص نے آپ ﷺ کو جواب میں جو گالی دی، وہ آپ ﷺ کی بات پر اعتراض تھا،

((تبّا لك سائر اليوم الهذا جمعتناه))

کیا آج ہم نے اپنے کانوں سے آپ ﷺ کے یہی زہر آلود جملے سننے تھے،

((الهذا جمعتناه))

تو نے ہمیں اس لیے بلایا تھا، یہ اجتماع اس لی ہوا تھا، یہ اکٹھ اس لیے جو ہے، اس کو اس لیے یہاں پہ کال کیا گیا تھا،

((تبّا لك سائر اليوم))

آج کا سارا دن تیرے لیے بربادی کا سبب بن جائے،

بھائیو!

رسول اللہ ﷺ کو یہ گالی توحید کی دعوت میں دی گئی، قدر کرنی چاہیے تھی، ماننا چاہیے تھا، تسلیم کر لینا چاہیے تھا، لیکن لوگوں نے جواب میں محمد رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیں، میں مجلس سے امید کروں گا، موضوع سے ہٹوں نہیں، محفل کے آداب کے تقاضے یہ ہیں کہ ہم ہمہ تن گوش ہو کر کے سیدنا رسالت مآب کے حضور جو اپنا عقیدہ دینے جا رہے ہیں اور ان کی ناموس کے لیے فکراً نذراً قولاً عملاً جو ہم اکٹھے ہیں، تو ہم ایک پروٹوکول دیں، محمد رسول

اللہ ﷺ کو۔

دائیں بائیں دیکھنا یا اسی طرح اپنی توجہ کو یا دوسرے کی توجہ کو ہٹانا، یہ میں سمجھتا ہوں کہ آداب رسالت مآب کے منافی چیز ہے، ہم مسلمان ہیں، تو اس چیز کا ہم ان شاء اللہ ثبوت دیں گے، ہم آگے بڑھتے ہیں، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ یہ رویہ برتاؤ کہ اس رویے کو دیکھ کے محمد رسول اللہ ﷺ کا اپنا رویہ کیا تھا، رحمت العالمین خاموش رہتے، جو رب آسمان سے رب دیا کرتے تھے، آپ ﷺ کے ساتھ جتنے ظالم کیے گئے، تشدد کیے گئے، نفسیاتی حملے کیے گئے، آپ ﷺ کے خلاف اکٹھ بنائے گئے،

اجتماع کیے گئے، تلواریں نکالی گئیں، آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے۔ آپ ﷺ کو زہر دینے کی پلاننگ کی گئی، یہ ساری چیزیں اپنی جگہ پر لیکن عملی طور پر ہم دیکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ چپ رہتے ہیں، گالی کا جواب گالی سے نہیں، اور حملے کا جواب حملے سے نہیں، تلوار کا جواب تلوار سے نہیں، یلغار کا جواب یلغار سے نہیں بلکہ آپ ﷺ خاموش رہتے ہیں، آسمان سے رب جواب دیتے ہیں،

تین مثالیں لیتے ہیں، پہلی مثال، ابولہب نے کیا کہا،

((تبًا لك سائر اليوم))

بوڑھے گالی دے لیا کرتے ہیں، بڑے چھوٹوں کو ڈانٹ لیا کرتے ہیں، لیکن یہاں معاملہ بڑے اور چھوٹے کا، عمر کے حساب سے نہیں ہے، سرداری یا رشتے داری کی وجہ سے نہیں ہے، یہاں تو معاملہ رب کے چناؤ کی وجہ سے ہے، ایک طرف ابولہب چچا ہیں تو دوسری طرف محمد ﷺ، اللہ کی چنے ہوئے مصطفیٰ ہیں، رب کے پیغمبر ﷺ ہیں۔

جو وہ بات کہیں گے، وہ رب کی بات ہوگی، اس بات کو لینا، تسلیم کرنا ضروری ہے، جب ابولہب نے میرے مصطفیٰ ﷺ کی بات پر حملہ کیا، گالی دی، آسمان سے رب نے جواب میں قرآن اتار دیا، اور یہ رب کا سب سے سخت جواب تھا،

بھائیو!

اس سے سخت جواب مجھے نظر نہیں آیا، کیوں سخت کیسے؟

اس نے مکے کے اندر قرآن کی چوٹی پہ کھڑے محمد ﷺ کو جواب میں،

((تبا لك سائر اليوم))

کہا کہ مقامی لوگوں نے سنا، لیکن رب نے جو جواب دیا،

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ (لہب: ۱)

اتار دی، رب نے قرآن بنایا، چودہ صدیاں بیت گئیں، پوری دنیا میں کوئی مقام نہیں ہے کہ جہاں پہ قرآن حفظ نہیں، قرہ قرأۃ نہیں کرتے، تلاوت کرنے والے تلاوت نہیں کرتے، اس کو یاد نہیں کیا کرتے، تلاوت کرنے والے تلاوت نہیں کرتے، اس کو یاد نہیں کیا جاتا، نمازوں میں پڑھا نہیں جاتا، عوام کو سنایا نہیں جاتا۔

اور رہتے دم تک جب تک دنیا ہے، ابولہب کو آسمان سے جواب ملتا رہے گا،

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ (اللهب:۱)

ابولہب تو نے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی بربادی کی ایک ہاتھ کی دعا کی تی، تیرے دونوں ہاتھ برباد، تیرا وجود برباد، تیری باڑی برباد، تیرا جسم برباد، تو سب کا سب برباد ہو گیا،

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾

(اللهب:۱۔۲)

یہ تیرا مال، یہ تیری جمع پونجی، یہ تیری دولت، یہ تیری عزت کسی کام کی نہیں ہے۔

﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ○ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾

(اللهب:۲۔۳)

اللہ نے کہا جو میرے محبوب ﷺ کو گالی دے گا، عزت پر حملہ کرے گا دیا بدلے لے یا نہ لے، میں آسمان پہ بیٹھا، رب جواب دوں گا، اور اس کا انجام جو ہے، وہ شعلوں والی آگ جہنم کر دوں گا،

بھائیو!

سورۃ ابھی مکمل نہیں ہوئی، آگے ہیں اور اگر بیوی بچے اس کا ساتھ دیں، قوم س کا ساتھ دے گی تو وہ بھی ان کے ساتھ ہوں گے، اللہ نے یہ تذکرہ کر کے دیکھئے، میرے محبوب ﷺ کا کتنا خوبصورت جواب دیا، آج بھی کا مونکی کی ہر مسجد میں، ہر ادارے میں، ہر انسٹی ٹیوٹ میں، ہر سکول میں، ہر کالج میں، ہر عمر کے، ہر حصے سے تعلق رکھنے والا فرد، اس کو نہ صرف یاد کرتا ہے، پڑھتا ہے، اس کو ثواب ملتا ہے۔

بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ناموس اور تحفظ کے جواب کو جو ہے، پوری دنیا تلک اللہ نے پھیلا دیا، اور ابولہب اور رسول اللہ ﷺ کی عزت کو پامال کرنے والوں کو، ان کی عزتوں کو رب نے خاک میں ملا کر کے رکھ دیا۔

بھائیو!

دوسری مثال کو یاد رکھیں، میرے محبوب ﷺ کے بیٹے جب ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی، پہلے بچے بھی وفات پا گئے، اور ابراہیم، سیدہ ماریہ قطبیہ بھی وفات پا گئی، مکے والوں نے مخالفین نے ایک جملہ بولا تھا کہ اب یہ بے مسئلہ ہو گیا ہے۔ اس کی نرینہ اولاد جو ہے، وہ نہیں بچی، سلسلہ آج اولاد سے بچوں سے چلا کرتا ہے۔

یہ چند دن، کتنے دن جی لے گا، اس کے بعد معاذ اللہ اس کا کچھ نہیں رہے گا، تو یہ بھی ایک نفسیاتی حملہ بھی تھا، رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر آپ ﷺ کی بات پر تو نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے کوئی جواب نہیں دیا، ہسٹری میں، تاریخ میں دیکھتے ہیں، پیغمبر ﷺ خاموش ہیں، جب آسمان سے رب جواب دینے والا ہو، تو خود کو جواب دینے کی ضرورت کیا ہے،

میرے رب نے سب سے قرآن مجید کی چھوٹی سورت اتاری، مختصر تین آیتیں،
لیکن رب کی قسم!

دنیا چودہ سو سال کا منہ دیکھ چکی ہے، آج تک ان تین آتیوں کا جواب نہیں دے سکی، اعجاز القرآن ہے، رب نے کہہ دیا،

﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾ (الکوثر:۱)

محبوب ﷺ یہ کون سی بات کرتے ہیں، دنیا میں اور آخرت میں جو بھی خیر ہو سکتی ہے، وہ ہم نے سب کی سب کثرت سے آپ ﷺ کو دے دی ہے۔ خیر کثیر آپ ﷺ کو دے دی ہے۔

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر:۲)

آپ نے کیا کرنا ہے،

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾ (الکوثر:۲)

آپ نے اپنی زندگی کو رب کی بندگی کے لیے خاص کر دینا ہے،

بھائیو!

لوگ اس کا ترجمہ کرتے ہیں، نماز پڑھی ہے، میں یہ سمجھتا ہوں، کہ نماز اللہ کی بندگی کا سب سے بڑا مزہ ہے، کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے،

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾ (الکوثر:۲)

تیری زندگی رب کی بندگی کے لیے خاص ہو جائے،

﴿وَانْحَرْ﴾ (الکوثر:۲)

اور اس راستے میں جتنی قربانیاں دینی پڑیں، وہ سب کی سب قربانیاں آپ دیتے جائیں،

﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ (الکوثر:۳)

ہم تجھے نہیں، تیرے دشمن کو بے مسئلہ کر کے نہ ماریں تو ہمیں اپنا رب نہ کہنا، رب نے جواب دیا،

اور بھائیو!

وہ بے مسئلے ہو کے مرے، دانت کھٹے ہو گئے، اللہ اکبر،

تیسرا حملہ، جو رسول اللہ ﷺ پر ہوا، ایک شخص احسن ابن شریح جو ہے کہنے لگا،

((انہ لا مجنون))

اس کو چھوڑیں، یا یہ تو ویسے ہی پاگلوں جیسی باتیں کرتا رہتا ہے، مجنون ہے، دیوانہ ہے، یہ سٹھیا گیا ہے، فضول بولتا رہتا ہے، یہ آوارہ گوئی کرتا ہے، معاذ اللہ، اس نے آپ ﷺ کو مجنون مست بولا، جس کا فارسی میں ہم آج کل ترجمہ کرتے ہیں، مست زبردست، تو اس نے کہا، یہ مست ہے، چھوڑو اس کو،

اس کو اس کے حال پہ رہنے دو، مجنون اور دیوانہ ہے، میرے رب نے میرا دل چاہ رہا تھا، کہ میں قاری صاحب سے کہوں کہ یہاں ذرا وہ آیتیں بھی ہو جائیں، اور آپ ان کو سنیں، یہ سورۂ نون کی آیت میں ذرا سنانا چاہتا ہوں، تاکہ ہمارا یہ بھی موضوع کا حصہ ہو جائے۔

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ (القلم : ۱)

حضرات!

یہ رب کا جواب ہے،

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّيكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ﴾ (القلم:۱-۱۶)

حضرات!

یہ رب کا جواب تھا، اور آپ نے جو آخری آیت سنی، میرے رب نے کہا، کہ اس کی پیشانی، اس کی ناک کے نتھنوں سے پکڑ رکھنے والے ہیں، اور مجنون میں ن آتا ہے، اللہ نے

سورہ نون نو حہ ن میں تو نقطہ ہے، میرے محبوب ﷺ کی عزت پہ نقطہ اور حرف آئے، ہو نہیں سکتا ہے۔

﴿وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ (القلم:۱)

قلم لکھیں گیں، سطریں آگے بڑھیں گیں، لیکن ہم نے اس قلم کی قسم، اور س چیز کی قسم جو وہ قلم لکھتے ہیں، آپ ﷺ اپنے رب کی نعمتوں سے مالا مال آپ ﷺ مجنون نہیں ہیں، آپ ﷺ تو خلق عظیم کے مالک ہیں،

دیکھیے نا، رب نے کتنا سنجیدہ، کتنا زبردست جواب دیا اور آگے ساری، اس کی خبر لی، اور پٹی پڑھی، ہماری جیسے پنجابی میں پڑھتے ہیں، اللہ اکبر،

حضرات!

یہ تین مثالیں آپ کے سامنے ہوں گی، محبوب ﷺ خاموش رہے، آسمان سے جواب اترتا رہا، اور اب یہ نقطہ سمجھا دوں، اگر امت مسلمہ نے محبوب ﷺ کی عزت اور ناموس کے لیے کھڑے ہو کے اپنی قوت کو پیش نہ کیا، جواب نہ دیا، آسمان سے جواب آئے گا، آسمان سے جواب آئے گا، جب بیت اللہ کو دنیا میں انسان نہ ملے،

﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾ (المدثر:۳۱)

رب کے لشکر تو ختم نہیں ہوتے، اللہ چاہے، ابابیلیوں سے کام لے لے، اللہ چاہے ہواؤں کام لے لے، مالک چاہے، وہ اوروں سے کام لے لے، اللہ تعالیٰ چاہے تو گونج سے کام لے لے، ارب نے تو کام لے لینا ہے، لیکن یہ ہمارا اعزاز ہے کہ ہم اپنے محبوب ﷺ کے لیے کس قدر کام کرتے ہیں۔

حضرات!

اس تفصیل کے بعد ہم ذرا آگے بڑھتے ہیں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدنی دور کی طرف چلتے ہیں، مدنی دور کے اندر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور ناموس پر ایک مرتبہ پھر جو ہے، انگلی اٹھائی گئی، اور ہاتھ جو ہے، بڑھایا گیا، ہم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقام کے اوپر آ کر کے

جس چیز کو دیکھتے ہیں، ہمارے سامنے پہلا نام ایک لونڈی کا آتا ہے، لونڈی غلام ہے۔

یہ ابوداؤد اور نسائی کی روایت ہے، اور سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں، ایک لونڈی وہ ایک صحابی کے گھر میں ہے اور اس لونڈی سے ان کے بچے بھی ہیں، یہ صحابی نابینا ہے، اور اس عورت کے علاوہ ان کا سہارا بھی کوئی نہیں، کوئی سنبھالنے والا نہیں، وہ سنبھال بھی رہی ہے، خیال بھی رکھتی ہے، خدمت بھی کرتی ہے۔

بچوں کی ماں بھی ہے، لیکن اپنے گھر میں رہ کے وہ رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا بولا کرتی ہے، ان کے بارے میں نازیبا کلمات کہتی ہے، اور ان کی ناموس کا دھیان نہیں رکھتی، یہ سمجھاتے ہیں، اسے سمجھ نہیں آئی، صحابی نابینا ہے، گھر نظر نہیں آتا، ہے نابینا لیکن اندر ایمان کی روشنی موجود ہے، انہوں نے کچھ نہیں پوچھا، کچھ نہیں دیکھا، غیرت ایمانی میں آ کے جرأت ایمانی کا مظاہرہ کیا، نہیں دیکھا، میری خدمت کرتی ہے،

نہیں دیکھا کہ میرا بعد میں کوئی سنبھالے گا کہ نہیں، سنبھالے گا، میرے بچوں کو کون پالے پوسے گا، ان کا خیال کون رکھے گا۔ یہ اس کے اوپر چڑھے، حملہ کیا اور اس کو مار دیا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے، کہنے لگے، اللہ کے رسول ﷺ! یہ میرا گھر اس طرح، میری لونڈی اس طرح میرے بچے میری خدمت گزار، میں نابینا لیکن وہ آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتی تھی میں نے اس کو ختم کر دیا ہے۔

((فَجَاءَ لَادَمْهَا خَرَدًا))

محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا، کہ اس کا کوئی بدلہ نہیں، جو میری عزت اور ناموس سے کھیلے، اس کا انجام یہی ہونا چاہیے،

بھائیو!

مکی دور بھی آپ نے دیکھا مدنی کی بھی تین مثالیں، دوسری مثال، اس وقت ہمارے سامنے ہے، بخاری کی صحیح حدیث ہے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں، اور حدیث کا نمبر بخاری میں دو ہزار پانچ سو دس ہے، اور مسلم میں چار ہزار سات سو

پینسٹھ ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک یہودی گالیاں دیتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے بارے میں بہت بولتا ہے۔

اگر آپ نے اس کی عبرت کے نشان دیکھنے ہوں، دعا کرو، اللہ آپ کو حج و عمرہ پہ لے کے جائے، جو گئے انہوں نے دیکھا، جو نہیں گئے، اللہ ان کو لے جائے، وہ دیکھیں، مدینہ سے تین کلومیٹر کے فاصلے پہ قبا ہے، اور قبا سے تقریباً ایک ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پہ کعب بن اشرف یوہدی کا قلعہ موجود ہے۔

آج بھی اس کے آثار اور نشانیاں ہیں تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو پامال کرتا ہے، برے لفظ کہتا، گالیاں دیتا، نازیبا جملے بولتا، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی جو ہے نا مجھے اس طرح کہتا ہے،

((من لی کعب بن اشرف فانه قد عاد اللّٰه ورسوله))

کہ میرا بدلہ کعب بن اشرف یہودی سے کون لے گا، اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی ہے، گالیاں تو وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتا تھا، لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کیا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی ہے۔

((فقال محمد ابن مسلمه انك انا یا رسول اللّٰه))

محمد ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اور کہنے لگے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہوں، انہوں نے مہلم لی گئے، واقعہ میں اختصار سے، لمبا نہیں کرتا، یہ بڑا خوبصورت واقعہ ہے، ویسے ذکر پورا ہونا چاہیے تھا، لیکن وقت کی نزاکت کو، اور موضوع کی، طوالت کو دیکھتے ہوئے، میں اشارہ کرتا ہوں، گئے اور جا کر کے اس کو اس کے انجام تک پہنچا کے پوری دنیا کو پیغام دے دیا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے گا، اس ظالم کا انجام کعب بن اشرف یہودی کی طرح ہوگا۔

تیسری مثال، یہ بھی مدینے کی ہے، ایک یہودی ہے، ابورافع، یہ بھی صاحبِ مال ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتا ہے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے جو ڈیوٹی لگائی، وہ عبداللہ ابن عتیق کی تھی، بخاری کی حدیث نمبر چار ہزار انتالیس ہے۔ یہ گئے اور اس کا قلعہ

قمع کیا اور اس کو اس کے انجام تک پہنچایا،

رسول اللہ ﷺ کے دور میں اور بھی بے شمار گستاخانہ رسول ﷺ جو ہے، ان کو مارا گیا، اور ان کے منطقی انجام تک پہنچایا گیا، لیکن نہیں، نبی کریم ﷺ کے اس حصے کی زندگی سے مجھے تین مثالیں دینی تھیں، وہ میں نے آپ لوگوں تک پہنچائی، تو پتہ کیا چلا، مکی دور ہے، جواب اللہ دے رہے ہیں، مدنی دور ہے، جواب آگے بڑھتا جا رہا ہے۔

لیکن میں یہاں روک کے اک بات پوچھنا چاہوں گا، ہر دہ کا مونکی والوں سے پوچھنا، وہ ضروری ہے،

کہ بھائیو!

یہ دن ہمیں آج کیوں دیکھنے پڑ رہے ہیں، ہمارے نبی ﷺ کو گالی دی جا رہی ہے، حالانکہ ہم وہ مسلمان ہیں، وہ معتبر المزاج لوگ ہیں، یہودی جو مرضی کہہ لیں، عیسائی جو مرضی کہہ لیں، ہم کو کاٹ دیں، مولی گاجر کی طرح ٹکڑے کر دیں، ہماری جو ہیں، وہ دھجیاں اکھیڑ دیں، جو مرضی کر دیں، ہمارے بارے میں جس طرح کے ریمارکس لے لیں،

کیا کبھی کسی مسلمان نے اس کے مقابلے میں اس کی کولیگ کو بھی برا کہا، ہم نہیں کہتے،

بھائیو!

ہم ضرور ہیں، وہ ہمارے نزدیک معزز نہیں ہے، معظم نہیں ہے، لیکن کسی جلوس میں، کسی کولیگ کو توڑ کر کے اس کو جوتے مارے گئے ہوں، برا بھلا کہا گیا ہو، کیوں؟ ہماری تربیت محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ کی ہے کہ اگر تمہیں کوئی گالی دیتا ہے، جواب گالی میں نہیں دینا ہے، انہوں نے ہماری آقا سیدی مرشدی کو ہم اس کے بدلے میں کسی ان کے پیغمبر ﷺ کو گالی نہیں دیتے، کیونکہ ہمارے نزدیک سارے پیغمبر معزز ہیں۔

لیکن کیا وجہ ہے کہ وہ ہمارے پیغمبر ﷺ کو گالی دے رہے ہیں؟

بھائیو!

وجہ یہ ہے کہ امت مسلمہ نے نوٹس لے لیا ہے، فوراً جو ہے، اگر تھوڑا بہت کہیں سے

قمیص پھٹ جائے، اس کو سیا جا سکتا ہے، لیکن اگر پورے کا پورا پھٹ جائے، تو سنبھالنا مشکل ہے،

حضرات!

اس بند میں پانی کو نہر ٹوٹنے والی ہو، بند کو سنبھالنا آسان ہوتا ہے، لیکن اگر اس کا پارٹ چوڑا ہو جائے تو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے، آج کل ہم سے غلطی یہ ہوئی ہے کہ دنیا میں سب سے بڑی عزت، وہ اللہ کی عزت ہے، وہ عزت توحید ہے، وہ عزت ربانی ہے، وہ ناموس توحید ہے، جب لوگوں نے اس کے کارٹون بنائے تھے، اس وقت ہم نے فوری ہاتھ پکڑے ہوتے تو آج کوئی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نہ بولتا۔

بھائیو!

گھر کے وڈیرے کو جب گرا دیا جائے، اس کو بے عزت کر دیا جائے، اس کی انسلٹ کر دی جائے، اس کی توہین کر دی جائے، اس کو گرا دیا جائے، تو باقی بیوی کو، بیوی بچوں کو گرانا آسان ہوتا ہے، ان کو مارنا آسان ہوتا ہے، جب ہم نے تب نوٹس نہیں لیا، جب اپنوں نے رب کے دنیا میں کارٹون بنائے،

یارو، معذرت کے ساتھ، کلمہ گو لوگوں میں اس وقت مخاطب ہوں، دنیا میں جتنی مزاریں ہیں، جتنے دربار ہیں، جتنی قبریں ہیں، جتنے آشیانے ہیں، جتنے آستانے ہیں، جتنے یہ بابے ہیں، جتنے وڈیرے ہیں، یہ جتنے بنائے گئے، یہ اللہ کے مقابلے میں رب کے جو ہیں، اس زمین کے اوپر بنائے ہوئے کارٹون ہیں،

یہ اللہ کے مدمقابل، یہ کرنی والے، یہ مشکلیں حل کرنے والے، یہ دور کرنے والے، یہ اولادیں دینے والے، یہ حکومتیں دینے والے، یہ عزتیں دینے والے، یہ کام صرف میرے اللہ کا تھا، یہ توحید تھی، اللہ کی ناموس تھی، لیکن تب ہم نے کوئی جلوس نہیں نکالا، ہم نے قبر گیری نہیں کی، دشمن جو ہے، وہ سمجھ گیا کہ جب ان کے رب کے اتنے ٹکڑے ہو گئے تو انہوں نے فکر نہیں کی،

اگر ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، چادر کو تار تار کر دیں گے تو یہ ہمارا کیا کرلیں گے؟

حضرات!

اسی طرح وحی کے پرخچے اڑائے گئے، اللہ ہمیں معاف فرمائے، وحی کے ساتھ ہم نے کیا نہیں کیا، یہ کافر نے نہیں کہا، مسلمانوں نے کہا، آنا تو علی کے پاس تھا، چلی محمد ﷺ کے پاس گئی، جبرائیل علیہ السلام کو اللہ نے بھیجا تھا، غلطی ہوئی، یہ تحفظ ناموس وحی، جس دن اس پر انگلی اٹھی تھی، انگلی کاٹ دی جاتی،

کبھی بعد میں غیر مسلم کو موقع نہ ملتا، جرم مسلمانوں نے کی، آنا تو علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، چلے محمد ﷺ کے پاس گئے، لہٰذا امانت میں خیانت ہوگئی،

حضرات!

تحفظ ناموس قرآن ہم نے اس پہ لیٹ کر دیا، گٹروں میں ڈالا، لیٹرینوں میں پھینکا گیا، ٹھڈے مارے گئے، دوکانوں پہ جلایا گیا، کارٹون بنائے گئے، ہم نے انہوں نے تو ایسے کیا، ہم نے جذباتی ہوئے کہ نہیں ہوئے،

بھائیو!

اس مرتبہ جلوس نکلے تھے، آپ کو یاد ہو، تحفظ ناموس قرآن پہ جب جنرل، خود نے اس کو کہا تھا کہ یہ کتاب اس قابل ہے، یہ فتنے والی کتاب ہے، اس کو جو ہے، لیٹرین میں پھینکا، ظالم نے اس نے اور وہاں پہ ڈھاکہ ؟؟؟ کے اندر اور اسی طرح جو ہے، دیگر مقامات پر مسلمانوں دار غیرت کھا کے تھوڑی سی جرأت آئی تھی لیکن جو مسلمانوں نے کیا، اس کا ذمے دار کون ہے۔

دوستو!

میں فیصل آباد میں رہتا ہوں، میرے دو بچے منصور آباد میں دفن ہیں، دونوں بیٹے ہیں، میں جب قبرستان جاتا ہوں، تو ایک دن یہ منظر میں نے دیکھا، میں بڑے روکے، رو نہیں

سکتا، بہت دکھ سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ میرے بچوں کے پڑوس میں جو قبریں ہیں، ان کے اوپر چاروں قل لکھے ہوئے ہیں،

تختی لگی ہوئی ہے، میں ایک صبح نماز پڑھنے کے بعد جب وہاں پہنچا، میں دیکھتا ہو کہ کتا ٹانگ اٹھا کے پیشاب کر رہا ہے، اور وہ پیشاب جو ہے، اس کی دھار قل ھو اللہ احد کے اوپر پڑی ہوء ہے، اس کا ذمے دار یہ عورت کا بوڑھا تو نہیں ہے، کوئی یہودی تو نہیں، کوئی عیسائی تو نہیں ہے، یہ کس بنیاد پہ غلط بیس رکھی،

قرآن مجید کی عزت اور ناموس اور اسلام صلوۃ کی بنیاد کے اوپر اس کا ذمے دار کون ہے، جب تک ان ہاتھوں کو ان عقیدوں کو بدلا نہیں جائے گا، روکا نہیں جائے گا،

حضرات!

ہمارے ساتھ یہ غیر کرتا رہے گا، جب گھر والے اپنے گھر کی قدر نہ کریں، جب باپ بیٹی کی قدر نہ کرے، جب بھائی بہن کی قدر نہ کرے، جب شوہر بیوی کی قدر نہ کرے، جب بچہ ماں کی قدر نہ کرے تو باہر والا قدر کون کرے گا، جب اپنے ہی غیر قدری کرنے لگے،

حضرات!

آپ نے بھی دیکھا ہوگا، میں نے بھی دیکھا ہو گا، کاموں کی میں بھی چیزیں ہوں گی، جب میت آتی ہے، تو میت کے اوپر ایک چادر ڈالی جاتی ہے، اس کے کفن کے ساتھ اس کے اوپر آیت الکرسی بھی لکھی ہوتی ہے، چاروں قل بھی لکھتے ہوئے ہیں،

مجھے ایک جنازے کے لیے کہا گیا، میں جنازے کے لیے آگے بڑھا، اللہ اکبر، میں حیران ہو گیا، دنگ رہ گیا، دماغ چکرا گیا، مجھے وہاں جنازے کی سچی بات ہے، دعائیں بھول گئیں، یہ منظر دیکھ کے کہ چاروں کناروں کے اوپر آیت الکرسی لکھی ہوئی ہے، اور پاؤں کے اوپر جو ہے، وہ اللہ رب العزت کے نام آرہے ہیں،

اور جو چاروں قل درمیان میں لکھے ہوئے ہیں، وہ اس میت کی شرمگاہ جو ہے، اب اس کے اوپر قرآن مجید کی آیتیں پڑی ہیں، مجھے بتائیے، تقدس کے نام پہ یہ محبت کے نام پہ،

ایصال ثواب کے نام پہ، یہ پیار کے نام پہ، یا عقیدت کے نام پہ، مسلمان سے غلطی ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی؟

ناموس قرآن کو اگر ہم نے سنبھالا ہوتا اور کیا ہمارے گھروں میں نہیں ہوتا کہ وہی یہ ڈش، وہی یہ کیبل، وہی یہ سب کچھ اور اسی کمرے میں، بیڈ روم میں، اوپر قرآن مجید پڑا ہوتا ہے۔ اس کے نیچے زن گزار کے وہ تمام عیاشی اور فحاشی کے مناظر ہم پیش نہیں کر رہے ہوتے، دیکھ نہیں رہے ہوتے؟ قرآن مجید اس لیے آیا ہے؟

نہیں بھائیو!

بہرحال تحفظ ناموس بیت اللہ، بیت اللہ کی عزت کو گرایا گیا، تاش کے پتوں پہ بیت اللہ کی تصویریں بنائی گئی، مسجد حرام کو بنایا گیا، امراء نے بیت اللہ کے بارے میں سوچا تھا، ایک گھر بنایا، اللہ نے فوراً پکڑ کر لی، ہم نے برا کہا، کہ اس نے شام کے علاقے میں نہیں، یہ یمن کے علاقے میں بیت اللہ کے مقابلے میں گھر بنایا تھا۔

ہم نے بیت اللہ کے مقابلے میں میں نہیں کہا ہے، کوٹ مٹھن کو بیت اللہ نہیں بولا؟

چاچڑ وانگ مدینہ دسدا
کوٹ مٹھن بیت اللہ
اتوں اتوں پیر سداویں
باطن دے وچ اللہ

یہ ہم نے اس کے مدمقابل نہیں کیا ہے، ہم نے یہ مسلمانوں نے نہیں کہا،

اگوہ کعبہ ائی اونوں لین گیا
مائی رابعہ بصری حج گئی
او راہ دے وچوں رج گئی
اگوہ کعبہ ائی اونوں لین گیا

ہم نے کعبہ کو اس کی جگہ سے ہلایا کہ نہیں، ہلایا حج جو ہے، وہ بیت اللہ میں ہوتا ہے،

مکمل آ کے یہاں ہوتا ہے، میرے اپنے شہر اچ شریف کے اندر طواف کے چکر نکالے جاتے ہیں، وہ طواف جو اللہ نے بیت اللہ کے لیے رکھا، خاص کیا، اس کی عزت اور ناموس بنایا، ہم نے اس کو عام کر کے جو ہے، نیلام کر دیا،

حضرات!

تحفظ ناموس اہل بیت جو ہے، اہل بیت کی کتنی بے عزتی کی گئی، کتنی انسلٹ کی گئی، ہم جو ہیں، ٹس سے مس نہیں ہوئے، جب یہ کہا گیا،

((الی خمسة اتبعوبها حرم الویوٰی الفاطمة المرتضیٰ وابنها والفاطمة))

ہم نے ان پانچوں کو جو اللہ کی توحید کو دنیا میں پھیلانے آئے تھے، ہم نے رب بنا کے بیٹھا دیا،

((الی خمسة))

میرے لیے تو پنج تن کا سہارا کافی ہے، دنیا کی ہر جو ہے، ہر قباہ کو گرمی کو، میں دور کر لوں گا، ان کا نام لے کے مصطفیٰ ﷺ کی ذات مرتضیٰ علی کی ذات اور،

((وابینهما))

حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کی ذات اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ذات، میرے لیے یہی کافی ہے،

حضرات!

اگر ہم نے تب نوٹس لیا ہوتا تو آج تحفظ ناموس رسالت ہماری برقرار ہوتی، دشمن نے کارٹون نہ بنائے ہوتے، پیغمبر ﷺ کو دہشت گرد نہ دکھایا ہوتا، پیغمبر ﷺ کو سیکس کا رسیا نہ دکھایا ہوتا، عورتوں کے جھرمٹ کے اندر معاذ اللہ محمد کریم ﷺ کو پیش نہ کیا ہوتا، ان کی گھنی داڑھی بنا کے جنگلی شکل میں پیش نہ کیا ہوتا۔

ان کے اوپر پگڑیاں باندھ کے بیچ میں میزائل اور اسکے اندر جو ہینڈ گرنیڈ نہ دکھائے ہوتے، اور رسول اللہ ﷺ کی شکل معاذ اللہ جو ایک جنگلی دیہاتی اور پرلے درجے کے گوار یا

لوفر انسان کی نہیں ہوتی، وہ آج شکل ہمیں رسول اللہ ﷺ کی دیکھنے کو نہ ملتی، وجہ یہ ہے کہ ہم نے خود جرأت دی ہے، سلمان رشدی کے اوپر پوری دنیا نے احتجاج کیا کہ نہیں کیا، کہ اس نے آقا علیہ السلام کی گستاخی کی ہے، اس نے شیطانی آیات لکھیں،

حضرات!

وہ شیطانی آیات کیا تھیں؟ جب مقدمہ ہو، عدالت میں کیس گیا، اور اس کے قتل کے فتوے دیئے گئے، اس نے کیا کہا تھا، میرا ایک لفظ اس پوری کتاب میں دکھا دیجئے جو میں نے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی میں لکھا ہو، یہ جتنے الفاظ ہیں، میں نے امت مسلمہ کی کتابوں سے لیے ہیں، امت مسلمہ کی کتابوں سے،

یارو!

جب وہ ہمیں کوئی نکال کے دوسرا دکھا دے، تو ہم غصے میں آ جائیں، لیکن جب ہم اپنے ہاتھوں سے خود وہ کر رہے ہوتے ہیں، تو اس وقت ذمے دار کون ہوتا ہے؟

انجام ظالموں کا اپنی نظر میں رکھ
شاید کہ تیرے ہاتھ سے تلوار گر پڑے

میں اس وقت صرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں، امت مسلمہ نے ان کو یہ موقع دیا، اور کہنے والوں نے کہا، کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والا، جو ذمی ہے، وہ واجب القتل نہیں ہے۔ یہ ہماری اپنے حوالے کی کتابوں میں حدیث کی کتابوں میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، اس کے اوپر ہمارے اپنے ریمارکس اپنے فیصلے موجود ہیں۔

یہ اب وقت نہیں کہ میں اس کو ذکر کروں، جب ہم ان سے بات کرتے ہیں، کہ جو نبی ﷺ کو گالی دیتا ہے، وہ واجب القتل ہے، وہ جواب دیتے ہیں، تمہارے مسلمان، تمہاری بکیں، تمہارے علماء، تمہاری کتابیں، ان کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دنے والا ذمی واجب القتل نہیں ہوتا ہے۔

اس وقت ہمیں نظریں جھکانی پڑتی ہیں، اور جج کے ریمارکس جب ہمارے خلاف آتے

ہیں، ہماری کتابوں سے تو پھر ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔

حضرات گرامی!

میں آگے بڑھتا ہوں اور بات کرتا ہوں!

نبی کریم ﷺ کے حوالے سے تین خوشخبریاں بھی دے جاؤں، صرف یہی نہیں کہ ہم مایوس ہیں، اللہ کا شکر ہے، خوشخبری ہے، تین خوشخبریاں، پہلی خوشخبری، کسریٰ کو رسول اللہ ﷺ نے خط لکھا تھا، کسریٰ کو لکھا تھا، دین کی دعوت دی، اس بدنصیب نے قبول نہیں کی، خط پھاڑ دیا، خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے،

یارو! یاد رکھو!

جو میرے محبوب ﷺ کے بھیجے ہوئے ہاتھ کے خط کے ٹکڑے کر دیتا ہے، اللہ نے اس کے بیٹے سے اس کی حکومت کے ٹکرے کروا دیئے، کروائے کہ نہیں کروائے، یہ ایک عظیم خوشخبری ہے، چھوٹی بات نہیں، میرے اور آپ کے محبوب ﷺ کے ہاتھ لگے، جس کاغذ کو اگر اس کو پھاڑا، اللہ نے اس کے وجود کے ٹکڑے کر دیئے، اور اس کی حکومت کے ٹکڑے کر دیئے۔

ابولہب نے میرے محبوب ﷺ کو چیلنج کیا تھا، عزت کا خیال نہیں رکھا تھا، میرے رب نے پتہ کس طرح مارا تھا، کیسے مارا ہے؟ اب لہب چیچک بڑا کو اور بدبو کی بیماری سے مرا تھا، یہ جب مرو، نا تو اپنے بیٹوں نے بھی اس کو ہاتھ ہیں لگایا، اتنی بدبو، اتنی سمیل، اتنے کیڑے، اللہ معاف کرے، اس کی جو حالت تھی، وہ بیان کے قابل نہیں،

رب نے نہیں دیکھا کہ میرے محبوب کا چچا ہے، رب نے نہیں دیکھا، یہ سید ہے، رب نے نہیں دیکھا، مطلبی ہے، رب نے نہیں دیکھا، یہ ہاشمی ہے، رب نے نہیں دیکھا، یہ مکی ہے، میرے مالک نے نہیں دیکھا، یہ بیت اللہ کا پڑوسی ہے، مجاور ہے، محترم ہے، یہ جو حاجیوں کی خدمت کرتا ہے، ایسا ہے، ویسا ہے،

یہ بڑے سید خاندان کے چمکتے دمکتے چہرے والا ہے، اللہ نے وہ حشر کر کے مارا کہ

بیٹوں نے خود جا کے مٹی ڈالنا بھی گوارا نہیں کی، حبشی بلائے، افریقی اور ان غلاموں نوکروں کو کہا کہ دور سے اینٹیں پھینک پھینک کے، روڑے پھینک پھینک کے، پتھر پھینک پھینک کے، اتنے پتھر پھینک دو کہ اس کا وجود، ناسور جو ہے، وہ دب جائے، اور دنیا اس کی بدبو سے کوئی ایضاء اور تکلیف محسوس نہ کرے۔

حضرات!

اسی طرح دوسری خوشخبری میں دے رہا ہوں، اللہ اکبر، یہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری مسلم کی رسول اللہ ﷺ کے پاس نصرانی آیا، کلمہ پڑھا، مسلمان ہو گیا، کاتب وہی بن گیا، لکھنا آتا تھا، کچھ دنوں کے بعد مرتد ہو گیا، اور واپس چلا گیا اور جا کر کے کہن لگا، دیکھ لیا ہے، میں نے محمد ﷺ کو، معاذ اللہ جو میں لکھ دیتا ہو، اسے کہتا ہے، وہ رب نے کہا ہے، جو میں لکھی دیتا ہو، اسے کہتا ہے وہ وحی ہے، اور جو میں لکھ دیتا ہوں، کہتا ہے، وہ قرآن ہے۔

جب اس نے یہ بول بولے، بول بولے، میرے، میرے رب نے آسمان سے، آسمان سے، بدلہ لیا، اس کو گرایا اور گردن توڑ کے رکھ دی، اس کے ساتھیوں نے جا کے دبایا، مٹی میں دفن کر کے آئے، قبر کھودی اور اس میں دفنا کے آئے،

اللہ کی قسم!

گستاخ رسول ﷺ کو زمین جگہ نہیں دیتی، زمین نے نکال کے باہر پھینک دیا، قبر نے باہر نکال دیا، مشہور کر دیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے اس کو قبر سے نکال کے پھینکا ہے، اگلے دن انہوں نے پھر دبایا، اور پہرہ لگا دیا، لیکن اللہ کی زمین نے قبر نے پھر انکار کر دیا، کہ گستاخ رسول ﷺ کو میں جگہ دینے والی نہیں۔

یاد رہے!

وہ دنیا میں کہیں بھاگ لے، لیکن اس کو کبھی زمین جگہ نہیں دے گی، جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی ہو گی، اور آپ ﷺ کی ناموس پہ ڈاکہ ڈالا ہوتا ہے۔

تیسری مثال، خوشخبری میں علامہ ابن تیمیہ کا وہ قول، اللہ اکبر، سائر المسلوم صفحہ ایک سو

سترہ پہ لکھتے ہیں کہ ہم مایوس ہو گئے تھے، یہ چنگیز کے حملے، یہ سدھاریوں کے حملے، یہ حالاتوں کے ملے، ہماری کمر توڑ گئے تھے، ہم سمجھتے تھے کہ اب مسلمان نہیں اٹھیں گے، اور کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی، اچانک دیکھا کہ ان ظالموں نے مارے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں غلط جملے کہے، غلط باتیں کہیں، اللہ نے پلٹا پلٹ کے رکھ دیا، اور پھر وہی جو ہم سے جو ہم سے سنبھالے نہیں جا رہے تھے،

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اللہ نے انہیں میں سے مسلمان بنا کر کے امت مسلمہ کے لیے کام لے لیا۔

تو بھائیو!

مجھے کہ ج طرح امت مسلمہ مایوس ہو کے ہتھیار پھینک کے پیچھے ہٹ کے اور جو ہے، سمجھ رہی ہے کہ کوئی نہیں، اب ان لوگوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت ناموس کے اوپر ہاتھ ڈالا ہے، تو ان شاء اللہ العزیز وہ دن دور نہیں ہے کہ جس طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دور میں کہ انسانوں کے سروں کی کھوپڑیوں کے مینار اور درودیوار بنائے گئے تھے، مسلمان مایوس ہو چکے تھے، آج بھی مایوسیاں بے شک پھیلی ہوئی ہوں گی،

لیکن ہم خوش ہیں کہ ان شاء اللہ جب رسول اللہ ﷺ کی عزت کو ہاتھ ڈالا ہے۔ مسلمانوں نے آج بھی اکٹھے ہونا ہے تو اس بیس پہ ان شاء اللہ اکٹھے ہو کر کے اس کی جو خبر لینی ہے، اس کے بعد میں اپنے محدود وقت کے اندر جو بات کرنا چاہ رہا ہوں، تھوڑا سا تاریخی حوالے سے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا کیا تھا، تا کہ ہم اس تناظر میں اک فیصلہ کر سکیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے؟

بھائیو!

چاروں خلیفوں نے متفقہ فیصلہ لیا کہ جو نبی ﷺ کو گالی دیتا ہے، آپ ﷺ کی ناموس کے بارے میں برا بولتا ہے، یا آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے، آپ ﷺ کی نبوت کے ہوئے ہوئے نئی نبوت کا اعلان کرتا ہے، جھوٹا نبی بنتا ہے، مدعی بنوت بنتا ہے، اس کا علاج باتوں

سے نہیں، باتوں سے نہیں بلکہ کیا ہے، تلوار کی دھار اس کا فیصلہ کرے گی،

جنگ یمامہ اس کی بہترین مثال ہے، کہ جس نے مسیلمہ کذاب کے خلاف امت مسلمہ یک جان ہو کے جمع کر کے آگے بڑھی، اور چاروں اماموں میں سے چاروں اماموں میں سے سوائے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ان سے غلطی ہوئی ہے، اور غلطی بشر سے ہو جاتی ہے، جو کہہ بیٹھے کہ جو ذمی نبی پاک ﷺ کو گالی دیتا ہے، وہ واجب القتل نہیں ہے۔

باقی تین اماموں کا اسی طرح محققین کا، محدثین کا یہ اجماعی فیصلہ ہے، اور آج پوری دنیا میں، جتنے بھی حنفی عوام ہے، ان کا بھی فیصلہ آپ نے پچھلے دنوں میں دیکھا، یہ جو جلوس نکلے، میں ان کو داد دیتا ہوں کہ،

بھائیو!

جس طرح آپ نے یہاں امام کے فتویٰ کو چھوڑ کر کے ان سے ایک غلطی ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ کی تحفظ ناموس رسالت کا آپ نے ساتھ دیا ہے، گھروں کو چھوڑ دیا، مکتب کو چھوڑ دیا، فتووں کو چھوڑ دیا، اور میدان میں نکل آئے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کے لیے اسی طرح باقی معاملات میں بھی مسلمان کا حق ہے کہ اگر انسان سے غلطی ہو جاتی ہے، کوئی بات نہیں، غلطی کو نہیں لیا جائے گا۔

بلکہ صحیح مؤقف کو لیا جائے گا، چاروں اماموں میں سے تین اماموں کا فیصلہ کہ جو نبی ﷺ کو گالی دیتا ہے، وہ واجب القتل ہے، علمائے کرام میں سے میں اپنی ہسٹری میں تین مثالیں رکھوں گا۔

بھائیو!

الحمد اللہ ثم الحمد للہ، سب سے جو بڑا دفاع کیا، رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا، وہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کیا، ویسے تو بڑے بڑے لوگوں نے کہا، لوگوں کیسے کیا؟ کیسے کیا، آپ حیران ہوں گے، مجاہدین اپنے اپنے دور کے آئے، اللہ کو پیارے ہو گئے، جانوں کے نذرانے پیش کر کے چلے گئے، آج وہ میدان میں کھڑے ہو کے خود جواب نہیں دے سکتے،

کسی کی گردن نہیں اتار سکتے۔

لیکن جو کام ابن تیمیہ ؒ کر گئے، صاحب سیف بھی بنے، صاحب قلم بنے، تلوار پکڑ کے میدان میں بھی گئے، اس قلم کی نوک سے وار کر گئے، اسلحہ ایسا دیا، امت مسلمہ کو عسائر المسون لکھی، عسائر المسون کتاب لکھی، رسول اللہ ﷺ کے خلاف بولنے والوں کے بارے میں سزا اور اس کے بارے میں کتاب وسنت کے دلائل لکھے۔

پوری دنیا کے اندر شرق وغرب میں جہاں بھی رسول اللہ ﷺ کی عزت پہ کوئی انگلی اٹھائے گا، اس انگلی کے جواب کے لیے دفعا کے لیے عسائر المسون میں مواد اسلحہ موجود ہو گا۔ کوئی خطیب، کوئی عالم، کوئی داعی، اس کو لے کر کے مقابلہ کر سکتا ہے۔

اور بھائیو!

دوسرا کام اللہ قبر منور کرے، قاضی عیاض کی، قاضی عیاض ے الشفاء لکھی، یہ بھی کتاب ہے،

بھائیو!

میرے اور آپ کی لائبریری میں ہونی چاہیے، اگر ہم سچے محبت ہیں، رسول اللہ ﷺ کے اور آپ ﷺ کی ناموس کے لیے مرنے والے، تو میں اس گھر کو خالی سمجھتا ہوں، جس گھر کے اندر ابن تیمیہ کی سائر المسون نہیں، جس گھر میں جو ہے، امام عیاض قاضی عیاض کی الشفاء نہی ہے، حقوق مصطفیٰ ﷺ پہ لکھی گئی،

انہوں نے اس کتاب میں ایک جملہ لکھا تھا، اس قوم کو دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں کہ جن کے نبی ﷺ کو گالی دے دی گئی، اس قوم کو دیا میں رہنے کا حق نہیں ہے، جن کے پیغمبر ﷺ کو گالی دے دی گئی ہو،

اور بھائیو!

تیسرا قرض اتارا، میری اور آپ کی جماعت کے سرخیل، اللہ قبر منور کرے، کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، جناب ثناء اللہ امرتسری ؒ نے، انہوں نے جب لاہور سے

رسول اللہ ﷺ کی عزت پہ حملہ کیا گیا اور محبوب ﷺ کے بارے میں رنگیلا رسول ﷺ کتاب لکھی گئی اور معاذ اللہ، آپ ﷺ کو سیکس کا رسیا اور عورتوں کا دلدادا دکھایا گیا،

تو اس کے مقابلے میں جناب ثنا اللہ امرتسری نے بہت بڑی جو ہے، شائستگی کے جواب لکھا، مقدس رسول ﷺ کیا لکھا؟ آپ کے گوجرانوالہ کو اعزاز ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو یہاں سے کئی مرتبہ درجات سے چھاپا ہے، وہ کتاب بھی اگر ہمارے گھر میں نہیں تو ہم فانی ہیں، وہ جواب لکھی جو قیامت تک کے لیے میرے محبوب ﷺ کے بارے میں بولنے والوں کے دانت کھٹے کرتی رہے گی اور جواب دیتی رہے گی۔

اور حضرات!

یہ وہ کتاب ہے جس کے مقدمے میں تقریر میں بریلوی علماء نے، دیوبندی علماء نے، حنفی علماء نے بھی اعتراف کیا، مقدمے میں، تقریر میں لکھا کہ پوری امت پر قرض تھا، نبی پاک ﷺ کے دفاع کا، اور آپ ﷺ کی حرمت جو ہے، اس کی تحفظ کا، جس کا بیڑا اگر اٹھایا تو ایک اہل حدیث علماء جناب ثناء اللہ امرتسری نے، لکھ کے پوری امت کے سر سے قرض اتار دیا، یہ کتاب آپ دیکھیں، اس کے مقدمے میں دیکھ سکتے ہیں،

بھائیو!

اسی کے میں یہاں تین مجاہدین کا بھی ذکر نہ کریں، تو تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی تاریخ مکمل نہیں ہوگی، پہلے محمد بن مسلمہ غازی، جو غازی بن گئے، اللہ اکبر، کعب بن اشرف کو انجام میں پہنچا کے آئے، ہم آج اس حال کی طرف سے، سب مل کے کہیں، رضی اللہ عنہ، اللہ اس سے راضی ہو جا، اللہ نے راجی ہونے کے اعلان کر دیئے۔ لیکن ہم اپنی دعا کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔

بھائیو!

دوسرے غازی کو علم دین شہید، لاہور، اللہ اس کی قبر کو منور فرما دے، اور جنت کے باغیچوں میں سے باغیچہ بنا دے، اس نے بتایا کہ ان لوگوں کا حل اس انداز میں بھی جواب

ہوتا ہے،

حضرات!

غازی علم دین، دنیا کی نظر میں بظاہر اس وقت غازی بنا، بعد میں جو ہے، اللہ کو پیارا ہو گیا، جانا تو سب نے ہے لیکن قیامت تک کے لیے جب وہ اس تحریک کا ذکر آئے گا، اس غازی علم دین کا نام آئے گا۔

اور بھائیو!

تیسرا، تیسرا عامر چیمہ، اگر اس کا میں آج ذکر نہ کروں، تو یہ غلط ہو گا، تحریک اور اس کے حصے کی وفا اور اس کو سلام نہیں ہو گا، کان جو ہیں، ان علاقوں میں رہ کے یورپ کی ظلمتوں میں رہ کر کے ایک دنیاء اور بظاہر طالب علم ہو کر کے ناموس رسالت ﷺ کے لیے جو ان سے ہو سکا، اس نے کر دکھایا، اس کے لیے جان بھی گئی تو نذراہ پیش کر دیا۔

حضرات!

یہ تاریخ پیش کرنے کے بعد میں تین بادشاہوں کا تذکرہ کرنا چاہتا تھا، لیکن میرا ٹائم جو ہے، وہ شارٹ ہے، مکمل ہو رہا ہے، میں اس وقت آپ کو حال کو کاموںکی کو جو کہنا چاہ رہا ہوں کہ اب ہم کریں کیا، دشمن نے تو یہ کام کر دیا ہے، سب سے پہلے میں تحسین پیش کرتا ہوں اور سلام پیش کرتا ہوں، ان نوجوانوں کو جن کو حقیر سمجھ کے لوگ پھینک دیتے ہیں۔

یہ نیٹ پہ بیٹھے نوجوان، بھائیو، ٹھیک ہے، نیٹ کا میدان بڑا وسیع ہے۔ انٹرنیٹ کا وہ ایک جال بکھرا ہوا، لیکن سب سے پہلے یہ خبردار کس نے کیا، ان نوجوانوں نے کہ جو راتوں رات پوری پوری رات جاتے تھے، نیٹ پہ بیٹھے تھے، فیس بک کو بے شک اچھے اور برے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے تھے لیکن ان کو اس خبرداری اور پھر خصوصاً انہوں نے جو کام کیا، اس کو وہاں پہ روکنے کے لیے جتنا بھی ان سے ہو سکا، میں اس کے لیے ان کو داد بھی دیتا ہوں، تھپکی بھی دیتا ہوں اور ان کو سلام بھی پیش کرتا ہوں،

اور آج بھی نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ اس کی پوری خبر رکھی جائے، اس میدان میں نیٹ

ہیکر بن کے جتنے کام ہو سکتے ہیں، اس کے لیے دیواریں کھڑی کی جاسکتی ہیں۔ وہ ہم کریں، یہ ہمارا جواب، ہماری ذمہ داری ہے، میں سب سے پہلے حکمرانوں کو کہوں گا کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت کے بارے میں صرف اتنا نہیں ہے کہ دو ان کی پابندی لگا دی گئی۔

اسلامی غیرت کو اہمیت کا ثبوت دیں، ساری طاقت اور قوت عزت رسول ﷺ پہ نچھاور کر دیں، اور یورپ کو کہیں، جس طرح باقی ملزم مانگے جاتے ہیں، کہ اس کے مجرم ہمارے حوالے کیے جائیں، نہیں تو آج سے ہمارا تمہارے ساتھ اعلان جنگ ہے، دنیا تو ویسے حالت جنگ میں ہے، مر تو ویسے بھی رہے ہیں، کٹ تو ویسے بھی رہے ہیں۔

لیکن وہ زندگی، وہ قوم کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ کی بات کے لیے، عزت کے لیے، اگر نچھاور کر کے مر جائیں گے، تو یہ ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا، ان شاء اللہ، اور غیرت ایمانی، آج موقع ہے، ہم اپنی ذات کے لیے زرداری کے بارے میں کوئی برا؟؟؟ لکھیں، قانون بنا لیتے ہیں، ہم جو ہیں، اپنے بارے میں، عدالتوں کے بارے میں کہ توہین ہوگئی ہے، عدالت کی،

اور یارو!

پوری کائنات کے امام کی توہین ہوئی ہے، ہماری مملکت خداداد، مملکت اسلامیہ، اسلامی جمہوریہ پاکستان، کلمے کی بنیاد پر جو ہے، اٹھنے والی حکومت سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ یہ قدم لے اور چھپن ممالک کو بلا کے متفق فیصلہ کرے، سفارشی تعلقات جو ہیں، ان کو منقطع کریں، سفارتی بائیکاٹ جس طرح وہ ہم سے کرتے ہیں، ہم ان سے کریں، وہ ہمیں پابندیاں لگاتے ہیں، ہم ان پہ پابندیاں لگائیں۔

حضرات!

ان شاء اللہ، اگر الکفر ملت ناول شائع کرتا ہے، ڈائجسٹ شائع کرتا ہے، کہانیاں بناتا ہے، کیا میرے محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے وہ پہلو پرنٹ کر کے دنیا کے اندر اخبارات میں جرنلز میں، میگزین میں، نہیں شائع کیے جاسکتے کہ جس میں بتایا جائے کہ جو

ظالم کہتے ہیں، میرے آقا ﷺ ایسے نہیں تھے، ہمارے محبوب ﷺ تو امن والے، امن والے، چین والے، سکون والے،

حقوق کا خیال رکھنے والے، عورتو کو عزت دینے والے انسانیت کی وج ہے، فلاح و بہبود کرنے والے تھے، اسی طرح الیکٹرونک میڈیا جہاں اتنے بڑے بڑے جو ہیں، دنیا کے نظارے پیش کرتا ہے، انٹرویوز کرواتا ہے، اینکرز کو بٹھاتا ہے، ٹیبل ٹاک کرواتا ہے، مباحثے کرواتا ہے، وہاں میرے محبوب ﷺ کے حوالے سے اس کے اوپر جو ہیں، چینل دن کے اندر ایک گھنٹہ ڈیلی رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص نہیں کر سکتے ہیں۔

بھائیو!

ہو سکتا ہے، ہم ہی لوگ ہیں، یہ میڈیا ہمارا ہے، ہمارے ہاتھ میں ہے، اسی طرح میں انٹرنیٹ پہ بیٹھے نوجوان بچے بچیوں کو، اپنے دوستوں اور بھائیوں کو کہوں گا، کمپیوٹر استعمال کرنے والے یا اسی طرح موبائل استعمال کرنے والے کہ اگر آپ کے پاس نیٹ کی سہولت ہے، اس کے اوپر رسول اللہ ﷺ کی صحیح سیرت کو پہلے سیکھیں اور اس کو عام کریں،

کہ ہمارے محبوب ﷺ کا کردار کیا تھا، کریکٹر کیا تھا، شکل کیا تھی، صورت کیا تھی؟ آپ ﷺ کے انداز کیا تھے، رویے کیا تھے؟ اخلاقیات کیسی تھیں؟ اور اگر میرے پاس وہ نہیں ہے، تو کم از کم میں میسج کی جو فری سروس رکھتا ہوں، ڈیلی رسول اللہ ﷺ کے لیے سو میسج خاص کر دوں کہ آج میں نے آپ ﷺ کی ایک حدیث جو ہے، بھیجنی ہے، ایک آپ ﷺ کی شکل اور صورت کے حوالے سے آپ ﷺ کا چہرہ کیسا تھا؟

چلنا کیسا تھا؟ اٹھنا بیٹھنا کیسا تھا، آپ ﷺ کے تعلقات کیسے تھے؟ رشتے داریاں کیسی تھیں، آپ ﷺ جو عزت دار کتنے تھے، باحیاء اور باوقار کتنے تھے؟

حضرات!

یہ موبائل میسجنگ میں نہیں ہو سکتا، ہاں ہم کریں، جتنی ہماری ہمت ہے، چلیں اسی طرح میں وکلاء اور ججز کو کہوں گا کہ اپنی عزت کے لیے عدالت کے لیے عدلیہ کے لیے آپ سڑکوں

پہ آئے، جوتے کھائے، ماریں کھائیں، روڑے کھائیں، اینٹیں کھائیں، محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے جو ہے، وکالت نہیں کی جا سکتی، ججمنٹ جو ہے، بذات خود نوٹس لے کے چھوٹے چھوٹے معاملوں کے اوپر جو ہے، یہ بذات خود جناب عدلیہ نے جو ہے،

وہ نوٹس لے لیا، رسول اللہ ﷺ کی ذات کے حوالے سے نوٹس لے کے اس مسئلے کو جو ہے، چیلنج نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح میں علماء کو کہوں گا، کہ جہاں جہاں بھی ہیں، خطبات میں، بیانات میں، جلوس میں، بات میں، لیکچرز میں، محاورات میں، رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنی خدمت پیش کریں،

میں اساتذہ سے کہوں گا، سمر کیمپ میں اس وقت چھٹیاں ہیں، اسی طرح کالج میں، سکولوں میں، جہاں جہاں ان کے طالب علم ہیں، ان بچوں کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے کوئی پروگرام رکھ کے محبوب ﷺ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ آگہی پیش کی جائے، علم دیا جائے، کیونکہ ہم اس وقت ٹوٹل انحصار میڈیا پہ ہے جو کہہ رہے ہیں، کہے جا رہے ہیں، جنگل انٹرنیٹ، جنگل کے اندر ہم اپنا جال بچھا دیں،

اپنے میڈیئے کا، اپنے بچوں کو بتائیں، نوجوان نسل کو بتائیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ ایسے تھے، اسی طرح ناظرین جو ہیں، وہ کتابیں شائع کریں، صحیح سیرت رسول ﷺ کو پیش کریں، آ سیرت النبویہ ﷺ جو ہیں لے کے آئیں، وحی المقتوم کو عام کر دی، رحمت اللعالمین جس میں میرے اور آپ ﷺ کے نبی ﷺ کا نقشہ کھینچا گیا، وہ لائیں، عوام احتجاج اور ہڑتال میں بھی حصہ لیں۔

لیکن وہ ہڑتال اور احتجاج ایسا نہ ہو کہ اپنے ہی مسلمان نبی ﷺ کی عزت کرنے والے، کلمہ پڑھنے والے، بھائی کے جاتے ہوئے دوکان کے شوکیس توڑ جائیں یا ان کی لائٹیں ان کے بورڈ خراب کر جائیں، یا ان کی گاڑیوں کو آگ لگا جائیں۔ آج اس طرح کا پرامن احتجاج کریں کہ دنیا کو پتہ چلے کہ ان کے ہاں ایک امن ہے، ایک سلیقہ ہے، ایک ڈسپلن ہے، ایک انتظام و انصرام ہے، ایک اتفاق اور اتحاد ہے،

آواز کو اٹھانا بھی ہے لیکن اپنے منہ پہ چپیٹے مار کے نہیں، اپنے آپ کو لہولہان کر کے نہیں، اپنوں کی عملات کو آگ لگا کے نہیں، اپنے ہی شہر کے اشارے توڑ کے نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کو سمجھتے ہوئے، اسی لیے میں آخر میں اپنے سیاسی نمائندوں سے بھی کہوں گا، آپ نے اپنی عزتوں کے لیے کیا کچھ نہیں کیا ہے، کیا کچھ نہیں کیا ہے؟

پیغمبر ﷺ کی عزت کے لیے، پارلیمنٹ میں آپ کو اللہ نے موقع دیا ہے، آپ وہاں بھی آواز اٹھائیں، جہاں اپنے حلقوں میں ہیں، لوگوں کو بیدار کریں، جہاں جہاں آپ کا اثر ورسوخ ہے، وہاں کام کریں، اسی طرح وزارت داخلہ و خارجہ سے بھی یہ کہوں گا، آپ نے بڑے بڑے چیلنج کو قبول کیا، مقابلے میں تقریریں کیں، کبھی کس حوالے سے، خارجہ پالیسی و داخلہ پالیسی کو، محمد رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی بیس کے اوپر کھڑا کر دیا جائے۔

ان شاء اللہ العزیز پھر ہم دیکھیں گے، اور میں آخر میں کہہ دوں،

﴿اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ﴾ (الکوثر:۳)

کا پیغام ہے کہ گستاخوں کے نشان مٹ گئے، نہ فرعون رہا، نہ آل فرعون رہی، نہ نمرود رہا، نہ آل نمرود رہی اور نہ جو ہے، اسی طرح ہامان رہا نہ آل اس کی رہی، نہ قارون رہا، ہ آل قارون رہی،

﴿تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ (اللھب:۱)

کا پیغام یہ ہے کہ جس نے نبی ﷺ کی نہ مانی، نافرمانی کی، گستاخی پہ اتر آیا، نہ اس کی ذات رہی، نہ بات رہی، نا نام رہا، نہ کام رہا، نام رہا بھی تو جوتیوں سے کٹوایا، نہ وہ اس کا مال رہا، ننہ دولت رہی، نہ حکومت رہی، نہ سلطنت رہی، نہ بیوی رہی، نہ آل رہی، اولاد رہی نہ ابوجہل رہا، نہ ابولہب رہا، نہ عتبہ رہا، شعبہ رہا،

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

میرے محبوب ﷺ کے بارے میں برے لکھے والے، بولنے والے کارٹون بنانے والے،

انجام ظالموں کا اپنی نظر میں رکھ
شاید کہ تیرے ہات سے تلوار گر پڑے

میں حال سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، جذباتی فیصلہ نہیں کہ ہم متفق ہیں، اپنے اپنے میدان میں، جہاں کہیں بھی ہیں، ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی ناموس کے لیے، عزت کے لیے جو ہمارا کردار ہے، ادا کریں گے۔

گاڑی میں ہر پرزہ اپنی جگہ پہ چلے تو چلتی کا نام گاڑی ہوتا ہے،

ان شاء اللہ، مالک کی توفیق کے ساتھ، اللہ ہمیں طاقت دے، ہمت اور توفیق دے، اور ہماری مدد فرما۔

وما توفیق الاباللّٰہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توحید

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

گوجرانوالہ کے زندہ دل بزرگو! شیر دل نوجوان بھائیو!
پھل دل ننھے منھے ساتھیو!
ممتا سے لبریز نرم دل اسلامی ماؤں بہنوں!

ہر کلمہ گو کا ایمان ہے کہ اللہ رب العزت سب سے بڑے ہیں، اللہ اکبر، اللہ رب العزت کی کرسی کی وسعتیں زمین و آسمان سے زیادہ، زمین اور آسمان کے کناروں کو، جن و انس پھلانگ نہ سکے، کراس نہ کر سکے، اور جس عرش پر رب مستوی ہیں، اس عرش کے مقابلے میں کرسی ایک چھوٹے سے کڑے اور رنگ کی طرح۔

پھر وہ رب اکبر اس کے بارے میں یہ سوچنا کہ کتنا بڑا ہے، یہ نظروں کا کام نہیں،

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ (الانعام:۱۰۳)

میری اور آپ کی سوچ کے بالاتر اس رب اکبر نے اپنی کبریائی کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ پیغام دیا،

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ (المدثر:۳)

محبوب ﷺ تمہارے رب اکبر کو دنیا چھوٹا بنانے کی کوشش کر رہی ہے، تم اس کی حقیقی کبریائی کو دنیا کے سامنے اجاگر کرو، یہ پیغام نیا نہیں تھا، اللہ رب العزت نے جس بھی پیغمبر کو بھیجا، علیہ السلام، وہ اللہ کی ربوبیت، اس کے اسماء اور صفات اور پر وحدہٗ لاشریک کی الوہیت کا پیغام لے کر کے اس دنیا میں آیا،

﴿مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ﴾ (الانبیاء:۲۵)

ایک ہی دعوت کہ لوگو، تمہارا رب جو ہے، وہ ایک ہے، سورۃ الانبیاء اور اسی طرح سورۃ الاعراف کے اندر بے شمار انبیاء کا نام لینے کے بعد اللہ نے ان کی دعوت کو بیان کیا، نوح علیہ السلام آتے ہی اعلان کیا،

﴿یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ﴾ (الاعراف:۵۹)

اے میری قوم! اللہ کی بندگی میں اپنی زندگی گزارو،

﴿مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ﴾ (الاعراف:۵۹)

تمہارے لیے اس کے علاوہ کوئی اور الٰہی نہیں ہے، ہود علیہ السلام آئے، تو یہی دعوت، صالح علیہ السلام ، شعیب علیہ السلام، اور محمد رسول اللہ ﷺ کی باری آئی، تو یہی پیغام اور تاجدار الانبیاء ﷺ کانفرنس سے اہل حدیث کے اسٹیج سے یہی پیغام اہل گوجرانوالہ کو دیا جاتا ہے،

لوگو! تمہارا رب ایک ہے، خالق و مالک ایک ہے، وحدہ لا شریک ہے، جو اس کو اپنائے اور ایک رب سے مدد مانگے، اور اس کے در پہ جھکے، وہ مواحد، وہ مومن، وہ مسلم اور جو رب کے در کو چھوڑ کے، در در کی خاک چھانے، اپنا جو مرضی نام رکھ لے، وہ کائنات کے رب اللہ کی کلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی روشنی میں اس دنیا کا مشرک ہے۔

جب تک وہ اس سے باز نہیں آتا، اس کا رب بھی، اس سے ناراض، دنیا بھی برباد، اور اس کی عقبیٰ بھی جو ہے، ضائع ہوگئی۔

حضرات!

آج کی گفتگو میں ان شاء اللہ العزیز ہم اسی پیغام کو آگے بڑھا رہے ہیں، میری گفتگو اپنے ٹائم میں تین حصوں میں تقسیم ہوگی، پہلا حصہ اللہ رب العزت کی توحید کیا ہے؟ دوسرا حصہ، کیا توحید کا دعویٰ کر لینے سے یا نام رکھ لینے سے توحید کی نعمت مل جاتی ہے؟ اور پھر آخری حصہ، ہمارے معاشرے کا جو اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہے، کہ جرم کو جرم نہیں سمجھا

جا رہا، اس کا حل اور حقیقت،

میرے بھائیو!

نبی کریم ﷺ کا نام ہر کوئی لے گا، لیکن آقا ﷺ کا طریقہ

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ﴾ (یوسف:۱۰۸)

پیغمبر ﷺ صراط مستقیم پر آقا ﷺ کا صراط مستقیم کہا، نبی کریم ﷺ کی رہنمائی کیسی؟ آپ ﷺ کا طریق کیسا؟

﴿اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف:۱۰۸)

کہ اس دعوت کی التجاء بھی، اللہ کی طرف بلانے پر، اور اس دعوت کی انتہاء بھی، ایک اللہ کی دعوت اور اس کی طرف بلانے پر،

﴿عَلٰى بَصِيْرَةٍ﴾ (یوسف:۱۰۸)

یہ دعوت، یہ پیغام، قصوں پر نہیں، کہانیوں پر نہیں، ٹوٹکوں پر نہیں، لطیفوں پر نہیں، من بہلانے کی باتوں پر نہیں،

﴿عَلٰى بَصِيْرَةٍ﴾ (یوسف:۱۰۸)

کامل یقین پر ہے،

((علی وجهی البصیره))

ہے،

((علی الیقین والبرهان))

ہے، وحی اور دلیل اور برہان ہے،

﴿عَلٰى بَصِيْرَةٍ﴾ (یوسف:۱۰۸)

﴿اَنَا﴾ (یوسف:۱۰۸)

یہ طریقہ پیغمبری بھی ہے،

﴿وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾ (یوسف:۱۰۸)

اور قیامت تک کے لیے جو پیغمبر ﷺ کی اتباع کرنے والے ہیں، ان کا بھی ہے،

﴿وَ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ﴾ (یوسف:۱۰۸)

اگر کوئی اللہ کا نام لے کے پھر شرک کرلے، اللہ کی دعوت کا عنوان لگا کے پھر اللہ سے شراکتیں ٹھہرائے، مالک کا شریک بنائے، اللہ ان نزاکتوں سے پاک ہے،

﴿وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾ (یوسف:۱۰۸)

پیغمبر ﷺ کے صراط مستقیم کی دعوت تب تک مکمل نہیں ہوتی، جب تک مشرکین سے اظہار برأت نہیں ہوتا۔

سات باتیں سمجھائیں، پہلی بات،

﴿اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ﴾ (الانعام:۱۰۶)

محبوب ﷺ آپ نے بھی اپنی من مرضی نہیں کرنی ہے، اسی کی پیروی کرو، جو آسمان سے وحی آئی ہے، اور وہ وحی کا پیغام کیا ہے؟

﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (الانعام:۱۰۶)

ایک اللہ، ایک الٰہی، ایک معبود، ایک حاجت روا، ایک مشکل کشا، ایک رب، ایک مالک اور دوسرا پیغام،

﴿وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾ (الانعام:۱۰۶)

مشرکین کی باتوں میں آ کر کے یہاں دنیا کے اندر ان جیسے رویے نہیں اپنا لینے ہیں، بلکہ ان سے اعراض کیجئے،

تیسری بات،

﴿وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشۡرَكُوۡا﴾ (الانعام:۱۰۷)

ان پہ اڑنے کا فائدہ نہیں، تمہارا رب چاہتا، گوجرانوالہ کے مشرکین کو ریموٹ کنٹرول بنا دیتا، یہ ظالم کسی اور کے در پہ جھکنا چاہتے، اللہ ان کی کمر کے بینڈ سیدھے رکھتا، سریے ڈال دیتا، یہ جھک نہ سکتے، گردنیں سیدھی، کر دیتا، جو کسی اور کے در پہ جھکنا بھی چاہیں، تو نہ جھک

سکیں، لیکن تمہارے رب نے،

﴿اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا﴾ (الدھر:۳)

آزمانا جو ہے،

اور چوتھی بات:

﴿وَ مَا جَعَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا﴾ (الانعام:۱۰۷)

محبوب ﷺ ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کے نہیں بھیجا،

پانچویں چیز:

﴿وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ﴾ (الانعام:۱۰۷)

ہم نے ان کی وکالتیں کرنے کے لیے آپ کی ذمہ داری نہیں لگائی ہے،

چھٹی بات:

﴿لَّسۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِمُصَيۡطِرٍ﴾ (الغاشیہ:۲۲)

نہیں مانتے، ہم نے ڈنڈا لے کر کے زبردستی منوانا بھی نہیں ہے۔

اور ساتویں بات:

﴿وَ مَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ﴾ (یس:۱۷)

آپ ﷺ کی ذمہ داری یہ ہے کہ بیان کو واضح کر کے کھول کھول کے دلائل کے ساتھ، بیانات کے ساتھ، عدل کے ساتھ، ان کو سنا دیجیے، مان جائیں تو ان کی بہترین، نہ مانیں تو محشر کا میدان سامنے ہیں۔

حضرات!

اس کے بعد پیغمبر ﷺ نے جو توحید کی دعوت دی ہے، علیہ السلام، اللہ نے اس کے اوپر پانچ بڑی گواہیاں قائم کر دیں، دنیا کا کوئی مشرک، کوئی کلمہ پڑھ کر کے پھر شرک کرنے والا، اگر اس دنیا میں دعویٰ کرے گا، اللہ کی کلام اس کا رد کرے گی، اللہ ایک ہے، وحدہ لاشریک ہے

پہلی گواہی اللہ کی اپنی گواہی ہے،

﴿شَهِدَ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:۱۸)

لوگو! دنیا بڑی بڑی گواہیاں لے کر کے آئے، دلیلیں لے کر کے آئے، تمہارے لیے مواحدوں، اے مواحدین کی جماعت، اہل حدیث کی جماعت، لا الہ الا اللہ کے حقیقی نمبرداروں، تمہارے لیے دلیل میں، تمہارے رب کی گواہی کافی ہے۔

ساری دنیا کہے، اور بھی در اور بھی مقام، مشکل کشا اور بھی، داتا، حاجت روا اور بھی، تمہارے رب کی گواہی اکیلی کافی ہے، دوسری گواہی،

﴿وَ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ (آل عمران:۱۸)

فرشتوں کی گواہی، تیسری گواہی، منصف مزاج اہل علم کی،

﴿وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ﴾ (آل عمران:۱۸)

اللہ کی کتاب کہتی ہے، ہر عالم جو ہے، وہ

﴿قَآئِمًا بِالْقِسْطِ﴾ (آل عمران:۱۸)

نہیں ہے، صرف وہ کہ جو انصاف کا ترازو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے، دلیل کو ماننے والے، کتاب اللہ کو سمجھنے والے، سمجھ کر کے لوگوں کو حق بتانے والے، حق کو قبول کرنے والے، اور اس کا اظہار کرنے والے، وہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک اکیلے ہیں، کوئی ان کا ساجھی نہیں ہے۔

حضرات!

چوتھی گواہی، پھر اللہ نے اپنی گواہی دی ہے،

﴿قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ﴾ (الانعام:۱۹)

اس کے بعد اللہ نے خود قرآن مجید کی گواہی،

﴿وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ﴾ (الانعام:۱۹)

لوگو! قرآن بھرا ہوا، اس کو پڑھ کر کے دیکھو، عمل ہے، دعوت ہے، اللہ ایک ہے، وحدہ لاشریک ہے، کوئی ساجھی نہیں،

﴿لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ﴾ (الانعام:۱۹)

لوگو، محمد رسول اللہ ﷺ کا انداز اور اخلاق بھی یہ دلیل ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اس کے بعد قبل اس کے کہ ہم آگے بڑھیں، اللہ کی کلام سے کہ جو اللہ کے در کے علاوہ کسی در پر سر کو جھکائیں، اللہ کے علاوہ کسی سے مدد مانگیں، رب کے علاوہ کسی کے سامنے جھولی پھیلائیں، دنیا اس کے بارے میں جو مرضی کہے،

آسمان والے رب کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ دنیا کا بدنصیب انسان، اس کائنات کا بدترین انسان اور شرک میں مبتلا انسان ہے۔

حضرات!

پہلی دلیل، اللہ فرماتے ہیں،

﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ﴾ (النمل:٦٠)

آسمانوں کو رب کے علاوہ، اگر کوئی اور بنانے پر قادر ہے، گوجرانوالہ کے لوگو، زیادہ نہیں ہے، ایک مربع میٹر کا ٹکڑا آسمان کا جو میٹرٹیل ہے، وہ بنا کر کے کائنات میں کوئی مائی کا لال دکھا دے، اہل حدیث اس کے در پر اپنا سر جھکا دے گا۔ لیکن یہ نہیں ہو گا قیامت تک۔

حضرات!

دوسری دلیل:

﴿وَ الْاَرْضَ﴾ (النمل:٦٠)

زمین قبروں کے نیچے جاؤ، پوری کائنات کے کملی والوں کو بلا کے کہو، زیادہ نہیں، ایک بالشت جگہ، جس طرح آسمان والے رب نے زمین کی بنائی ہے، اسی زمین بنا کر کے دکھا دیں، اگر بنا سکتے ہیں، میدان میں اتریں، اگر نہیں بنا سکتے تو پھر لوگو، وہ تمہارے الٰہی نہیں ہیں، مشکل کشا نہیں، وہ حاجت روا نہیں، جو زمین بنانے والے کو حاجت روا مانتا ہے، وہ مواحد ہے جو اس کے علاوہ کسی اور کے در پہ جھکتا ہے، وہ مشرک ہے۔

اللہ فرماتے ہیں،

﴿وَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ (البقرہ:۲۲)

لوگو، آسمان سے پانی اتارے تو تمہارا رب اتارے، آؤ، دنیا کے اندر کوئی ایک مائی کا لال ایسا ہے، جو آسمان سے بارش برسا دے، نہیں برسا سکتے، راوی سوکھ گیا ہے، پیاسا ہے، اس سے ریتیں اڑ رہی ہیں،

حضرات!

راوی گندہ نالہ بن چکا ہے، چناب جو ہے، خشک پڑا ہے، جہلم سسکیاں لے چکا ہے،

حضرات!

سندھ بھی اس وقت آخری لمحات پر ہے، اگر یہ ان کے ہاتھ میں ہوتا، پاکستان کے اتنے بڑے بڑے بزرگ جن کے دروں کے اوپر سر جھکائے جاتے ہیں، ان کو خشک نہ ہونے دیتے، رب بتاتا ہے، میرے ہاتھ میں ہے،

﴿فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهۡجَةٍ﴾ (النمل:۶۰)

حضرات!

دنیا میں اگر کوئی باغات کو لگا سکتا ہے، بنا سکتا ہے، آئے میدان میں، اگر نہیں تو ایک اللہ، اگر نہیں تو ایک اللہ جو ایک اللہ کے در پہ جھکے، وہ موحد، جو اس کو چھوڑے، اور یہ عقیدہ رکھے، ایسے شخص کے در پہ جو باغ لگانا تو دور کی بات،

﴿مَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَهَا﴾ (النمل:۶۰)

ایک درخت بھی، وہ اس دنیا میں اگا نہیں سکتا، اگر رب نہ چاہے، پوری کائنات کے بزرگ لے آؤ، والی لے آؤ، ولی لے آؤ، مرضی والے لے آؤ، قطب لے آؤ، ابدال لے آؤ، اپنے لے آؤ، بیگانے لے آؤ، مشرق سے مغرب تلک، شمال سے جنوب تلک لے آؤ، ایک درخت تو دور کی بات، اس کی ایک ڈالی بنا کر کے دکھا دیں، تو ٹھیک، اگر نہیں تو اللہ فرماتے ہیں،

﴿ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ (النمل:۶۰)

گوجرانوالہ کے لوگو! یہ کام کوئی کر سکتا ہے، اگر نہیں کر سکتا، تو پھر رب کے علاوہ کسی اور کے در پہ تمہارا سر جھکا تو کیوں جھکا؟ مالک فرماتے ہیں، وجہ یہ ہے،

﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُوْنَ﴾ (النمل:٦٠)

تمہارے لوگوں کی الائمنٹ خراب ہو چکی، اس جانور کی طرح کہ جو ریڑھی میں جوتا جائے تو ایک طرف کو کھینچ کے لے جائے، مالک اس کے کان پہ مارتا ہے، ڈرائیور جانتے ہیں، گاڑی کی الائمنٹ خراب ہو، سفر لمبا ہو، کہیں نہ کہیں کھینچے گی، پہلے الائمنٹ کروائیں گے،

حضرات!

سفر لمبا ہے، رب کی جنتوں تک جانا ہے، اگر یہاں پہ انسان کی الائمنٹ خراب ہو گئی، صراط مستقیم پہ ہوتے ہوئے بھی دائیں بائیں کو کھینچ کے لے جائے گا، کسی کا مزار، کسی کا دربار، کسی کا در کہیں جا کے سر جھک جائے گا، اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنی الائمنٹ سیدھی کی جائے، اور وہ کتاب اللہ سے ہوتی ہے، یا سنت رسول اللہ ﷺ سے ہوتی ہے۔

اسی طرح اللہ ایک اور دلیل دیتے ہیں،

﴿اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا﴾ (النمل:٦١)

لوگو تمہارے پاؤں کے نیچے زمین کو اس وقت زلزلے سے بچایا، تو کس نے؟ ایک اللہ نے، کوئی اور ہے، تو لے کے آؤ،

﴿وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا﴾ (النمل:٦١)

زمینوں کو پھاڑ کے نہروں کو بنایا، تو کس نے؟ ہے کوئی مائی کا لال جو ایسا ہو لے کر کے

﴿وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ﴾ (النمل:٦١)

اور اس زمین میں پہاڑ گاڑے تو کس نے، ایک اللہ نے، کوئی اور ہے،

﴿وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا﴾ (النمل:٦١)

پانی کے اندر، سفید پانی میں، انڈے کے اندر، سفید پانی اور پیلے کے دریان حاجز، کس

نے ڈال دیئے، پیلا سفید میں نہیں جارہا، سفید پیلے میں نہیں جارہا ہے،

﴿ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ (النمل:٦١)

گوجرانوالہ میں اللہ کے علوہ کوئی اور ہے تو یہ چیزیں بنائے ہیں اوران کوروکے روکے ہوئے ہیں، اگر ہے تو لے کے آؤ، اگر نہیں تو پھر ذرا شرم کرو، جو ان کے دروں پہ جھکے، وہ شرک جو میرے در پہ آئے، وہ مواحد، اللہ فرماتے ہیں،

﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (النمل:٦١)

یہ غیروں کے در پہ جھکنے والے، یہ بے شک پی ایچ ڈی کر جائیں، ایم فل کر جائیں، ماسٹر ہو جائیں، یہ پوسٹ ڈاکٹریٹ کر جائیں، رہیں گے جاہل کے جاہل، رہیں گے اندھے کے اندھے، لاعلم رہیں گے، کتاب وسنت سے، اللہ فرماتے ہیں،

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ﴾ (النمل:٦٢)

حضرات!

((لا هذا القياد))

اللہ دلائل دے رہے ہیں، غم سے جو ہے، پریشانیوں کو دور کون کرتا ہے، پریشانیوں میں جواب کون دیتا ہے، زمین کے خلیفے کس نے بنایا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی اور الٰہی ہے، اللہ پوچھتے ہیں، تمہیں اندھیروں میں یہ کون بجھاتا ہے، لائٹ چلی گئی ہے، ماچس کی جگہ تک تمہیں کون پہنچاتا ہے؟

حضرات!

یہ کون ہے، جو مون سون کی ہواؤں کو تمہارے لیے خوشخبری بنا کر کے بھیجتا ہے،

اور یاد رکھو!

اگر کوئی اور نہیں ہے، اللہ فرماتے ہیں،

﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (الاعراف:١٩٠)

یہ ظالم اتنا کچھ جانتے ہوئے، پھر رب سے شرک کر رہے ہیں

بھائیو!

دلائل بہت زیادہ، لیکن ہم آگے بڑھتے ہیں، شریک کیسے ہوا، شرک کی ابتدا، محبت شرک کی ابتداء، عشق، عشق اور محبت میں جب غلو آ جائے، تو یہ غلو بسا اوقات انسان کو ادھر پھینکتا ہے، یا ادھر پھینکتا ہے، یہ شرک جو ہے، اس کی بنیاد بھی محبت میں غلو ٹھہری اور یہی گمان کہ میں ہدایت پر ہوں، اور یہ گمان ہدایت انسان کو ساری زندگی در ہدایت پہ نہیں آنے دیتا۔

اگر ایک آدمی کو پتہ ہو، میں نے لاہور جانا ہے، اور وہ جی ٹی روڈ پہ چڑھ کے اس طرف کو چل دے، لوگ اسے بتائیں، راستہ سیدھا ہے، اسے یقین ہو، الحمد للہ منزل کے قریب ہوگا، خود علم نہیں، بتانے والے بتا رہے ہیں، چڑھا ہے، اس طرف چل رہا ہے، لوگ کہتے ہیں، یہ لوہور نہیں ہے، منزل سے دور ہو رہے ہو، اگر سمجھ گیا، لوٹ آیا، یوٹرن لے لیا تو ٹھیک، نہیں تو اس کا ہر قدم اسے منزل سے دور کر دے گا۔

دنیا میں شرک کی مثال بھی ایسی ہے، اسے لاکھ سمجھایا جائے، وہ تو کہتا ہے، میں تو اس سے محبت کرتا ہوں، پیار کی بنیاد پر، میں اپنے علم کی بنیاد پر حقیقت یہ ہے کہ ایسے نہیں،

حضرات!

آئیں، ماضی کے کچھ مشرکین کو دیکھیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی نہیں آئے، آدم علیہ السلام کے بعد نوح علیہ السلام کی باری آئی، کل کے مشرک کا کیا حال تھا، نوح علیہ السلام نے کیا کہا، لوگو! تمہارا رب ایک الٰہی، ایک نوح علیہ السلام کے مشرکین نے کیا کہا، کہنے لگے، لوگو! پیغمبر کی نہ سننا، آج دنیا کہتی ہے، وہابیوں کی نہ سننا، وہابیوں کو کیوں نہ سننا، اس لیے کہ یہ پیغمبر کی بات کرتے ہیں، یہ اللہ کی بات کرتے ہیں، نوح علیہ السلام کو جھٹلایا۔

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ﴾ (نوح:۲۳)

لوگو! نوح علیہ السلام کی باتوں میں نہ آنا، کون ہے، وقت کا نبی ہے، پیغمبر ہے، اللہ نے چنا ہے، برگزیدہ ہے، دلیل ہے، وحی ساتھ ہے، وہ کہہ رہے ہیں، الٰہی ایک ہے، قوم کہہ رہی

ہے، نہ ماننا، تمہارے پاس پنجتن پاک ہے، نوح علیہ السلام کی قوم نے پنجتن پاک کا عقیدہ پیش کیا،

﴿وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا﴾ (نوح:۲۳)

ود کو مت چھوڑنا، سواعا کو نہ چھوڑنا،

﴿وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ﴾ (نوح:۲۳)

یہ یغوث تمہارے لیے ہے، یہ یعوق تمہارا ہے،

﴿وَنَسْرًا﴾ (نوح:۲۳)

یہ نسر تمہارا ہے، یہ پنجتن پاک تمہارے لیے کافی حضرات محبت ہے، ان کے بزرگ ہیں، ان کے وڈیرے ہیں، لوگ یہ کیسے اللہ کے مقابلے میں کھڑے کر دیئے گئے، ماضی کو دیکھئے، پانچ یہ چھٹی چیز جو ہے، عزیر کو اللہ کا بیٹا بنا دیا گیا،

یہ سورۃ التوبہ آیت نمبر تیس ہے، مسیح کو اللہ کا بیٹا بنا دیا گیا،

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ﴾ (التوبہ:۳۱)

آٹھویں چیز، انہوں نے اپنے اخبار کو جو ہے، الہٰی بنا لیا، اور رہبان جو ہس، ان کو پانا باس اور گاڈ بنا لیا،

﴿اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبہ:۳۱)

دسویں چیز مکہ کے اندر لات ہے، منات ہے، عزہ ہے، ہبل ہے، یہ مل کے تیرہ ہوئے، تین سو ساٹھ، ساتھ اور ہیں، مشرق کے اندر ماضی کی حالت یہ ہے، پیغمبروں کے آنے کے باوجود پینتیس کروڑ سے زیادہ الہٰوں کو دنیا چن چکی ہے، نام دے چکی ہے، معبود بنا چکی ہے، اس تاریخ کو دیکھئے، ساتھ کیا ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں، کہ ہم چھوٹے ہیں، مشرک کو اگر پتہ چل جائے کہ وہ جھوٹا ہے، وہ غلط ہے، تو دنیا میں کوئی مشرک نہ رہے۔

لیکن ہوا کیا، اللہ فرماتے ہیں،

﴿وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الزخرف:۳۷)

وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں، حالانکہ وہ سراسر ہاں غلطی پر ہیں،

﴿وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الزخرف:۳۷)

یہ سورۃ الزخرف ہے، دنیا کے اندر آ کر کے ان کی رنگینوں کو دیکھ کر کے، وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم حق بجانب ہیں، اللہ فرما رہے ہیں، نہیں ہدایت نہیں، ذلالت پہ نہیں،

﴿وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ﴾ (المجادلہ:۱۸)

اللہ کہتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دلیل پر ہیں،

﴿اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ (المجادلہ:۱۸)

رب کہہ رہے ہیں، گوجرنوالہ کے لوگو! اگر دلیل دیں، کتاب اللہ سے دلیل دیں، سنت رسول ﷺ سے شبہات کو لے کر کے آئیں، اور سمجھیں ہمارے پاس مبینہ اور دلیل ہے، برہان ہے، یہ امت امت توحید ہے،

﴿اَلَا﴾ (المجادلہ:۱۸)

خبردار!

﴿اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ (المجادلہ:۱۸)

جو اللہ وحدہ لاشریک کی توحید پر انگلی اٹھا کے شرک کی راہیں کھولے، لاکھ دلیلیں سمجھے، لیکن یہ جھوٹا ہوگا، آئیں، ایک حقیقت کو مانیں، گوجرانولہ کے لوگو، برے کو برا کہنا، اچھا نہیں لگتا، ظالم کو ظالم کہا جائے تو تڑپ اٹھتا ہے، جاہل کو آپ جاہل کہہ کے دیکھیں، لڑے گا، زانی کو زانی بولو، وہ اپنے بازو چڑھا لے گا،

بھانڈ کو کنجر کہلوانا اچھا نہیں لگتا، دیوس کو دیوس یا بے غیرت کہلوانا اچھا نہیں لگتا، جھوٹے کو جھوٹا کہیں تو غصہ کرتا ہے، کافر کو کافر کہیں تو برا لگتا ہے، مشرک کو مشرک کہیں تو تکلیف ہوتی ہے، اور یہ آج کی نئی بات نہیں ہے، اللہ فرماتے ہیں، کل کے مشرک نے ماضی کے مشرک نے وقت کے پیغمبروں کو جھوٹا کہا، وقت کے پیغمبروں کو بے وقوف کہا،

وقت کے پیغمبروں کو گمراہ کہا، گمراہ خود تھا، اور طعنہ پیغمبروں کو دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہم ہدایت پر ہیں، میں نہیں کہہ رہا، آپ کی طرف اللہ نے ہود علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے

کہا، لوگو اللہ کے علاوہ الٰہی کوئی نہیں ہے، ان کی قوم نے کیا کہا،

﴿اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ سَفَاهَةٍ﴾ (الاعراف:٦٦)

ہود تم جو ہے بات کر رہے ہو، تمہارا الٰہی ایک ہے، یہ بات تمہاری بے وقوفی کے اوپر دلالت کر رہی ہے، تم بے وقوف ہو،

﴿وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾ (الاعراف:٦٦)

ہم دیکھتے ہیں کہ تو جھوٹا ہے، وقت کے، کل کے مشرک نے پیغمبر کو کیا کہا، بے وقوف کل کے مشرک نے حق بجانب نبی کو کہا گیا، جھوٹا آج کا مشرک بھی وہی کے گا، ہم بعد میں دیکھیں گے، کل کے مشرک نے نوح علیہ السلام کو بھی کہا، جب انہوں نے دعوت دی، لوگو، تمہارا الٰہی ایک،

﴿قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ﴾ (الاعراف:٦٠)

ان کی قوم کے وڈیرے، بولے، امام بولے، سردار بولے، اور اپنے سر پر بڑے بڑے پگڑ رکھنے والے بولے،

﴿اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الاعراف:٦٠)

نوح تو تو گمراہی میں ہے، واضح گمراہی میں ہے،

حضرات!

چور مچائے شور، لگائے، زور میں نہیں، کوئی اور، اللہ اکبر،

آج گوجرانوالہ میں بھی دلیل دی جاتی ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بخاری شریف کی حدیث ہے، کہہ گئے ہیں، کہ میری امت اب شرک نہیں کرے گی، دنیا پوچھتی ہے، واقع تن حضرات روایت سنی ہے، سیدنا عقبہ فرماتے ہیں، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کتب احادیث میں سے ایک سوانتیس کتابوں میں سے موجود ہے،

((وای واللّٰهِ ما اخافُ علیکم ان تشرکوا بعد ولکن افافُ علیکم ان تنفسوا فیها))

بخاری کے اندر، مسلم کے اندر جامع الرسول ﷺ کے اندر اور بے شمار جو ہے، کتب احادیث میں یہ مختلف الفاظ کے ساتھ چھ مرتبہ وارد ہوئی۔

حضرات!

اس کو دلیل بنا کے آج کا مشرک بولتا ہے کہ نہیں، جو مرضی کرلو، شرک نہیں ہے، پیغمبر کہہ گئے ہیں، ڈر نہیں ہے، جب اصول فقہ پڑے گا، یا پڑھائے گا، دلیل دے گا، کہ جب نفس قطعی ہو تو پھر حدیث کی بات نہیں چلتی ہے۔ اس کی دلالت، دلالت ضمنی ہو جاتی ہے، ادھر دلالت قطعی ہے، اس موقع پہ رب کی کلام کو بھول گیا۔

﴿وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف:۱۰۶)

کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے اس فرمان کا یہ معنی ہے، کہ امت محمد یہ ﷺ میں اب شرک نہیں ہوگا، نہیں، رب کا قرآن سورہ یوسف آیت نمبر ایک سو چھ کہہ رہی ہے، کہ انمیں سے اکثر ایمان کا دعویٰ کری گے، لیکن ان کے ساتھ شرک ہوگا،

حضرات!

تفسیر قرطبی کو پڑھیے، کہ بقول عکرمہ جو توحید ربوبیت کو مانے، مگر توحید الوہیت کا انکار کرے،

﴿وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا﴾ (حم السجدہ:۹)

ہاں اللہ کی توحید ربوبیت کو مان کے خود کو مواحد سمجھے گا، لیکن اس کا شرک اللہ کیا کہہ رہے ہیں کہ وہ اللہ کو ایک الٰہی ہیں مانے گا، بقول حسن بصری رحمہ اللہ یہ اہل کتاب ہیں، ان کے پاس مشرک بھی ہے، ایمان کا دعویٰ بھی ہے،

حضرات!

جواب یہ ہے سنیئے! گر امت محمد یہ میں شرک نہیں آنا تھا، اور محمد رسول اللہ ﷺ کو واقعتاً ان کے جملے سے یہی مراد ہے جو بھائی لے رہے ہی، تو ذرا پوچھیے، اللہ کی کتاب کھول کے، پھر اللہ نے قرآن مجید میں شرک کے لیے مختلف تصنیفات کا استعمال کیوں کیا، کہیں

((اَشْرَکْتَ))

کا لفظ ہیں،

((اَشْرَکْتَ))

کا جو ہے، اندر کہیں،

((اَشْرَکْتُمْ))

کو جو ہیں، جملے کہیں، اشرکتمون کا صیغہ ہے، کہیں جو ہے، اَشْــرَکْـنَــا کے لفظ کے ساتھ، کہیں اشـــرکو کا لفظ آیا ہے، کہیں شـــارکم آیا، کہیں اُشْــرِکُوْا آیا، کہی لَا اُشْرِکُوْ کے ساتھ کہیں، لـم اُشرکوا کے ساتھ، کہیں و لا تشرکوا کے الفاظ، وان تشـرکوا کے لفظ، تشـرکون کے لفظ لا نشـرکوا کے لفظ ان نشرك کے الفاظ لم نشرك کے الفاظ، یُشْرِكُ کے الفاظ، یُشْرِکُوْنَ کے جملے، بشرکنا کے فعل،

حضرات!

اسی طرح بشـرك اشـرك بِشِرْکِکُمْ اور شـریك شـرکـاءُ سرکائکم سرکائھم سرکاعون اور مشرك شرکاء، المشرکون المشرکین مُشْرِکَۃ اور المشرکات کے لفظ اللہ اپنی فصیح و بلیغ کلام کے اندر بابے فائدہ لے آئے، اگر امت محمدیہ میں شریک نہیں تھا، تو قرآن مجید کی سینکڑوں آیات جو شرک سے روک رہی ہیں اور شناخت بیان کر رہی ہیں، وہ کیوں؟

حدیث پاک سے جواب سنیے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، محبوب ﷺ نے کہا ہے، مسند شافعین کے اندر طبرانی کی روایت ہے، آقا ﷺ کہتے ہیں۔

حضرات!

توجہ کیجئے گا۔

((اِنِّیْ لست اکـاكُ عـلیکم الخطٰی وانی لست اکاك علیکم الخطصٰی))

اسے میری امت، میرے صحابہ، مجھے یہ ڈر نہیں، کہ تم غلطی کرو گے، کہا اب ہم اس سے یہ سمجھ لیں کہ محبوب ﷺ کی امت میں کوئی غلطی ہے ہی نہیں، اگر وہاں معنی یہ ہے کہ مجھے یہ ڈر نہیں، میری امت شرک کرے گی، بلکہ امت میں شرک ہی نہیں، تو اس کا معنی کیا کیا جائے،

((اِنّیْ لست اخاف علیکم الخطٰی ولکن اخاف علیکم الامده))

میں ڈرتا ہوں کہ تم جو کچھ کرو گے، جان بوجھ کے کرو گے، کیا امت محمدیہ ﷺ جتنے بھی کام کر رہی ہے، جان بوجھ کے کر رہی ہے، اسی طرح ابن عبیدہ ابن الجراح کہتے ہیں، محبوب ﷺ کے لب زینت الطانہتا کے اندر علامہ بصری کی

((ولکن اخاف علیکم ان تبسط علیکم الدنیا))

اس سے پہلے لفظ کیا ہیں،

((فاما اللّٰه من فکر وا اخاف علیکم))

مجھے یہ ڈر نہیں، کہ میرے میں غربت آئے گی،

حضرات!

آج امت محمدیہ میں غربت نہیں ہے، فاقے نہیں ہیں، آج غریبی نہیں ہے، تو اگر اس کا معنی کہ محبوب ﷺ کی امت میں شرک نہیں تو پھر یہ بھی انکار کر دیا جائے، رونا کیوں رویا جاتا ہے، میڈیا کس لیے چیخ رہا ہے، خیر محبوب ﷺ کی یہ روایت نظر نہیں آتی، مشرکین جو ہیں، اس کے اندر تلخیۂ کہہ رہے ہیں، اللہ کی واحدانیت کی گواہی بھی دیتے ہیں، ساتھ شرک بھی کرتے ہیں،

((لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك لا الا شریك هوا لابد تملك هو وما الاملده))

یہ جملے اس بات پر دلیل ہیں کہ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے، اللہ وحدہ لاشریک ہے، ساتھ

کسی کو شریک ٹھہرائیں، اور اللہ کے مقابلے میں لے کر کے آئے تو یہ شرک بھی ہوتا ہے، اور س کے ان توحید والے جملوں کا فائدہ نہیں، نام ونہاد امت توحید پیغمبر کو رب بنا دے تو پھر بھی امت توحید رہے، عالم الغیب بنا دے، نبی ﷺ کو، پھر بھی توحید باقی ہے، وہ اس کو مشکل کشا کہہ دے، تب بھی توحید ہے، حاجت روا بنا دے، تب بھی توحید ہے،

وہ پیغمبر کو مختار کل کہہ دے، تب بھی توحید باقی، علی ہجویری کو داتا بنوا دے، پھر بھی امت توحید ہے، اگر وہ اسے گنج بخش کہہ دے، پھر بھی امت توحید رہی۔

حضرات!

پیر عبدالقادر جیلانی ؒ کو دستگیر بولے، غوث اعظم کہے، پھر بھی امت توحید رہے، چاچڑ کو مدینہ نا دے، کوٹ مٹھن کو بیت اللہ بنا دے، چاہے تو علی کو، رب بنا دے، وہ پھر بھی امت توحید رہے۔

حضرات!

پھر یہاں پر کیوں نہ کہہ دوں کہ جو بات کہی تھی، حالی نے بڑی ترک کے کہی تھی۔

ہاں کریں غیر بت کی پوجا تو کافر
کرے غیر بت کی پوجا تو کافر
ٹھہرائے خدا کا جو بیٹا تو کافر
اور جھکے آگ پر باہر سجدہ تو کافر
کواکب می مانے کرشہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نظریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس کو آئیں
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

حضرات!

اس کے بعد اللہ کی کتاب سے ایک سو دلیل کہ جو بندہ اللہ کے علاوہ کسی کے در پہ جھک گیا، وہ مشرک ہے، جو سجدہ کرے غیر اللہ کے در پہ، جھولی پھیلائے، کشکول پھیلائے، دعائیں مانگے، نظریں مانگے، نیازیں مانگے، اللہ اس کو اس دنیا میں مواحدہ نہیں رہنے دیتے، لاکھ دعوے کرے۔

حضرات!

چند مثالیں دے کر کے، حضرات آگے بڑھتے ہیں!

آئیں آج کا مشرک کہتا ہے، میں مواحد، دلیل کیا ہے، میں رب کو رب مانتا ہوں، میں اللہ کہتا ہوں، میں خالق مانتا ہوں، میں اس کو رازق مانتا ہوں، اللہ سے سب کچھ کرنے کی امید ہونے کی امید، غیر اللہ سے کچھ نہ ہونے کی امید،

بھائی!

اگر یہ توحید ایمان کی دلیل ہے، اللہ کے ہاں قابل قبول ہے، توجہ کر، قرآن مجید کے اندر پانچ جگہیں، پانچ چیزیں، پانچ دلیلیں جو اہل مکہ میں تھیں، مشرکین مکہ میں تھیں، مان کر بھی مشرک کے مشرک رہے، مومن نہیں بن سکے، پہلی چیز انسان کس نے بنائے، مشرکین مکہ کہتے تھے، اللہ نے بنائے،

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ﴾ (الزخرف:۸۷)

کہ تمہیں کس نے بنایا،

﴿لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ (الزخرف:۸۷)

جواب آتا تھا، اللہ نے،

﴿أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ﴾ (النمل:٦٠)

آسمان کس نے بنائے، جواب آتا تھا، اللہ نے،

﴿وَ الْأَرْضَ﴾ (النمل:٦٠)

زمین کس نے بنائی، مکے کا مشرک کہتا تھا، اللہ نے،

﴿وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ﴾ (الرعد:٢)

سورج کو مسخر کس نے کیا، مکے کا مشرک کہتا تھا، اللہ نے،

﴿وَ الْقَمَرَ﴾ (الرعد:٢)

اور چاند کو مسخر کس نے کہا، مکے کا مشرک کہتا تھا، اللہ نے،

﴿مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ (العنکبوت:٦٣)

وہ آسمان سے بارش کون اتارتا ہے، مکے کا مشرک کہتا تھا، اللہ، لیکن یہ اللہ، اللہ، اللہ، اللہ، اللہ،

((لا یقولون اللّٰہ))

اس سے وہ مواحد ہو گیا تھا، اسے ڈگری مل گئی تھی، اس بنیاد پہ مشرکین کو امت توحید کہہ دیں۔

حضرات!

پیغمبر کی امت کی دو قسمیں ہیں، امت دعوت جس میں کافر بھی شامل، امت استجاوت کے جنہوں نے پیغام کو سنا، اور اس کو قبول کر لیا، اور پیغام کیا ہے، جو اللہ کے در پر جھکے، اس اللہ کے در پہ جس کا جوڑا نہیں بنتا وہ مواحد ہے، جو کسی اپنے فرد کے در پہ جھک جائے، جس کا جوڑا بنے، وہ مشرک ہے، لاکھ اپنا نام مواحد رکھے، اہل توحید رکھے،

حضرات!

جو ہمیشہ زندہ رہنے والے کے در پہ جھکے، وہ مواحد ہو گا، جو کبھی مر جائے، موت آ سکتی

ہو، اس کے در پہ جھکے، وہ مشرک ہوگا، لاکھ مواحد کہے، چند دلیلیں دے کے آگے بڑھتے ہیں، پہلی چیز اللہ اکبر، وہ

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (الاخلاص:۱)

کی دلیل ہے، لیکن میں آیت الکرسی کا پہلا لفظ پڑھ رہا ہوں،

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

گوجرانوالہ کے لوگ، بتا دو، ان لوگوں کو جو اس جام میں ہیں، جو اس دھوکے میں ہیں، جو اس غلطی میں ہیں، کہ ہم اللہ کو اللہ مانتے ہیں، اللہ کو رازق مانتے ہیں، اسے خالق مانتے ہیں، ہم مواحد ہیں، غیروں سے مدد مانگیں، یہ شرک نہیں ہے۔

یاد رکھیے!

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

جو رازق ہے، اسی کے در پہ جھکا جائے گا، وہ ایک اللہ ہے، اللہ ہی ایسا ہے، جس کا جوڑا نہیں، باقی ہر چیز کا جوڑا ممکن ہے،

حضرات!

اس لیے جو اللہ کے در سے ہٹ کے کسی کے در پہ جھک گیا، وہ مشرک ہے،

﴿اَلْحَيُّ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

جو ہمیشہ زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں، جو دوسروں کو زندہ رکھتا ہے، جب تک دل چاہتا ہے، جو اس کے در پہ جھکے، وہ مواحد ہوگا، جو اس کے در کے علاوہ کہیں اور جائے، وہ مشرک ہوگا،

﴿اَلْقَيُّوْمُ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

جو ہمیشہ قائم رہنے والے، دوسروں کو رکھنے والے کے در پہ جھکے،

حضرات!

وہ مواحد ہوگا، جو ایسے کے در پہ جھکے جو قائم نہیں رکھ سکا، زمین کے اوپر نہیں رہ سکا،

نیچے چلا گیا ہے۔

حضرات!

وہ مشرک ہو گا، اللہ فرماتے ہیں،

﴿لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

جو اس کے در پہ جھکے، جسے اونگھ آتی ہے، مشرک ہے، جو اس کے در پہ جھکے جسے اونگھ نہیں آتی، نیند نہیں آتی، وہ مواحد ہے،

﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

جو اس کے در پہ جھکے، جس کا زمین اور آسمان میں سب کچھ اسی کا ہے، وہ مومن ہو گا، مواحد ہو گا، جو ایسے کے در پہ جھکے، کہ جس کا یہ پلاٹ ہے، اگلا اس کا نہیں ہے، جس کا یہ حصہ ہے، اگلا اس کا نہیں، جو اس سے مدد مانگے، وہ مشرک ہو گا،

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

جو آل ان آل کے در پہ جھکے، وہ ایک اللہ ہے، وہ مواحد ہو گا، جو ایسے کے در پہ جھکے، جو اپنی ذات کا مالک نہیں اور جو اپنے ہی گھر سے چیز کو مانگے، شوگر ہو، فریج سے اٹھا کر کے مٹھائی لینے لگے، بیوی ہاتھ روک لے۔

من مرضی کے نقشے کھینچے، جو اسکے در پہ جھکے، مواحد اور جو اپنی مرضیوں سے دنیا کی جس کی تصویر اللہ نے بنائی، اس کے در پہ جھکے، وہ مشرک،

﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ﴾ (آل عمران:٦)

حضرات!

جو ہر فسادی اور س کے ہر فساد کو جاننے ولا، وہ ایک اللہ جو اس کے در پہ جھکا، وہ مواحد، جس کسی اور کے در پہ گیا، وہ مشرک، جو روز قیامت سب کو جمع کرنے پہ قادر، جو اس کے در پہ جھکا، وہ مواحد جو ایسے شخص کے در پہ جھکا، جسے خود محشر کے میدان میں جانا ہے۔

حضرات!

وہ کافر اور اس طرح مشرک،

﴿لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ (النسا:۸۷)

یہ ایک اللہ کی ذات ہے،

حضرات!

جو اولاد کے سلسلہ پر آفتاب سے پاک، جو اس کے در پے جھکے، وہ مواحد، جو صاحب اولاد کے در پہ جھکے، وہ مشرک، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

﴿وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ﴾ (النساء:۱۷۱)

لوگو! تمہارے لیے یہی بہتر ہے،

﴿إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾ (النساء:۱۷۱)

اور اسی طرح جو گناہوں کی جب چاہے معافی دے دے، جو اس کے در پہ جھکے، اسے معاف کرنے کے لیے پوچھنا نہ پڑے، اسے کسی کی سفارش کی ضرورت نہ پڑے، جو ایسے رب کے در پہ جھکے، وہ مومن اور مواحد، جو اس سے ہٹ کر کے جسے خود معافیاں مانگنی پڑیں، اس کے دروازے پہ جھکے، وہ مشرک۔

حضرات!

جو چھینی ہوئی بصارت کو پھر سے لوٹا دے، جو چھینی ہوئی، سماعت کو پھر سے لوٹا دے، جو چھینی ہوئی بصیرت کو پھر سے لوٹا دے، دے کے واپس کر دے، دے کے واپس کرے، یا پھر جو ہے، واپس کر کے پھر لوٹا دے، وہ ایک اللہ ہے،

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ مَّنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ﴾ (الانعام:٤٦)

دنیا کا کوئی دعویٰ اگر ایسا ہے تو لے کر کے آؤ، جو اپنی مرضی سے اللہ کے حکم کے بغیر یہ کام کرے، اللہ کے در پہ جو ان چیزوں، صفات کے مالک کے در پہ جھکا، وہ مومن ہوگا، وہ مواحد ہوگا، علی ھذا القیاس

کی مثالوں کے بعد ہم آگے بڑھتے ہیں، لوگو! خود کو بدلو، قرآن کو نہ بدلو، اے اہل علم، اے علماء، اے گوجرنوالہ کے لوگو، اے کلمہ پڑھنے والو، اللہ کا نام لینے والو، مالک کا دم بھرنے والا، اللہ اللہ کرنے والو، ذکر کافی نہیں ہے، ہم دعوت دیتے ہیں، اہل یورپ کا بس چلے، قرآن سے جہاد کی آیتیں نکال دیں، اہل تقلید کا بس چلے، قرآن سے اقتداء کی جو ہیں، آیات نکال دیں، اہل بدعت کا بس چلے، کتاب وسنت سے سنت کی دلیلیں خارج کر دیں۔ اہل شرک کا بس چلے تو آیات شرک کو نکال دیں۔

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ﴾ (الصف:۸)

یہ بجھانا چاہتے ہیں، مگران سے یہ کام ہو نہیں سکے گا،

بھائیو!

آخری بات کرتا ہوں، اگر امت محمدیہ ﷺ میں شرک کا خوف نہ تھا، تو بے عزتی محمدی ﷺ کیونکر ہو ہوئی، آپ ﷺ نے لا الہ الا اللہ کا کلمہ کیوں دیا، اگر امت میں شرک نہیں ہونا تھا، اور ڈر نہیں تھا، کتاب اللہ میں آیات توحید کی بھرمار کس لیے؟ قرآن مجید میں شرک کی شناخت پر سینکڑوں آیات اللہ نے کس لیے اتاریں؟

اور سرور دو عالم ﷺ نے کس لیے کہا،

((لا تشرك بالله وان قطعت او خرت))

بھائیو!

اگر بس کچھ کر لینے کے باوجود آدمی مواحد رہتا ہے، اہل توحید رہتا ہے، امت، امت توحید رہتی ہے، شریک نہیں آتا، تو سوال یہ ہے، مکی سورتوں میں شرک کی شناخت کیوں؟ شرک سے نہیں کی آیات کیوں؟ اہل مکہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کیوں؟ شعبہ ابی طالب میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قید کیوں؟ سفر طائف میں بدن الطف لہولہان کیوں؟

اور حجر اسود مدینہ کیوں؟ بدر احد اور خندق کیوں؟ خیبر اور فتح مکہ کیوں؟ اور فتح مکہ میں بت تڑوائے کیوں؟ اگر سب کچھ ٹھیک ہے، توحید ہے، یہ عزہ، یہ ہبل، یہ لات اور منات کی

گردنیں محبوب ﷺ نے مروڑی تو کیوں؟

اہل انوار کو محبوب ﷺ نے اگر یہ کہا کہ میری امت کا ایک حصہ جو ہے، رات بارش کی وجہ سے کچھ مسلمان ہو گئے اور کچھ کافر ہو گئے، یہ محبوب ﷺ نے کہا تو کس لیے؟ اگر نبی ﷺ کی امت میں ڈر نہیں اور شرک نہیں ہے، اور قبر پرستی بھی توحید ہے، تو پیغمبر ﷺ کیوں کہہ گئے،

((اللهم لا تجعل قبری وثنًا))

اگر نیکوکاروں، حضرات کی قبروں پر عرس، میلے اور ٹھیلے بھی توحید ہیں، تو

((لعن الله اليهود والنصرىٰ))

محبوب ﷺ نے کیوں کہا تھا، اگر قبروں پر سجدہ، سجدہ تعظیم ہے، اور درست ہے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعنت کیوں فرمائی،

((لعن الله اليهود والنصرىٰ اتخذوا قبورا انبيائهم مساجده))

اگر قبروں پر آشیانے اور آستانے بھی توحید ہیں، تو محبوب ﷺ نے کیوں کہا؟

((لا تجلسوا على القبور))

حضرات!

بات کہہ دوں، صرف نام رکھ لینے سے، اشتہار شائع کر لینے سے، بینر لگا دینے سے، اور چرب لسانی سے، اگر، کوئی کامیاب ہوتا، نام عبداللہ رکھ لینے سے توحید آ جاتی، تو عبداللہ بن ابیع کو کوئی منافق نہ کہتا، اگر نام عبداللہ رکھنے سے توحید ملتی، عبداللہ بن ابی منافق نہ رہتا، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لینے سے نور ایمان مل جاتا، ابولہب جہنم میں نہ جاتا،

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے شرف اسلام ملتا، ابوجہل کفر پہ نہ مرتا، مدینہ سے سکون سے عزت بڑھ جاتی، عبداللہ بن ابی جو ہے، اس کو ذلت نہ ملتی، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد میں نمازیوں سے اگر توحید میسر ہوتی،

حضرات!

عبد اللہ بن ابی کے تذکرے، تاریخ برے نہ کرتی، جو حب رسول ﷺ سے اگر بخشش ہوتی، حضرات، عبد اللہ بن ابی کے بارے میں رب کے قرآن میں آیتیں نہ اترتیں، اور نصب رسالت مآب سے جو ہے، عذاب ٹل جاتے، عبد اللہ بن ابی کا عذاب ٹل جاتا، مکہ مکہ کرے سے توحید ملتی، ابوجہل کو مل جاتی، پیغمبر ﷺ کے نام سے خوشیاں منانے سے توحید ملتی، ابولہب کو مل جاتی، توحید کے بغیر دین کی خدمت جو ہے، اگر اس کی کوئی حیثیت ہوتی، ابو طالب جو ہے، کفر پہ نہ مرتا،

حضرات!

اسی طرح بیت اللہ کی تولیت سے توحید اگر ملتی تو ابوالحکیم جو ہے، وہ کفر پر نہ مرتا، حجاج کی خدمت جو ہے، توحید کے بغیر نعمت ہوتی تو عتبہ اور شیبہ کو برے لفظوں میں استعمال نہ کیا جاتا، اختصار سے کہہ دوں،

میرے بھائی! توجہ کر،

کتاب اللہ کی دلیلیں سمجھ نہیں آ سکتی، آ ذرا ان باتوں کو بھی سمجھ لے، بچھو کا نام ہرن رکھے سے مردہ خوری سے باز نہیں آ جاتا، بچھو کا نام ہرن رکھ دیا جائے، مردہ خوری چھوٹ نہیں جاتی، بچھو کا نام فاختہ رکھ دیا جائے، امن کی آشا یا علامت نہی بنتا، گیدڑ کا نام شیر رکھنے سے جرأت نہیں آتی، لومڑی کا نام بھیڑ رکھنے سے مکاری ختم نہیں ہو جاتی۔

لومڑی کا نام بھیڑ رکھنے سے شرافت نہیں آ جاتی، سور کا نام، تیمور رکھنے سے غیرت نہیں آتی، الو کا نام عقاب رکھنے سے اس کی نظریں کوئی تیز نہیں ہو جاتی۔ گدھ کا نام شاہین رکھنے سے مردار خوری سے باز نہیں آ جاتی، گدھے کا نام گھوڑا رکھنے سے اصلی حالت نہیں آ جاتی، کالا کوٹ پہن لینے سے وکالت نہیں آ جاتی۔

سیون ٹی پر ون ٹو فائیو کا اسٹیکر لگا لینے سے اس کی پاور نہیں بڑھ جاتی، سوزوکی کے اوپر بی ایم ڈبلیو لگانے سے،

حضرات!

اس کی قیمت نہیں بڑھتی، کرسٹل کا نام سلک رکھ دینے سے، وہ ریشم نہیں بن جاتا، سلور کا نام چاندی رکھنے سے اس کی اصلیت نہیں بڑھ جاتی، پیتل کو سونے کا نام دینے سے اس کی قیمت فی تولہ چالیس ہزار نہیں ہو جاتی، گدورے کا نام انانات رکھنے سے اس میں مٹھاس نہیں آ جاتی۔ گورتھنے کو خربوزے کا نام دینے سے،

حضرات!

اس میں خلاوٹ نہیں آتی، کریلے کا نام کیلا رکھنے سے اگر اس میں شیرینی نہیں آتی، گٹر کا نام کستوری رکھ دینے سے،

حضرات!

اگر اس میں خوشبو پیدا نہیں ہوتی، مٹر کا نام مٹن رکھ دینے سے، اگر اس کی تاثیر نہیں بدلتی، نبوت کا دعویٰ کرنے سے مسلمہ کذاب اگر صادق اذر امین نہیں بن سکتا اور نبی ﷺ کے نام پر مرزا قادیانی پیغمبر اسلام نہیں بن سکتا۔

تو یاد رکھو!

آج اہل توحید کہلوا کر سڑک کر کر کے جو ہے، نام بدل دینے سے کام نہیں بدلتے، ذاتیں بدل دینے سے باتیں نہیں بدلتیں، ٹائٹل بدل دینے سے اصلیت نہیں بدلتی، اداکار، فنکار، گلوکار، موسیقار، سپر سٹار کہلوانے سے خصلتیں تبدیل نہیں ہو جاتیں، صراط مستقیم نام رکھ لینے سے راہ ذلالت سے جان نہیں چھوٹتی۔

اسی طرح اہل سنت نام رکھ لینے سے بدعات وخرافات ختم نہیں ہو جائے اور نام دعوت اسلامی رکھ لینے سے دعوت شرک سے چھٹکارا نہیں ملتا، آئیں، اللہ کی طرف رجوع کریں، کتاب اللہ کو سمجھیں، حق کو لیکن ایک اللہ کے لیے جئیں، ایک اللہ کے لیے مریں، پوری دنیا کٹتی ہے، تو کٹ جائے، پھر مزہ آئے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

توحید تو یہ ہے، الٰہی حشر میں کہہ دے، یہ بندہ دو عالم میں صفا میرے لیے تھا،
پیغمبر ﷺ توحید کی دعوت دے تو پھول کی پتیاں نچھاور نہیں کی جاتیں، نوٹوں کی گڈیاں اور جو
ہیں، نوٹ نچھاور نہیں کیے جاتے، گالیاں ملتی ہیں۔

تیری توحید کیسی توحید ہے، کہ تیرے کو نوٹوں سے تولا جا رہا ہے، سونوں سے تولا جا رہا
ہے اور تیرے لیے پھولوں کی پتیاں بچھائی جا رہی ہیں، مخملی قالین بچھ رہے ہیں، پیغمبر ﷺ
کی دعوت کو لے کے نکل، تجھے سمجھ آ جائے گی، کہ حق کیا ہے، باطل کیا ہے۔

اللہ ہمیں توحید کی سمجھ دے، ایک اللہ کے در پہ جھکنے کی توفیق دے۔

حضرات!

آخری پیغام ہر در پہ جو جھک جائے، اس چیز کو سمجھ لیجئے، وہ بے شک دیکھے میں انسان
نظر آئے جو کچھ مرضی نظر آئے، ہر در پہ جو جھک جائے، اسے سر نہیں کہتے، اگر سر انسان والا
ہے تو رحمٰن کے سامنے جھکے گا۔

وما توفیق الاباللّٰہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفظ ختم نبوت

ہم با وفا تھے اس لیے نظروں سے گر گئے
تجھ کو تلاش شاید کسی بے وفا کی تھی

زندہ دل بزرگو! شیر دل نوجوان بھائیو!

پھول دل ننھے منے ساتھیو!

ممتا سے لبریز نرم دل اسلامی ماؤں بہنوں!

ایک طرف میٹھے پانیوں کی روانی اور دوسری طرف نمکین پہاڑوں کی کہانی اور بیچ میں ڈیرہ شہر کی ماضی کی داستان اور حال کی جوانی، وہاں بیٹھ کر کے ختم نبوت کانفرنس کے اسٹیج سے آپ کتاب وسنت کی دعوت کو اہل حدیث کی زبان سن رہے ہیں۔ ارباب انتظامیہ نے میرے ذمہ جو عنوان لگایا ہے کہ تحفظ ختم نبوت کی اس تاریخ کے اندر اہل حدیث کا کردار کیا ہے؟

حضرات گرامی!

دنیا اپنے اپنے انداز میں اپنے اپنے تذکرے چھیڑتی ہے، لیکن میرا مقصد آج کی اس گفتگو میں کسی کو گرانا نہیں ہوگا، تذکرے سے اگر کوئی خود گر جائے تو اس میں قصور اپنا نہیں ہے۔

حضرات!

میں اپنی گفتگو کو تین حصوں میں تقسیم کر رہا ہوں، گفتگو کا پہلا حصہ کہ تحفظ ختم نبوت کا وہ کارواں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں چلا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا برصغیر کے اندر آج الحمد للہ اس شہر میں اس کارواں کے اس تاریخ کے زندہ سپاہیوں کی

موجودگی میں رواں دواں ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی حفاظتیں کرے، اور ان شاء اللہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے محافظ بنیں گے۔

حضرات!

گفتگو کا پہلا حصہ اس داستان کی نظر کر رہا ہوں کہ جس انسان کی وجہ سے اس عقیدے کو غلط رخ دے کر کے بیا کیا گیا، یہ بات اور تا کہ اختصار کے ساتھ تھوڑا سا اس کے نبی بننے کا تذکرہ بھی سامنے آ جائے، ذہن میں رہے کہ دنیا کے اندر کوئی بھی پیغمبر جو ہے، وہ پری پلان نہیں ہوتا ہے، پلاننگ کر کے دنیا میں مدرسوں، اداروں، سکولوں، کالجوں میں پڑھتا ہوا نہیں آتا۔

اس کا استاد ڈائریکٹ اللہ رب العزت ہوا کرتے ہیں، لیکن ادھر آیئے، اٹھارہ سو چالیس، یہ سن یاد رکھیے گا، مرزا قادیان جسے کل کو نبی بننا ہے، جہنم کے مرحلوں سے مرزا غلام مرتضیٰ مغل لوہار چراغ بی بی کے مجموع سے پیدا ہو کر کے مرزا غلام احمد نامی بن کر کے انڈیا کے مقام قادیان میں پیدا ہوتا ہے۔

حوالہ دیکھنا ہو تو تحفہ قیصریہ صفحہ چودہ دیکھ لیجئے گا، پانچ سال گزرتے ہیں، اٹھارہ سو پینتالیس میں قرآن مجید سیکھتا ہے، فارسی کی زبان کو پڑھتا ہے، مولوی فضل الٰہی حنفی سے اور قادیان مرکز ہے، اس بات کا حوالہ دیکھنا ہو تو کتاب المرتا صفحہ ایک سو اڑتالیس، یہ نوٹ کر لیجئے گا، پھر کتاب وسنت کو سمجھنے کے لیے صرف ونہم سیکھنے چلا اور یہ سیکھی مولوی فضل الٰہی اہل حدیث سے، جو ساکن کا فیروز پور کا،

اور یہ اس نے سیکھا، گوجرانوالہ میں، پھر اسے ضرورت محسوس ہوئی، منطق کی طب اور علم جعفر کی، تو اس کے لیے اس نے خدمات حاصل کی مولوی بول علی شاہ جو کہ شیعہ تھا، اور یہ اس نے سیکھا، بٹالہ میں پھر طب سیکھنے کے لیے مزدی آگے بڑھا، اور اپنے ابو کو جو ہے، اس حوالے سے امام مانا، غلام مرتضیٰ سے بٹالہ میں اس نے یہ کچھ چیزیں اور گر سیکھے۔

حوالے کے لیے دیکھیں، قادیان کا صفحہ بیس، دیکھئے گا، پھر یہ انگلش کی تعلیم کے لیے

بڑھا، اور علم سیکھا، استاد منشی امیر شاہ سے جو کہ منشی سکول سے سیالکوٹ شہر تھا، سیرت المہدی کی جلد ایک کا صفحہ ایک سو پینتیس، حوالہ ہے، پھر اس نے فن نجوم کو سیکھنے کے لیے رمل کی تعلیم حاصل کی، محمد صالح عرب سے شہر سیالکوٹ تھا، امتحان وکالت کے لیے بڑھا اور مختارہ وکالت کا امتحان دے کے فیل ہوا۔ شہر سیالکوٹ میں سیرت المہدی جلد ایک صفحہ ایک سو پینتیس دیکھئے گا،

اتنا کچھ سیکھنے کے بعد حضرات جی، میں تعفف آنے لگا، اور صوفی باصفیٰ بننے لگے، سن جو ہے، اس وقت میں پہلے جو ذکر چکا، اٹھارہ سو پینتالیس میں قرآن اور فارسی اٹھارہ سو پچاس میں صرف ونہاد اٹھارہ سو اٹھاون میں منصف طب اور علم جعفر، اٹھارہ سو انسٹھ میں طب، اٹھارہ سو چھیاسٹھ میں علم جعفر کی مزید تعلیم اور اٹھارہ سو چھیاسٹھ کے اندر جا کے فن نجوم اور علم رمل سیکھا، اٹھارہ سو ترسٹھ میں امتحان وکالت میں فیل ہوا،

اور اٹھارہ سو ارسٹھ میں چلہ کرنے بیٹھ گیا، سیالکوٹ سے واپسی ہوئی، بیوی بچوں کو چھوڑ کے قطع تعلقی کر کے چلہ کشی میں اترا اور پھر تفسیری عملیات اٹھارہ سو ارسٹھ میں جاری رہے، وظائف ہے، اور اسی طرح تفسیری عملیات کیے، پھر عمل مسفر تیج کو سیکھا، ہپناٹائس کرنا سیکھا، آٹھ نو مہینے ہپناٹائیس کرنے کی مشق کرتا رہا، اخبار الفضل اکیس مئی انیس سو چھبیس کا حوالہ ہے۔

حضرات!

پھر اگلے مرحلے میں مرزا چلا گیا، یہ اشتہار اور اخبار کا مرحلہ لاہور آیا، اور یہاں آ کر کے لوگوں پر جو علم سیکھا تھا، ہپناٹائس کرنے کا اس کی مشق شروع کر دی، پریکٹس شروع کر دی، عملی تجربہ کیا،، بریلوی اپریل جم میں جا کر کے اس کو دیکھئے گا، پھر اس کی ملاقات خطیب لاہور سے ہوئی ہے، جسے مولانا محمد حسین بٹالوی کہتے ہیں،

ملتا ہے، سلام لیتا ہے، اظہار محبت کرتا ہے، اظہار زاہدہ تقویٰ دکھاتا ہے، یہ سرزمین بٹالہ ہے، پھر صوفی امرسر سے ملاقات ہوتی ہے، عبداللہ غزنوی جو ملاقات کے وقت اسے

امرتسر میں ملا، چودھویں صدی تک مسح دیکھئے، پانچواں مرحلہ ان چلہ کشیوں سے تبلیغ اسلام میں مرزا منتقل ہوا، مبلغ اسلام بنا،

لاہور میں محمد حسین بٹالوی کے پاس زیر قیام رہا، اور پھر دعوت و تبلیغ کے میدان میں جوہر کتابت میں پھر اترا، مبلغ اسلام کی حیثیت سے شہرت پائی، چھٹا مرحلہ پایا کہ پھر یہ پینطلہ مڈل کے مباحثے اور مناظر کے میدان میں اتر کے مناظر اسلام بنا، علم مباحثہ سیکھا، مختلف مخالفین اسلام بن کے غیر مسلموں خصوصاً عاریوں سے، عیسائیوں کے ساتھ مناظرانہ سرگرمیاں اور پھر شہرتیں پا کر کے رئیس قادیان کے حوالے کے طور پہ دیکھی جا سکتی ہے۔

اس میدان سے آگے بڑھا، ساتواں مرحلہ مضمون نگاری پہ اترا،

حضرات!

اٹھارہ سو چھہتر میں والد کی وفات پر قادیان سے واپسی معاشی مسائل کے حل کے لیے عاریوں اور عیسائیوں سے ٹکر لی تھی، مختلف اخبارات اور مجلات اور رسائل میں مضمون نگاری لکھ کر کے اپنی اس ناؤ کو، جو معاشی طور پر ڈوب رہی تھی، سہارا دیا، مرحلہ آگے بڑھ گیا، اب جو ہے، مناظرانہ چیلنج شروع ہونے لگے، یہ اٹھارہ سو ستتر سال آ گیا، عیسائیوں کو، عاریوں کو پانچ پانچ سو روپے کے انعامات کے ساتھ چیلنج،

تاریخ مرزا بھری پڑی ہے، اشتہارات منظر عام پہ ہیں، پھر حلقہ جو ہے، مریدین میں وسعت کی سوچی گئی، اور یوں حلقہ عراضت کو وسیع کر دیا گیا، اور پھر باطن شکم مجاہد اسلام کے طور پر یہ مشہور ہوا،

نواں مرحلہ کہ تصنیف بھی ہاتھ سے نہیں چھوٹے، کل کو پیغمبر بننا ہے، تصنیف اور تالیف می اترے، اٹھارہ سو ستتر میں براہین احمدیہ کے لیے چندے کی مہم شروع کی گئی، کہ میں مخالف اسلام قوتوں کے لیے لکھ رہا ہوں، اور اس کی پچاس جلدیں ہوں گی، تین سو دلائل ہوں گے، آپ چندہ دیں اور میری اس مہم کو کامیاب کریں۔

اٹھارہ سو اسی داخل ہوا، اشاعت براہین احمدیہ کا وعدہ جو تھا، پہلی دو جلدیں شائع کر دی

کھیں حوالے کے لیے تبلیغ رسالت دیکھ لیجئے، اٹھارہ سو اکیاسی ہوا، عقیدہ اہل سنت سے وابستگی کا اظہار کیا، اس نے اٹھارہ سو چالیس سے لے کے اٹھارہ سو اکیاسی کے اخیر تلک بھی اکتالیس برس مرزا وابستہ رہا، عقیدہ اہل سنت والجماعت کے ساتھ عزم انحراف یہاں تک اس نے کسی قسم کا اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے ساتھ انحراف نہیں دیکھا گیا۔

اگر آپ کو کل کو کوئی دھوکہ دے اور کہے، کہ جناب ہماری یہ کتابیں دیکھو، مرزا کے مسائل دیکو، اس کے مناظرے دیکھو، اس کی یہ تحریریں دیکھو، اس کی یہ کتابیں دیکھو، اس کی براہین اور عزل دیکھو، اور اس کا ماضی اور کریکٹر دیکھو، اورس کے جو ہیں، اسلام کے لیے تبلیغ اور مشن دیکھو، آپ باتوں میں مت آیئے گا، آپ کو یہ مرحلہ بتا دیا گیا، اس سے اس چیز سے پردہ اٹھایا، الحمد للہ اہل حدیث نے، تذکرہ بعد میں کروں گا، اس کے بعد مرحلہ انحراف شروع ہوتا ہے۔

حضرات!

عقیدہ اسلامیہ سے انحراف کا آغاز اٹھارہ سو بیاسی میں اشاعت براہین احمدیہ تیسری جلد شائع ہوتی ہے، اور اس سے عقیدے کا انحراف شروع ہوتا ہے، تبلیغ اسلام حوالے کے لیے یہ اس مذہب کی کتاب دیکھی جا سکتی ہے، اور اس سے پہلے ولایت کا دعویٰ کرتا ہے، جس میں خود کو ولی اللہ شو کرتا ہے، پھر دعویٰ معرفت کرتے ہوئے عارف اللہ بن جاتا ہے۔

براہین احمدیہ جلد تی صفحہ دو سو سترہ دیکھ لیجئے، پھر اس دعویٰ کے اندر انحراف میں شدت آ جاتی ہے، براہین احمدیہ کی جلد چوتھی آ جاتی ہے، اور اس کے اندر شدت انحراف عروج پہ جاتی ہے، الہامات کا دعویٰ کر لیتا ہے، اور باقاعدہ طور پر خود کے اندر خدائی باتیں کرنے لگتا ہے۔

حضرات!

پھر دعویٰ محدث من اللہ کرتا ہے، پھر یہ بارہویں مرحلے میں داخل ہو کے مرحلہ متعین مسیح میں آ جاتا ہے، کہ میں مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی مثیل ہوں، اور دعویٰ مثیل مسیح اس نے اٹھارہ سو چوراسی سے اٹھارہ سو ستاسی تک مختلف انداز میں کیا، ڈنڈورا پیٹا، براہین احمدیہ کی جلد چوتھ

حوالے میں دیکھی جا سکتی ہے، حیات مسیح کا اقرار کرتا تھا، مثیل مسیح ہونے کے ساتھ ساتھ حیات مسیح کا اقرار کرتے ہوئے لوگوں کو اس نے دعوت دی، پھر دوبارہ احمد مسیح کا اعتراف بی اسی نے کیا اور مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کی باتیں آپ کو براہی احمدیہ چوتھی جلد میں مل جائیں گی۔

پھر یہ اگلے مرحلے میں آیا، مسیحیت سے مجددیت میں چلا گیا، اور کہنے لگا کہ میں مجدد ہوں، اٹھارہ سو ستاسی میں اشتہاری مہم کے ذریعے مجدد مرزا بن کر کے آیا، اللہ اکبر،

دنیا دیکھتی چلی جارہی ہے، اہل حدیث بھی موجود ہیں، یہ مرحلہ معموریت میں چلا گیا، سن اٹھارہ سو اٹھاسی ہے، یکم دسمبر اٹھارہ سو اٹھاسی کو مرزا نے اعلان کر دیا کہ لوگو، میں اللہ کی طرف سے امت مسلمہ کے لیے معمور بن کے آیا، مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ انتیس دیکھا جا سکتا ہے، پھر اٹھارہ سو اٹھاسی کو اس نے مرحلہ بیعت کو شروع کیا،

لوگوں کو بیعت کی دعوت دی، دسمبر اٹھارہ سو اٹھاسی بارہوا مہینہ ہے، معموریت کے سات لوگوں سے بیعت کے لیے اس نے بھرپور مہم چلا دی، مجموعہ اشتہارات گواہ ہیں، اور پھر عملاً بیعت لینے لگا، انیس سو تیئس داخل ہو گیا، یہ لبنانہ میں تیئس سو انانوے کو لوگوں کو عملاً اپنے ہاتھ سے لوگوں کو بیعت کروائی، اور اپنے قریب کیا۔

سولہواں مرحلہ جماعت سازی کا آیا، یہ جس نے کل کو نبوت کا الم اٹھانا ہے، اور دو نمبری کر کے پیغمبر بننے کا ارادہ لے کر کے یہ مرحلہ جماعت سازی میں اٹھارہ سو انانوے میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھتا ہے تیئس مارچ انیس سو انانوے کو جب یہ بیعت لے رہا تھا، چالیس مستقل ممبران کے اوپر جماعت احمدیہ بنائی، سیرت المہدی حوالے کے طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پھر یہ مرحلہ مسیحی چوتھا مثیل مسیح بنا اور ان کو زندہ مانا کہا، واپس لوٹے گے، پھر آج کیا کہنے لگا، کہ ہمیں خود مسیح ہوں، اور اٹھارہ سو اکیانوے دو سالوں کی اشاعت بائیس جنوری اٹھارہ سو اکیانوے کو فتح اسلام اور توضیح مراحل دو رسالے شائع ہوئے اور پھر وفات مسیح کا

اعلان کر دیا، اس نے اور آمد مسیح کا انکار کر دی۔

یہ اٹھارہ سو اکیانوے سے اٹھارہ سو بانوے کے یہ دو سال انہیں سلسلوں میں گزرے، جنہیں باقاعدہ مسیح ابن مریم کی وفات کا اعلان کرتا رہا، اور ان کی دوبارہ آمد کا بھی رد کرتا رہا اور خود کو مسیح ابن مریم ہونے کا اعلان کرتا رہا، فتح الاسلام صفحہ چھ اور توضیح مراحل کا صفحہ ایک دیکھا جا سکتا ہے، اور پھر اس کے بعد ایک اور پینترا بدلا اور کہنے لگا کہ میں مہدی کا معاون ہوں۔ اٹھارہ سو ترانوے میں اس نے اپنے آپ کو مہدی حارث کے طور پہ متعارف کروایا کہ میں اس کا معاون ہوں، پھر معاون سے آگے بڑھ کے خود مہدی بن گیا،

اٹھارہویں مرحلے میں اٹھارہ سو ترانوے ہے، اور کہنے لگا کہ لوگو! پہلے تو میں حارث تھا، میں معاون تھا، اب جو ہے، میں بذات خود وہی ہوں، سال اٹھارہ سو چرانوے آ گیا، سترہ مارچ اٹھارہ سو چرانوے کو باقاعدہ اشتہارات شائع کیے اور کہنے لگا، لوگو! میں مہدی ہوں، معیار الاخیار سترہ مارچ اٹھارہ سو چورانوے کو دیکھا جا سکتا ہے۔

پھر اٹھارہ سو اکیانوے سے لے کے انیس سو تلک یہ جتنے آٹھ نو سال گزرے، اس مرحلہ میں مرزا نے بے شمار دعوے کیے، انحراف پیش کیے، مسلمانوں کا عقیدہ اہل سنت والجماعت چھوڑا اور نبوت کے حوالے سے مختلف دعوے کرتے ہوئے، شرعی نبوت سے اعتراض کرنے لگا جس کی تفصیل میں اگلے لمحات میں دے رہا ہوں،

پھر یہ میدان نبوت میں اترا اور بیسویں مرحلے میں ہم آہنگ عقیدہ ختم نبوت کا تذکرہ کیا اور چالیس سال جس سے لے کر کے اکیاسی تلک کرتا رہا تھا، کہا کرتا تھا کہ لوگو، میں بھی ختم نبوت کا قائل ہوں، محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے نبوت کے بند دروازے کو اگر کوئی کھولے گا، وہ کاذب ہوگا، یا کافر ہوگا۔ یہ وہ جملے ہیں کہ جن کو بیان کر کے آج امت مسلمہ کو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ نہیں، ہمارے مرزا نے تو خود ختم نبوت کو بولا ہے، آپ ہمیں برا بھلا کیوں کہتے ہیں،

میرے بھائیو!

دھوکہ مت کھائے گا، اہل حدیث جاگ رہا ہے، اس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، الحمد للہ کان سماعت کر رہے ہیں، وہ دنیا کا مشاہدہ کر رہے ہیں، کون کیا بول رہا ہے، پیچھے سے وہی ان کی معاونت کر رہی ہے، ان کو گائیڈ لائن اور رہنمائی دے رہی ہے۔ الحمد للہ ان لوگوں نے دیکھا، عقیدہ ختم نبوت کے اظہار کے بعد پھر یہ چھیڑ خانی شروع کر دیتا ہے۔ تھوڑا تھوڑا پچ دیتا ہے۔

اٹھارہ سو بیاسی سے اٹھارہ سو نوے تلک جو اس نے ہلکے پھلکے اشارے کے، الہام کی شکل میں، محدث من اللہ ہونے کی شکل میں، اور کبھی انکار کر دیتا، کبھی جزوی اقرار کر لیتا، ان سب کا تذکرہ میں سیرت المہدی میں، میں آپ کو پہلے ذکر کر چکا ہوں، پھر اس کے بعد مناظرانہ چیلنج پر اتر آیا اور اس نے عیسائیوں، عاریوں سے جو کچھ کیا، اس کو ہم نے دیکھا۔

تصنیف و تالیف میں اترا، وہ مراحل بھی ہم نے آپ کو دکھائے، عقیدہ اسلامیہ جسے جو انحراف بڑھتا، وہ مرحلے بھی آپ دیکھ چکے، شدت انحراف کو بھی نوٹ کیا، مثیل مسیح بھی بنا، آپ نے دیکھا، پھر یہ معاون و مہدی بھی بنا، پھر مجدد بھی بنا، معموریت کے عہدوں پر بھی اترا، اور اس کے بعد بڑھتا بڑھتا تا بیعت سے چلتا ہوا اس کا سلسلہ آگے چلتا گیا۔

الحمد للہ اہل حدیث نے آگے بڑھ کر کے اس کو جب ہاتھ ڈالے، کس طریقے سے، جب اس نے ختم نبوت کے ساتھ ساتھ نبوت کی سیڑھی پر قدم رکھنے کا مرحلہ شروع کیا، اٹھارہ سو اکیانوے ہے، امتی نبی ہونے کا دعویٰ کر بیٹھا کہ میں امتی بنی ہوں، امتی بھی ہوں، نبی بھی ہوں، اب اساتذہ دیگر لوگ ان لوگوں نے اپنے آپ کو اس کے ماضی کو اس کے مناظرے کو اور اس کی خدمات کو اور اس کی تبلیغ کو اس کو بھی دیکھا۔

موجودہ حالات کو دیکھا، نظر گہری کر دی گئی، فوکس کیا گیا کہ اس نے کبھی محدث نبی ہونے کا دعویٰ اور پھر اٹھارہ سو ستانوے آیا، مجازی نبوت کا دعویٰ کر دیا، سراج منیر صفحہ تین حوالہ دیکھا جا سکتا ہے، اٹھارہ سو ستانوے کے اندر کبھی غیر حقیقی نبوت کا دعویٰ کر دیا کہ میں صرف خبردار کرنے والا ہوں اور پھر اس نے لفظی نبوت کا دعویٰ کیا، اٹھارہ سو ننانوے میں اور

مقصد یہ تھا کہ میں خبریں پہنچاتا ہوں۔ پھر جب انیس سو پورا آیا تو لغوی نبوت کا دعویٰ کرنے لگا، کہ میں آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرتا ہوں، اور انیس سو کے اندر ہی ذلی نبوت کا دعویٰ کر دیا کہ میں محمد ﷺ کا سایہ بن کر کے آیا ہوں، دین الحق اربعین کو دیکھ لیجئے۔

اور پھر انیس سو کے اندر ہی مرسل الٰہی کا دعویٰ کر بیٹھا، کہ مجھے میرے رب نے مرسل کیا ہے، اور مجھ کو بھیجا ہے، اور رسول بنایا ہے، حقیقت النبوی صفحہ ایک سو چوبیس دیکھ لیجئے، اور یوں انیس سو کے آخر تلک مرزا کے اندر جو ہے، شرعی نبوت کے دعوے بے شک اعتراف کرتا رہا، لیکن جزوی طور پر کسی نہ کسی شکل میں یہ باتیں بناتا رہا۔

ایک وقت آیا، تیئسواں مرحلہ شروع ہوا، مرزا واضع طور پر ختم نبوت کا انکار کر گیا، اور نئی نبوت کا کھلا اظہار کرنے لگا، کہ اس کی ضرورت ہے، انیس سے ایک سے لے کے انیس سو آٹھ تلک جو اس کی زندگی کے ایام گزرے، اس میں اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بعد بھی نبوت کو جاری رکھنے کی باتیں بیان کیں۔

اس کی ضرورت کے تذکرے کیے اور کہا کہ جب فساد باقی ہے، تب تک اصلاح کی ضرورت باقی ہے، جب تک اصلاح کی ضرورت باقی ہے، تب تک نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اللہ اپنے قانون کو نہیں توڑتے تو کیا صرف جو ایک نبی، میں کہتا ہوں، میرے بعد ہزاروں نبی اور آئیں گے، یہ زمیمہ نصرت الحق الفضل بارہ مئی انیس سو پچیس اور لیکچر سیالکوٹ دیکھے جا سکتے ہیں۔

پھر اس کے بعد نبوت کے غیر مستقل اللہ کا مرحلہ آیا، جس کے اندر اس نے حقیقی نبوت کا اعلان پھر اصطلاحی نبوت کا اعلان، پھر پاک پیغمبر ﷺ کی متشابہ نبوت کا اعلان، پھر بروزی نبوت کا اعلان، پھر ہم پلہ آپ کے رسول اللہ ﷺ کے ہم پلہ ہونے کا اعلان پھر دوسرے جنم والی کہنے لگا، کہ نبی دوسرا جنم لے کے آیا، مرزا کے محمد ﷺ کا دوسرا جنم کے کہ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنم ہوں اور جو وہاں کے ہندو بولتے تھے، وہی بول بولا۔

اور پھر ایک وقت آیا کہ انیس سو چھ میں کہنے لگا، میں خود محمد رسول اللہ ﷺ

ہوں، (نعوذ باللہ) یہ ایک غلطی کا ازالہ اور اخبار قادیان میں دیکھا جا سکتا ہے، صداقت ثبوت کے لیے مرحلہ مباہلہ میں اب دعویٰ کر بیٹھا، میں ختم النبی ہوں، ختم النبیین ہوں، جس کا میں آگے چل کے آخری مرحلے میں ذکر کرتا ہوں، اس کو سوجی بڑی بڑی بشارتیں جو دیتا تھا اور مخالفین کو دھمکیاں دیتا تھا، جب وہ نہ چلی،

انیس سو سات میں مرزا نے برسول حق ہونے کا دعویٰ کیا،

پھر انیس سو آٹھ میں مرزا کی نبوت سابقہ انبیاء کی نبوت کی طرح ہونے کا دعوی کیا اور پھر مستقل صاحب شریعت بن بیٹھا، الحمد للہ اہل حدیث میدان میں آئے، للکارا، اور اس کے ختم النبیین ہونے کے دعویٰ کو اس کو اخبار میں براہین احمدیہ میں ذکر کیا تھا۔

اہل حدیث میدان میں اترے اور لوگوں مبارک ہوشیار اپنے اپنے تذکرے کرتی ہے، ہماری طرف سے آنکھیں بند کر کے آنکھ اگر بند ہو تو دن بھی رات ہے، قصور کیا ہے، بھلا اس میں آپ کا اس وقت میرے پاس ایک سو اٹھہتر علمائے کرام کہ جو سوئے ہوئے تھے، الحمد للہ اہل حدیث کے سفوف نے شہر لاہور کے خطیب نے الحمد للہ محمد حسین بٹالوی نے آج اپنے قلم کو حرکت میں دیا۔

کانوں سے سنا، آنکھوں سے دیکھا، اپنے سامنے جو کچھ ماحول بنا، جن مرحلوں میں یہ مرزا بڑھتا ہوا محمد رسول اللہ ﷺ کے ختم النبوت کے تاج کو چرانے کے لیے پڑھا تھا، اس کے عقائد کو لکھا، اور اپنے استاد سید محدث نذیر حسین دہلوی کے پاس لے جا کر کے اس مسئلے کو لیا اور اس کے اوپر جو ہے، تصدیق کروائی، انہوں نے جب دیا کہ جو ان عقائد کا حامل ہو، وہ مسلمان نہیں ہو سکتا، وہ کافر ہے، اور اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی بلاشک جو ہے، وہ کفر میں مبتلا ہے۔

اس فتویٰ کو لے کے عبارت کو لے کے تحریر کو لے کے الحمد للہ اہل حدیث نے چوکیداری کا حق ادا کیا اور لوگو، میری تاریخ کو پڑھو، اہل حدیث کے منظر نامہ کو دیکھو، پس منظر کو دیکھو، پیش منظر کو دیکھو، ماضی کو دیکھا، حال کو دیکھو، مستقبل کو دیکھو، الحمد للہ ایک شہر نہیں

،ایک گاؤں نہیں، ایک دو محلوں کی بات نہیں، پورے برصغیر کے اندر ایک ایک شہر میں جا کے لوگوں کے آشیانوں پہ پہنچ کے ان کے گھروں پہ جا کے،

دروازوں پہ دستک دے کر کے سوتوں کو اٹھا کر کے کہا کہ تمہارے علاقے میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ختم نبوت کے عقیدے کے اوپر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ کب تک سوئے رہو گے۔ فتویٰ دکھایا جاتا، پڑھایا جاتا، سنایا جاتا اور اس کے بعد اس کی جو ہے تصدیق کے لیے سائن لیے جاتے۔

حضرات!

میں ذکر کر دوں، یہاں پر کہ جن لوگوں سے یہ گھر گھر جا کے جن جن علاقوں میں سائن کروائے، آج اہل حدیث کی خدمات سے منہ موڑ لینا آسان ہے، لیکن آیئے، کبھی پیدل چل کے کبھی جو ہے، جانوروں پہ سواری کی شکل میں، کبھی دور دراز کی گھاٹیوں میں جا کے کبھی پہاڑوں پہ چڑھ کے،

اولوگو!

کبھی میدانوں میں جا کے، کبھی حجروں میں جا کے جس طریق سے محمد رسول اللہ ﷺ کے ختم نبوت کی چوکیداری اور پاسداری کو نبھایا گیا، کسی کے نصیب میں نہیں آئے گا، دہلی گئے، سید نذیر حسین دہلوی سے اس فتویٰ کو لیا،

پھر بھائیو!

دہلی کے بعد آگرہ، عرب حیدر آباد بنگال کی طرف، دوسرے نمبر پہ عبد الجبار احمد حسن دہلوی اسحاق بن عبد الرحمٰن آؤ آؤ دیکھو، اگر محنتیں کرنی ہوں، تو محنت کرنا سیکھو، کام کرنا ہے، کام کرنا سیکھو، ٹانگیں کھینچنے سے کبھی کچھ بنا ہیں ہے۔ تاریخ نہیں بدلا کرتی، تاریخ تو درج ہے، اس کا سینہ کھلا ہے۔

یہ اہل حدیث ہیں، جنہوں نے لوگوں کو سوتے میں اٹھایا، کہیں جا کر کے اٹھایا، عبد المنان احمد کو کہیں اٹھایا، جگایا، سید محمد ابو الحسن کو کہیں جگایا، جا کر کے سید محمد عبد السلام، کو کہیں

جگایا، ہم نے سید احمد شاہ کو کہیں اہل حدیث سے آنکھیں کھولیں، محمد نذیر اللہ کی،

اولوگو!

کہیں محمد یوسف کی، کہیں قادر علی کی، کہیں عبد الکریم کی، کہیں محمد کرامت اللہ کی، کہیں جو ہے، ابو الحسنات یحییٰ کی، کہیں پر محمد الطاف حسین کی، کہیں جا کر کے اٹھایا، محمد زکریا کو لوگو، جاگو، جاگتے رہنا، چور آ گئے، ڈاکو آ گئے، ختم نبوت کے محافظ اہل حدیث جاگ رہے ہیں۔ لوگو تم بھی جاگ جاؤ۔

حق نے کر رکھی ہیں دوہری خدمتیں
خود تڑپنا نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

ہم نے تڑپایا، لوگوں کو جگایا، لوگ اٹھے، ابو محمد عبد العزیز ﷫ جا کے محمد بنیامین جاگے، محمد عیسیٰ اٹھے، ابو محمد صابر آئے، ابو اسماعیل جاگے، محمد سراج الدین آئے، فقی مبعود دہلوی ، خلیفہ امام علی شاہ اٹھے۔

اولوگو!

حبیب احمد آئے، فتح محمد میدان میں آیا، کبھی سوچنا کیوں آیا، محمد امان اللہ آئے، کس کی تاریخ پہ آئے، عبد القادر اٹھا، کس کی تاریخ پہ اٹھا، محمد عثمان آیا، اہل حدیث کے بلانے پہ آیا، ابو محمد عبد الحق آیا،

اولوگو!

اہل حدیث کے جگانے پہ آیا، تقدیر حقانی کے مؤلف کو کبھی دیکھیے تو سہی، اس میدان میں اترے تو کیسے، پھر کان پور علی گڑھ کے علماء کی طرف پر سفر اہل حدیث کے سفوف کا جاری رہا، محمد لطف اللہ آئے، محمد عثمان آئے، محمد اسماعیل آئے، محمد ایوب آئے، لوگو، پھر بنا اس اعظم گڑھ کا سفر ہوا، وہاں سے محمد بن حسین بنارسی آئے، محمد عبد الرحمٰن آئے، محمد عبد المجید آئے، حیات محمد اٹھے، محمد عبد القادر اٹھے، عبد الغفور کو جگایا، ولی اللہ کو جگایا۔

سید الدین بنارسی کو جگایا، جاگتے رہنا، کہ اگر کوئی ختم نبوت کا ڈاکو، ہمارے علاقے میں

آئے، تو اپنے جاننے ماننے والوں کو زندہ و بیدار رکھا، پھر آگے غازی پور میں بڑھے اور ابو الخیر کو اٹھایا، الفت حسین کو اٹھایا، محمد اسماعیل کو جگایا، وصیت علی کو جگایا، ابو محمد ابراہیم کو جو ہے، کھڑا کیا، عبدالغفار کو میدان میں لائے، محمد عبداللہ غازی پوری کو لے کے آئے، عبدالودود کو لے کر کے آئے۔

رحیم آباد اور ضلع دامنگل آباد کی طرف بڑھے، لوگو! عبدالرحیم رحیم آبادی بھی آئے، پھر علمائے گوپال کی طرف گئے، اور جا کر کے محمد وسیم صاحب تاوانی سلامت اللہ جرار پوری، علامہ شیخ حسین بھی محسن الانصاری عربی اور جرانی عرب ممالک کی طرف جو ہیں، ان کو جا کر کے جگایا، اور اسی طرح لدھیانہ میں استاد احمد کو بلایا، انور محمد کو جگایا، قربان علی لکھنوی کو اٹھایا، عبدالقادر کو اٹھایا، لوگوں کو اہل حدیث نے اٹھایا۔

محمد حسن جو ہیں، وہ رئیس سرکردہ جو کہ اہل حدیث کا وہاں کس اپنا سفوف تھا، ان کو ساتھ ملایا، محی الدین خاں اٹھے، او لوگوں امرتسر میں گئے، اور اسی طریقے سے غلام مصطفیٰ کتنے نام لیتا چلا جاؤں، آپ کہیں گے، یہی کہتے جا رہے ہیں، ہاں ہاں جب دنیا سو رہی تھی، زمانہ سو رہا تھا، الحمدللہ آقا ﷺ کی چوکھٹ کا پہرے دار اہل حدیث جاگ رہا تھا، سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا۔

ہم باوفا تھے اس لیے نظروں سے گر گئے
تجھ کو تلاش شاید کسی بے وفا کی تھی

حضرات!

بات کو آگے بڑھاؤں، ذرا تھوڑے سے تذکرے کر دوں، ان لوگوں کے بھی میں نہیں کہتا کہ ان لوگوں کی منتوں اور کاوشوں کے اوپر آج لوگوں کی دال روٹی چل رہی ہے، دال روٹی میرا رب دیتا ہے، کسی بھی بہانے سے ملے گی، لیکن مجھے تذکرہ کرنا ہے، ان لوگوں کا کہ جن کے تذکرہ کو کیے بغیر دنیا انصاف نہیں کر پائے گی۔

لوگو! اہل حدیث کے اندر اگر اس خدمت کو، اس میدان کو، اس اسٹیج کے سنبھالنے کو

دیکھنا ہے، تو آیئے، سب سے پہلے دیکھئے، پہلا فتویٰ کس نے لکھا، ابھی میں نے اس کے کچھ سین مناظر آپ کے سامنے رکھے ہیں، کہاں کہاں گئے، اور اس فتویٰ کی وجہ سے قادیانیت کے برج جس طرح ہلے اور جس طریقے سے مرزا قادیان جو ہے، لڑکھڑا کر حواس باختہ ہوا، اس کے مناظر دیکھتے ہیں۔

اور اس بات کا اقرار دیکھنا ہے، کہ سب سے پہلے میدان میں آ کے اگر کسی نے گریبان پکڑا، زبان پکڑی، بازو پکڑے، اور اس کو جھنجھوڑا، اور اس کے سامنے بند باندھے، مرزا بھی معترف ہے، کہ وہ اہل حدیث تھے، اور لوگوں ان میں سرفہرست محمد حسین بٹالوی تھے، اور سید جو ہیں، نذیر حسین محدث دہلوی،

الحمد للہ بات آگے بڑھی، سب سے پہلے جو شخص اپنا علاقہ چھوڑ کے شہر قادیان میں قادیای کو قادیان کے گھر کے اندر جا کر کے جس نے للکارا، جرات ہے تو اپنے گھر سے ذرا باہر نکل یا مجھ کو اپنے گھر میں بلا، میں تیرے شہر میں

لو ہم نے گھر لے لیا ہے تیرے گھر کے سامنے

باہر نکلو، باہر کیا نکلتا تھا،

سجناں نہیں بوے اگے چٹ تان لئی، مکھڑا چھپانے کے لیے چھپتے پھرے جاؤ،

تاریخ پڑھو، ہسٹری کو دیکھو، آنکھیں کھولو، سورج نکلا ہوا آفتاب موجود ہے، کرنیں نہیں گنی جا سکتی، کم از کم روشنی کا ایک حرف تو پڑھو، الحمد للہ بات آگے بڑھی، مرزائیوں سے مباحث اور مناظروں کا سلسلہ ہوا، دنیا لاکھ چھپائے، یار چھپایا نہیں چھپتے، عشق اور مشق کو چھپا کر دیکھو، حضرات اہل حدیث کا چھپانا اتنا آسان نہیں۔

ان کی خوشبو جو محمد رسول اللہ ﷺ سے کبھی اقوال کی شکل میں، کبھی افعال کی شکل میں، کبھی اعمال کی شکل میں، کبھی صورت کی شکل میں، کبھی سیرت کی شکل میں، یہ چھپ نہیں سکتی، اور ان کی محنتوں کو دیکھئے، میدان میں محمد حسین بٹالوی پہلے مناظر بن کر کے آئے اور پھر یہ سلسلہ الحمد للہ آپ کے قرب و جوار کے شہر، شہر سرگودھا کے الحمد للہ ثمہ الحمد للہ،

لوگوں کے سرخیل اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری جو امرتسر کے تھے اور الحمد للہ شہر سرگودھا کو آج اگر پہچان ملی، تو اس اہل حدیث کی سپورٹ کی وجہ سے، جس طرح میدان میں اترے، لوگوں میں میدان مناظرے کا تھا، تو سرفہرست اہل حدیث تھے۔ الحمد للہ میدان مناظرے کا تھا، سرفہرست اہل حدیث تھے، مباہلے کے میدان میں کبھی داستان مباہلہ تو پڑھ کے دیکھو کہ کس کا نام لیا، کس نے جواب دیا، کس سے مباہلہ ہوا، کو جو ہے، بری موت مرا، کس طریقے سے زندگی اجیرن ہوگئی، جھوٹ ثابت ہوگیا، حق واجب ہوگیا۔

الحمد للہ اور اللہ نے چوکیداری کا تاج اہل حدیث کے سر پہ رکھ دیا، زبردستی کوئی چھین کے لے جانے کی کوشش کرلے، رجسٹری تو اہل حدیث کے پاس ہے، کیا کرے گا، بے چارہ،

حضرات!

چھیننے کی کوشش تو لوگوں نے رب سے بھی کی ہیں، تعریفیں اللہ کہتے ہیں، ساری میرے نام رجسٹرڈ ہیں، الحمد اللہ رب العالمین، ساری تعریفوں کی رجسٹری میرے نام رب کا لے کر کے اٹھا کر کے اپنے نام شوبز دکھا کر کے بندہ کہے میں بڑا باکمال اللہ کہتے ہیں نہیں، رجسٹری میرے پاس ہے۔ یہ بندہ پھرے چار دن دھکے کھا کر کے آئے گا۔ پتہ چل جائے گا، اللہ اکبر۔

حضرات!

اہل حدیث کو دیکھئے، اسی طریقے سے سب سے پہلے تحریر کے میدان میں اترا، اس فتنے کے خلاف اہل حدیث ہی اترا، فتویٰ کو چھوڑیئے، ذرا دو منٹ ایک سائیڈ پہ رکھئے، وہ بھی تحریر تھی، سب سے پہلے اہل حدیث نے لکھی، جائیے ڈبل فور صفحات کے اوپر چوالیس صفحات پہ مشتمل سب سے پہلا رسالہ جو علی گڑھ سے شائع ہوا، اسماعیل اہل حدیث نے لکھا، وہ اٹھارہ سو بانوے کی بات لوگوں، آیئے، اس کی ترتیب میں جو سب سے پہلے فتنے کے رد میں جو کتاب لکھی گئی، وہ بھی اہل حدیث نے لکھی، الحمد للہ یہ صرف باتوں کی حد تلک نہیں، داستانوں کی حد تلک نہیں، آیئے، قاضی سلیمان سلمان منصور پوری پڑھیے، زبان سے

رحمہ اللہ نکلے گا ان کی غائب الحرام پڑھیئے، اور پھر پوچھئے کسی سے کہ یہ سب سے پہلی کتاب کس نے لکھی تھی، لوگوں اہل حدیث عالم کے جو اپنی جوانی کے عالم پچیس سال کی عمر میں ہیں، مرزا کا رول لکھا ہے، اور یہ دنیا سو رہی تھی، الحمد للہ یہ جاگ رہے تھے، پہرے دار کا کام ہی جاگنا ہوتا ہے۔

حضرات!

یہ تسلسل چلتا رہا، چلتا رہا، الحمد للہ ثم الحمد للہ، پاکستان کے اندر بھی جائیے، پوری ہسٹری مجلّات کی اخباروں کی تحریروں کی یہ موجود ہے، تقاریر موجود ہے، سب سے پہلے کس نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دینا چاہیے۔ آپ صرف اخبار کھول لیں، اور ان کی ہسٹری مکتبوں میں دیکھ لیں، تو الحمد للہ اہل حدیث کے ممتاز عالم دین محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کے قلم کو سہرہ ملتا ہے کہ وہ یہ لکھتے ہیں کہ غیر مسلم قرار دے کے ان کو اقلیت قرار دے دیا چاہیے۔

حضرات!

اس سے بڑھ کہ کے میں ذرا آگے نہ کر کرتا چلا جاؤں، اگر اہل حدیث کی خدمات کسی کو آج تک نظر نہیں آئیں ہیں، تو میں یہ سین بھی دکھا دوں، آیئے، اس وقت میرے سامنے بڑے بڑے نام تھے، میں ذکر کرتا لیکن میں صرف تھوڑوں کا ذکر کر کے اپنے وقت میں بات ختم کرنا چاہتا ہوں،

لوگو! پوری دنیا کی جماعتیں اور تحریکیں ایک طرف، اہل حدیث کے سرخیل الحمد للہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کا قلم ان کی تحریر اور ان کی تقریر اور ان کے میدان میں مناظرے، وہ ایک طرف اقرار میرا نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی اپنی زبان سے ہے، ذکر کر دوں، تھوڑا سا،

حضرات!

ایک دوکان اونچی بنا کے خوبصورت شوکیس سجا کے خالی رکھ کے بیٹھا ہوا ہو، وہ کہے کہ جناب دوسرے نے ایسے ہی سامان رکھا ہو، کہیے تیرے بھی تو دوکان ہے، دوکان تو میری

شے میرے پاس، میرے پاس یہ میرے پاس، وہ حضرات، اپنی اپنی دوکانیں نام تو ہر کوئی لیتا ہے، جب سودا خریدنے کی باری آتی ہے،تو کہا جاتا ہے، یہ جو آج نہیں رکھتا، نہ یہ پرسوں بھی نہیں رہے گا، گیڑے پہ گیڑا۔

الحمدللہ اہل حدیث کو اللہ نے شرف بخشا، اس میان کے اندر اس اسٹیج کے اوپر الہامات مرزا لکھی تو کس نے لوگو؟ اہل حدیث نے ہفوات مرزا لکھی، تو اہل حدیث نے صحیفہ محبوبیہ لکھا، تو اہل حدیث نے فاتحہ قادیان لکھا تو اہل حدیث نے آفت اللہ لکھا تو اہل حدیث ے فتح ربانی لکھی تو اہل حدیث نے عقائد مرزا لکھی تو اہل حدیث نے معرکہ قادیان لکھا تو اہل حدیث نے،

اولوگو!

داستان مرزا لکھا تو اہل حدیث نے اور اس کے بعد زار قادیان لکھا تو اہل حدیث نے، فصح نکاح مرزائیہ لکھا تو اہل حدیث نے، نکاح مرزا پہ قلم اٹھایا، اہل حدیث نے، تاریخ مرزا وجود میں آئی، اہل حدیث کے قلم سے شاہ انگلستان اور مرزا قادیان کے اوپر قلم حرکت میں آیا تو اہل حدیث کا لیکھ دام اور مرزا لکھا تو اہل حدیث نے،

لوگو!

ثنائی پاکٹ بک لکھی تو اہل حدیث کے سرخیل نے، قادیانی مباحثہ جکل لکھا تو اہل حدیث نے، شہادت مرزا لکھی تو اہل حدیث نے، دنیا کہتی ہے، ان کا کام ہی کوئی نہیں، ذرا سنتا جاء، تھک جائے گا، نکات مرزا اہل حدیث نے لکھی، ہندوستان کے دو ریفامر لکھے تو نے محمد قادیانی لکھا، قادیانی حلف کی حقیقت لکھی، تعلیمات مرزا لکھی،

اور اس فتنے کا جو ہے، حتمی فیصلہ کرنے کے لیے فیصلہ مرزا لکھا، تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار میدان میں آیا اور کلام مرزا پہ قلم اٹھایا، عجائبات مرزا تحریر کیے، مباہلہ مرزا تحریر کیے، مکالمہ احمدیہ لکھا، بچہ قدیر پر قادیان تفسیر قدیر اس کے اوپر رد لکھا، محمود مسلے نعود پر لکھا، تحفۃ احمدیہ لکھا، لوگوں پہ کس لکھتے لگا دو، لیبل پاکستان کی سیاست کی طرح کام کسی کا اٹھا کے پٹی لگا

کے اپنے نام کردو، لیکن جاننے والے تو جانتے ہیں،

جو جاگ رہے ہیں، وہ جاگ رہے ہیں، وہ سوئے نہیں، کہتے ہیں کہ جناب مناظرے کا میدان ہمارا اللہ تجھے مبارک کرے لیکن آ ذرا تذکرے سن، سب سے پہلا مناظرہ رام پور جون انیس سو نو اسی کو بھی ذرا دیکھ، کس نے کیا، انعامی مباحثہ لدھیانہ کے اندر انیس سو نو امیر علی قاسم قادیانی کے ساتھ ذرا دیکھ، کس نے کیا؟

اہل حدیث کھڑا نظر آئے گا، آ مناظر کو دیکھ، انیس سو نو اپریل کے اندر مولوی غلام رول راجری کے ساتھ تجھ کو اہل حدیث عالم نظر آئے گا، آ ذرا دیکھ، مباحثہ سرگودھا کو انیس سو سولہ کے اندر اہل حدیث نظر آئے گا،

مناظرہ میرٹھ کو دیکھ، مارچ انیس سو سترہ کے اندر اہل حدیث نظر آئے گا، ڈیرہ غازی خان کی سرزمین پہ چلا جا اور سن کو ذرا کر انیس سو سترہ چھبیس مئی ہے، اہل حدیث قادیانیوں سے مناظرہ کر رہا ہے،

ہشیار پور کے اندر انیس سو سترہ میں چلا جا، وہاں بھی اہل حدیث گوجرانوالہ کے اندر مناظرے کی سرزمین گرم، سن انیس سو اٹھارہ ہے، اہل حدیثوں نے پورا ماحول سجایا ہوا، مناظرہ کردار پور میں چلا جا،

ضلع جالندھر میں آ جاء، انیس سو اٹھارہ کو دیکھ اہل حدیث میدان میں کھڑے ہوئے۔

مناظرہ جنڈ اکتوبر انیس سو بیس کو آ جا، اہل حدیث میدان کو سجائے ہوئے، مناظرہ مالیرکوٹلہ میں چلا جا، انیس سو اکیس کے ادر اہل حدیث میدان کے اندر کھڑے ہیں۔

مناظرہ فیروز پور انیس سو بائیں میں آجا، اہل حدیث کھڑے ہیں، ننکانہ ضلع شیخوپورہ کے اندر انیس سو بائیں کو آ جا، لوگوں اہل حدیث کھڑے ہیں، پھر مناظرہ، گوجرانوالہ پانچ چھ نومبر انیس سو بائیس کو اہل حدیث قادیانیوں سے ٹکے لیے ہوئے موچی دروازہ لاہور انیس سو پچیس کو اہل حدیث جو ہیں، اپنے الحمد للہ پنجوں اور شکنجوں کے اندر اس فتنے کو جو ہے، پکڑے ہوئے،

مناظرہ چک ننانوے شمالی سرگودھا، پانچ جون انیس سو چھبیس کی تاریخ کو یاد کر، اہل حدیث الحمدللہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بیٹھا ہے، مناظرہ گوجرانوالہ انہیں سو چھبیس کو لے لے، مناظرہ پٹھان کوٹ کو لے لے، جوانیس سواٹھائیس کو ہوا،

مناظرہ منٹ گمری ساہیوال کو لے لو جوانیس سو تیس میں ہوا۔

الحمدللہ فتح کے جھنڈے گاڑے، اہل حدیث نے، جو ہے مناظرہ گجرات کو لے لے، وہ بھی انیس سو تیس میں ہوا، فتح کے جھنڈے گاڑے، اہل حدیث نے،

مناظرہ بٹالہ کو لے لے، پرداس پور کو لے لے، انیس سو تیس کو وہاں بھی جھنڈے گاڑے اہل حدیث نے۔

اولوگو!

وزیر آباد دس اپریل انیس سو بتیس کو مناظرہ ہوتا ہے، قادیانی ہارتے ہیں، اہل حدیث میدان سے ان کو بھگاتے ہیں۔

وما توفیق الاباللہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیام رمضان وصیام رمضان

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ:۱۸۳)

((قال النبی ﷺ من قام رمضان ایمانا واحتساباً غفر له ما تقدم ذنبه))

حضرات گرامی!

معزز سامعین وسامعیات!

اللہ رب العزت سب ایام کے تمام شعور کے ہر طرح کے مہینوں کے مالک ہیں، رب چاہے، کسی کو معزز بنا دے، مکرم بنا دے، حرمتوں والا بنا دے، اور جس طرح اس نے اپنی مخلوقات میں سے انسان کو اشرف سے نوازا ہے۔ ایسے ہی ایام میں سے کسی دن کو یا راتوں میں سے کسی رات کو فضیلت سے نواز دے تو یہ میرے رب کے فیصلے ہیں۔

﴿وَٱللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِۦ﴾ (الرعد: ۴۱)

اور اللہ جو فیصلہ کر لیتے ہیں، دنیا میں کوئی شخص اس پہ آشیاں نشینی یا نقطہ چینی کی ہمت اور طاقت نہیں رکھتا، اور نہ اس کو یہ اتھارٹی ہے، ہم شعبان سے بڑھ کر کے رمضان کا سفر کر رہے ہیں، اور وہ ہماری تقلید میں آنے والا ہے۔ ہم آج اپنی گفتگو کو دو حصوں میں منقسم رکھیں گے، پہلے نمبر پر کہ رمضان المبارک کی آمد اور اس کے ساتھ روزوں کی جو اہمیت ہے، اس کے مسائل اور احکام اور دوسرے نمبر پر رمضان المبارک کا قیام،

اور اس کی چیدہ چیدہ خصوصیات کے بارے میں ہماری ان شاء اللہ العزیز گفتگو رہے گی، تا کہ رمضان آنے سے پہلے پہلے ہم ہر اعتبار سے قیام کے لیے بھی تیار ہوں، اور صیام

روزوں کے لیے بھی ہماری تیاری مکمل ہو، اللہ رب العزت کی کتاب سے جس آیت کو پڑھا گیا، میرے رب نے مومنوں کو آواز دی ہے، اور فرمایا ہے،

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ (البقرہ:۱۸۳)

اے ایمان والو! ہم نے آپ پر رمضان کے روزے فرض کر دیئے ہیں،

﴿كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (البقرہ:۱۸۳)

یہ ہماری کوئی نئی سنت نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی ان کی فرضیت تھی،

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۸۳)

ہماری منشا اور مقصود روزوں کے فرض سے آپ کو بھوک اور پیاس سے صرف دو چار کرنا نہیں ہے، بلکہ دنیا انشورنس کے اندر یہاں آپ کو ان چیزوں سے روک کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ تمہارے دل میں رب کا خوف پیدا ہو جائے۔ اللہ کے حکم کے ماننے کی صلاحیت پیدا ہو جائے، اور جن چیزوں سے رب نے روکا ہے، انسے رکنے کی آپ کے اندر ایک طاقت پیدا ہو جائے، اسے ہم تقویٰ کی صورت میں آپ لوگوں کے اندر دیکھنا چاہتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے یہ حکم دیا، نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آتا ہے، بخاری اور مسلم کی صحیح روایت ہے، اور اس کا سر جو ہے، بڑا گندہ ہے، بال پراگندہ ہیں، مسافر ہے، یعنی اور آ کے کہتا ہے، یا رسول اللہ ﷺ،

((اَخْبِرْ فِيْ عَنِ الصِّيَامِ))

کہ مجھے

((اَخْبِرْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامَ))

مجھے یہ بتایئے، میرے رب نے میرے اوپر روزوں میں سے کیا فرض کیا ہے، نبی کریم ﷺ اس صحابی کو بدری کو سائل کو اپنے آنے والے صحابی کو جواب دیتے ہیں،

((شَهْرَ رَمَضَانَ))

اللہ نے جن روزوں کو فرض کیا ہے، وہ رمضان المبارک کے روزے ہیں،

((اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ))

ہاں آپ اپنی طرف سے کچھ نفلی روزوں کا اہتمام کرلیں تو یہ اور بات ہے،

حضرات!

بخاری میں کتاب الصوم میں اور سطر المسلم میں بھی یہ حدیث موجود ہے، یہ تو تھی فرضیت، اب ہم بڑھتے ہیں کہ ان روزوں کی اہمیت کو بھی ذرا دو منٹ کے لیے دیکھتے چلیں۔

ہاں بھائیو!

روزے کی اس سے بڑھ کر کے اہمیت کیا ہوگی، کہ اسلام جس دین کو رب نے میرے اور آپ کے لیے چنا ہے، مرد وزن کے لیے چنا ہے، پسند فرمایا ہے، اس کے تانے بانے مکمل نہیں ہوتے، جب تک روزہ نہیں آجاتا، اور اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے جس رکن کو میرے رب نے درمیانی حیثیت دی ہے۔

درمیانی نہیں بلکہ یوں کہیے کہ وہ پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے، اسلام کی عمارت اس کے بغیر مکمل نہیں ہو پا رہی، تو ان سے ایک روزہ بھی ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں،

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ))

اسلام کی بنیاد رب نے پانچ چیزوں پر رکھی ہے، شہادت العین ہے، اللہ کی توحید کی گواہی، رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی،

((وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ))

نماز کا قیام کرنا ہے،

((وَاٰتیٰ الزَّکَاۃَ))

زکوۃ کو ادا کرنا ہے،

((وَصَوْمِ رَمَضَانْ))

اور رمضان المبارک کے روزے رکھنے ہیں،

((وَحَجُّ الْبَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ))

اور اللہ رب العزت کے گھر کا حج کرنا ہے، تو روزوں کی فضیلت اور اہمیت میں یہ بات کہ یہ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اسی طرح اللہ رب العزت نے یہ مہینہ روزوں کا مہینہ اس کو اس عظمت سے نوازا ہے،

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرہ:۱۸۵)

کہ یہ رمضان المبارک، اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اتارا ہے، یہ ایک اور فضیلت روزوں کے اس مہینے کی مالک الملک نے رمضان المبارک کو یہ مقام بخشا ہے کہ اس میں رمضان المبارک کے اندر ایسے قرآن کو اتارا کہ جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے۔

حضرات!

رمضان المبارک کا خاص تحفہ قرآن مجید اگر کسی خوش نصیب کی زندگی میں آ جائے، اور اس میں انسانیت ہو، تو کتاب اللہ کا یہ دعویٰ ہے،

﴿هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ (البقرہ: ۱۸۵)

یہ اس کے لیے رہنمائی کا سبب بن جائے گی، اور فرقان اگر اس میں امتیاز کی طاقت ہے، تو حق اور باطل میں فرق کرنے کے لیے یہ کتاب اس کی مکمل رہنمائی کرے گی۔

حضرات!

اس کے ساتھ ساتھ رمضان کی فضیلت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت کہ جس کو امام احمد اور نسائی نے ذکر فرمایا ہے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں،

((اَتَاكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ))

تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آ گیا ہے،

((فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ))

اللہ نے آپ پر اس کے روزے فرض کر دیئے ہیں،

((فُتِحَتْ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ))

میرے رب نے اس کے اندر آسمانوں کے دروازے کھول دیئے ہیں، بخاری کی صحیح روایت ہے کہ ابواب الجنۃ کہ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اسی طرح ایک اور صحیح روایت میں ہے کہ ہر رمضان المبارک اس کے اندر اللہ کی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

جنت کے دروزے کل گئے، رب کی رحمت کے دروازے کھل گئے، اور یہ صرف آسمانوں کے لیے نہیں، آسمانوں کے دروازے کھول کے زمین پر ان کا نزول بھی ہو رہا ہے، اوراس کے اندر،

((وَتُغْلَقْ فِيْهِ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ))

جہنم کے دروازوں کو رب بند کر دیتے ہیں، اوراسی طرح،

((وَتُغْلَقْ فِيْهِ مَرْدَهُ الشَّيٰطِيْنُ))

جتنے بھی مردود شیاطین ہیں، اللہ رب العزت ان کو باندھ دیتے ہیں، اوراس میں،

((لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِيْ شَهْرٍ))

اللہ رب العزت کے لیے اس مہینے میں ایک رات ہے، جو ہزار مہینے سے بہتر ہے،

((مَنْ خَيْرَهَا فَقَدْ خُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ))

جواس رات کی خیر سے محروم ہوگیا، تو وہ اس دنیا کا محروم ترین انسان ہے۔

حضرات!

اسی طرح اب ہم آگے بڑھتے ہیں!

جب رمضان کے روزوں کی فرضیت یہ ہے، اور ان کی فضیلت یہ ہے، تو کریں گے کیا ہم؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، بخاری کی صحیح حدیث ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں، آپ فرماتے ہیں، میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہتے ہوئے سنا،

((اِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَصُوْمُوْا))

لوگو! جب چاند کو دیکھو، تو روزہ رکھا کرو،

((اِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَاَمْطِرُوْا))

اور پھر جب تم اس کو دیکھا کرو تو افطار کیا کرو،

((فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاخُذُوْا لَہٗ ثَلاثِیْنَ))

اور اگر جو ہے، تم پر اس وقت کوئی ایسا مسئلہ بن جائے کہ بادل ہیں یا تم کو چاند دکھائی نہیں دے رہا، یا کوئی مسئلہ بن رہا ہے، تو ایسی صورت میں آپ جو ہیں، گنتی کو مکمل کیا کریں،

حضرات!

چاند دیکھو، تو روزہ رکھو، چاند دیکھو، تو افطار کرو، میرے ملک کے اور ایک المیہ ہے کہ یہاں ہر سال سے تین طرح کے معاملات ہو رہے ہوتے ہیں، تین تین عیدیں ہو رہی ہوتی ہیں، عوام پریشان ہوتی ہے، میں عوام کو اور خصوصاً متعلقہ حکام تلک شاید ان تلک یہ بات پہنچی ہیں، ہم کہہ دیتے ہیں،

کہ بھائیو!

اللہ رب العزت نے چاند کا تعلق، روزے کا تعلق، مسلمان کی عبادت کا تعلق، چاند سے رکھا ہے۔

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ﴾ (البقرہ:۱۸۹)

یہ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو اللہ نے وہاں،

﴿ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ﴾ (البقرہ:۱۸۹)

بولا ہے، یہ لوگوں کے لیے وقت کا تعین کرتا ہے،

تو میرے بھائیو!

یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ اگر کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں نے چاند دیکھا ہے، اور وہ سچا ہے، جھوٹ نہیں بول رہا، اس کے دنیاوی مقاصد نہیں ہے تو اس کی بات کو صرف اس لیے رد

نہیں کر دینا چاہیے کہ وہ پختونخواہ خیبر سے تعلق رکھتا ہے، وہ پٹھان ہے، یا اس کے سر کے اوپر پٹھانوں والی ٹوپی ہے، پہلی بات۔

اور دوسری بات، اگر بات جھوٹی ہے، تو پھر اس کا اعتبار کوئی نہیں، اور تیسری چیز کہ کسی ملک کے ساتھ جو جغرافیہ یا حدود ہم نے مقرر کی ہے، اللہ کی حدود ان سے بالاتر ہے۔ ایک وہ حدود ہے، حدود اربعہ جو ہم نے مقرر کی ہے۔ ایک یہ حدیں سرحدیں ہم نے بنائی ہیں، اللہ رب العزت کی حدیں اور سرحدیں اس سے بالاتر ہیں۔

پہلی چیز یاد رکھی جائے!

کہ چاند کے مطلع یہ بات کیسے سمجھ آئے گی، ہمارے سامنے، اگر یہاں لائٹ لگی ہوئی ہے، تو یہاں پر اس کا ایک زاویہ اور اینگل بنے گا، لائٹ کو، ہٹانے کا تو جہاں جہاں وہ لائٹ جا رہی ہے، اس کی روشنی جا رہی ہے، اور جہاں جہاں وہ دکھ رہی ہے، اس کو ہم مطلع بولیں گے، جہاں پہ وہ صاف ظاہر ہو رہی ہے، وہ لائٹ تو اللہ نے چاند کے مطالع رکھے ہیں۔

جس طرح زمین کی پرتیں مختلف ہو سکتی ہیں، علاقے جو ہیں، مثال کے طور پہ جب زلزلہ آتا ہے، تو اللہ معاف فرمائے، دنیا کہتی ہے کہ ان کی پرتیں جو ہیں، کوہ ہندوکش سے آگے تلک پھیلی ہوئی ہیں، تو وہ ملکوں کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اپنے سسٹم ہوتے ہیں، اسی طرح چاند کا معاملہ ہے، کہ اس کا اگر سعودیہ سے تعلق ہے، دنیا کہتی ہے، ہماری حدیں ان سے نہیں ملتی ہیں، ہمارا ایک ایمانی اور قبلہ کا تعلق ہے۔

لیکن یہ تعلق کافی نہیں ہے، اگر ہماری حکومت کے پاس یہ محکمہ موجود ہے، اور وہ ان چیزوں کو جانچ پڑت سکتا ہے، تو اسے نئے سرے سے کوشش کرنی چاہیے کہ وہ علاقے جہاں پر ایک دن پہلے عید کی جاتی ہے، یا دو دن، وہاں جا کر کے اس چیز کو چیک کرنا چاہیے، کہ باقاعدہ ہمارے پاس مشینری ہے، ہمارے پاس حکومت کے، ماشاء اللہ نمائندے جو ہیں، ہمارے پاس علماء ہیں، ہمارے پاس اہل علم، اہل فن ہیں۔

اگر تو ان کا مطلع واقع ان سے ملتا ہے، اور وہاں چاند دکھتا ہے، تو پھر ان کی بات کو حقیر

نہیں سمجھنا چاہیے، پھر بات ایک ملک کی نہی ہے، دو مسلوں کی ہے، اور اگر انہیں وہاں چاند دکھ رہا ہے، ان کی عید بنتی ہے، اور ان کو اجازت دینی چاہیے، حکومت کو چاہیے کہ حدود مقرر کر دیں، کہ یہاں جو ہے، اتنے مطلع کے اندر چاند جو ہے، ایک دن پہلے نظر آ جاتا ہے۔ مثلاً دو منٹ کی تاخیر بھی ہمیں چاند دیکھنے سے محروم کر سکتی ہے۔

ہمارے ہاں فجر یہاں آدھا گھنٹہ پہلے آتی ہے، کراچی میں آدھا گھنٹہ سورج بعد میں جاتا ہے، تو چاند کا معاملہ بھی ایسے ہو سکتا ہے، کوئی نئی بات تو ہی ں ہے، تو اس لیے کسی کو یہ کہہ کے حقیر نہیں سمجھئے، لیکن یہ ایک ذمے داری کا مسئلہ ہے، روزے کا مسئلہ ہے، دین کا مسئلہ ہے، حکومت کو مخلص ہو کے علماء کو مخلص ہو کے یہ تعین کر لینا چاہیے اور اگر مطالعہ مختلف نہیں ہے، تو پھر ڈنڈے کے جو ہے، زور پہ قانون کے ساتھ،

یہ ایک اصول ہونا چاہیے کہ ہمارے پورے ملک کا مسئلہ ایک ہے، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے، اور کسی کو اجازت نہیں ہے، کہ اس حوالے سے بات کرے، ہماری عید ایک ہوگی، چونکہ ہمارا مطالع ایک ہے، بہر حال رسول کریم ﷺ نے میعار کسی ملک کو قرار نہیں دیا ہے، چاند دکھنے یا نہ دکھنے کو قرار دیا ہے۔ نیا چاند دیکھا ہے، تو کہا بولیں گے، آج کا مسلمان محروم ہے، اللہ تعالیٰ اسے حرمتوں سے نکال کے عظمتوں کی طرف لائے۔

بھائیو!

میں امید کروں گا، آج آپ لوگوں کو یہ دعا آنی چاہیے، یہ بارہ مہینے کی دعا ہے،

((اللهم اهله علينا بالامن والايمان واسلامة واسلام))

اے اللہ! یہ نمودار ہو رہا ہے، میں اس کو دیکھ رہا ہوں،

((أهله علينا))

یہ چاند ہمارے پاس آئے، یہ چاند چڑھے،

((بالامن والايمان))

اللہ جو ضائع ہوتا ہے، ہو جائے، دو چیزیں ضائع نہ ہوں، پہلے نمبر یہ کہ امن کے ساتھ

آئے، ہر طرف ام عامہ ہو، کہیں ظلم نہ ہو، کہیں دہشت گردی نہ ہو، کہیں مار کٹائی نہ ہو، کہیں تشدد ہو، کہیں قتل وغارت اور خون ریزی نہ ہو،

((بالامن والایمان))

اور اللہ اس کے ساتھ ساتھ جو بہت اہم چیز ہے، ہم دعا کرتے ہیں، اللہ اس چاند کو ہمارے لیے ایمان والا چاند بنا دے، اس میں ایمان میں برکت آئے، ایمان میں قوت آئے، ایمان میں طاقت آئے، اس کی نشوونما بڑھے، اللہ ایمان سینوں میں اترے،

((بالامن والایمان والسلامۃ والسلام))

اللہ اندر کے بھی اندر، انسان کے من کے اندر بھی، امن و ایمان رہے، اور ایمان قائم رہے، اور ظاہر کے اندر بھی سلامتی اور سلام باقی، قائم رہے۔

بھائیو!

بارہ مہینوں کے اندر یہ ہماری امن کمیٹیاں محرم ہیں، ملتی ہیں، ایک دو ماہ اور میں بیٹھ جاتی ہیں، میں تو کہا کرتا ہوں کہ یہ حکومت کے کارندے اور ہمارے علماء نے شاید اس چیز کو دیکھا نہیں اور ہمارے امن کمیٹی کے ممبران نے اس چیز کو پڑھا نہیں کہ ابھی چاند کو پہلی نظر دیکھا ہوتا ہے، وہی پر امن کمیٹی کے جملے بول دیئے جاتے ہیں، اور یہ دعا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان مرد اور عورت کو سکھا دی،

(((اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان)) (ترمذی)

اس میں یہ نہیں ہوتا کہ کوئی امن عامہ پہ ڈاکہ ڈالے، یا ایمانیات پر ڈاکہ ڈالے، یا امن کمیٹیاں بیٹھا کر کے لوگوں کو گھروں میں مشہور کر دے، امن کا تو پرچار ہو جائے، لیکن ایمان کے پرخچے اڑا دیئے جائیں، ذرہ ذرہ کر دیا جائے، ریزہ ریزہ کر کے اس کو بکھیر دیا جائے۔ نہیں امن بھی چاہیے، ایمان بھی چاہیے، سلامتی بھی چاہیے اور اسلام بھی چاہیے، یا بے رہوی نہیں، دونوں چیزیں حل کر کے چلیں گے،

حضرات!

اس دعا کے بعد یہ دعا سنن ترمذی کے اندر موجود ہے، بات کرتے ہیں کہ انسان نے روزہ رکھنا ہے، میں قیام کو لیٹ کر رہا ہوں، بعد میں اس کی بات کرتے ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

((اِذَا جَاءَ رَمَضَانَ))

جب رمضان آتا ہے، یہ وہی روایات جو ہم پہلے پڑھ چکے ہیں، تو اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں یہ فرما دیتے ہیں، جنتوں کے دروازے کھلے، جنہوں کے بند ہیں، شیاطین بند ہیں، اور اسی طرح یہ دو مہینے یاد رکھے جائیں، کہ اس میں کیا کرنا ہے، ایسے عظیم مہینے میں پہلا مہینہ یہ شوال کا ہے اور دوسرا ذوالحجہ کا ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا،

((شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ))

دو مہینے یہ کبھی کمی نہیں آتی، ان میں اجر میں کمی، ثواب میں کمی کون کون سے،

((شَهْرَانِ))

اور دونوں عید کے مہینے ہیں رمضان و ذوالحجہ ایک جو ہے، اللہ رب العزت نے عید والا مہینہ جو رمضان ہے، اس کو اور ماہ بعد جو ہے، اللہ تعالیٰ نے ذوالحجہ، بعض علماء نے اس کا معنی یہ لکھا ہے کہ یہ دونوں مہینے ایک سال میں انتیس دنوں کے نہیں ہو سکتے ہیں، پورے لیکن یہاں ایسے ہوگا، ایک انتیس کا ہے، دوسرا تیس کا ہے، یہ بھی بات ممنع کہی ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اجر اور ثواب کو بتا رہے ہوتے ہیں،

ہمیں یہ سمجھ آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں اجر کی کسی طرح بھی کمی نہیں کرتے، بشرطیکہ انسان تیار رہے، اور اسی طرح روزے دار کو اللہ جو فضیلت دیتے ہیں، دنیا آج خوشیاں ڈھونڈ رہی ہے، آقا علیہ السلام نے فرمایا،

((لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا))

روزے دار کے نصیبے میں اللہ تعالیٰ نے دو خوشیوں کے موقع لکھے ہیں، جن میں وہ خوش

ہوگا،

((اِذَا اَفطَرَ فَرِحَ))

جب وہ اپنے پانی کا پہلا گھونٹ یا کھجور کو لیتا ہے، اور افطاری کر رہا ہوتا ہے، اس وقت اسے جو خوشی ہوتی ہے، یہ خوشی اگر کسی بڑے کے چہرے پہ نظر نہیں آتی تو بالکل فطرت پہ جیسی کسی بچے کو دیکھئے، جس نے سارا دن آپ کے ساتھ روزہ رکھا، اور زندگی کی پہلی افطار میں شریک ہوا ہو، آپ کو وہ خوشی مسرت کے جذبات، اس کے چہرے پر اس کے تیور نظر آئیں گے، ان شاء اللہ،

((وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ))

دوسری خوشی، اس کو رب سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی، کہ جب یہ اپنے روزے کے ساتھ آئے گا۔

حضرات!

یہ بخاری کی صحیح حدیث ہے، اسی طرح روزے داروں کی فضیلت بھی رسول اللہ ﷺ نے بتا دی، فرمایا،

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابٌ یُقَالُ لَه الرَّیَّانَ))

اللہ نے جنت میں ایک دروازہ رکھا ہے، جس کا نام ریان ہے، جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک نام:

((یَدْخُلُ مِنْهُمُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ))

اس سے روزے داروں کو اللہ داخلہ دیں گے،

((لَا یَدْخُلْ مِنْهَا اَحَدٌ غَیْرُهٗ))

اس میں روزے داروں کے علاوہ کوئی اور داخل نہیں ہوگا، اور اللہ کہیں گے، روزے دار کہاں ہیں، یہ کھڑے ہوں گے، اور ان کو داخل کر دیا جائے گا۔

((وَاِذَا دَخَلَ اُغْلِقَ))

اور جب یہ داخل ہو جائیں گے، تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا، یہ بھی صحیح بخاری کی حدیث ہے۔

حضرات!

یہ خصوصی اینٹری اگر کہیں رش ہو، بھیڑ ہو، یہ ایسا اس وقت ہوتا ہے، جب وی آئی ہو، وہ لاؤنج کے جو ہیں، وی آئی پی دروازے وی آئی پی لوگوں کے لیے کھل جاتے ہیں، اور باقی لوگ کھڑے دیکھ رہے ہوتے ہیں، اور ان کو اینٹری مل جاتی ہے، اس وقت یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ فضیلت کتنی بڑی ہے، اسی طرح روزے کی فضیلت کا بھی تھوڑا تذکرہ کر دیں اور اس کے بعد آگے اس کے احکام کی طرف بڑھتے ہیں۔

حضرات!

ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں،

((اَلصِّیَامُ جنۃ))

کہ روزہ ڈھال ہے، حضرات، اس جملے کو یاد رکھنا ہے، مجھے اور آپ کو بھی، جب ہم روزہ رکھیں گے، تو کبھی مشابہت روٹی سے بڑھ کر کے آئے گی، اور کبھی جو ہے سامنے اپنے مدمقابل سے ہٹ کر کے آئے گا، کبھی کوئی لڑائی کرنے والا آئے گا، کبھی کوئی جھگڑا کرنے والا آئے گا اور اس میں جذبات پہلے سے کہیں بالاتر ہوں گے،

بلڈ پریشر اور اسی طرح باقی چیزیں شاید عام روٹین سے بڑھ کر کے لوگوں کی اس میں ہمیں ملتی ہیں۔ غصے کی ایک انتہاء ہوتی ہے، یہ ساری چیزیں جو ہیں، رمضان المبارک میں؟

تو روزہ کیا ہے؟ فرمایا،

((اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ))

ہر طرح کی بے ہودگی کے خلاف روزہ ڈھال ہوتا ہے، مجھے دیکھنا ہے کہ مجھے اس کو ڈھال کہا بنانا ہے، اگر اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی پہ دل کر رہا ہے،

((اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ))

روزہ آگے کر دیا جائے گا، اور اگر اللہ تعالیٰ کی بغاوت کی طرف دل جا رہا ہے،

((اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ))

روزے کی ڈھال آگے کر دی جائے، اگر کوئی گالی دے رہا ہے، تو اس کے سامنے روزہ کر دیا جائے، گالی کے بدلے گالی نہ دی جائے، رسول اللہ ﷺ نے کہا،

((فَلا یطیق ولا یجهل))

کہ انسان کسی طرح کا گناہ فسق و فجور اور جہالت کا ثبوت نہ دے،

((وَاِنِ امْرَءٌ قَاتَلَ))

اگر اس سے کوئی لڑائی بھی کرتا ہے،

((اَوْ شَاتَمَ))

یا اس کو گالی دیتا ہے۔

((فَلْيَقُلْ))

تو وہ کیا کرے،

((اِنِّیْ صَائِمٌ))

یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں انسان روزے کا یہ کہہ سکتا ہے کہ میں روزے دار ہوں، ویسے روزے کا منع ہے، دکھانا منع ہے، بتانا منع ہے، لیکن یہاں بتایا، عریاں نہیں ہے، بتانا عبارت ہوگی، اور بتانا رسول اللہ ﷺ کے حکم کے تعمیل ہوگی، اور اس کے ساتھ انسان جو ہے، جنگ و جدال سے بچے گا، کہ بھائی

((اِنِّیْ صَائِمٌ))

کہ میں روزے میں ہوں، محبوب ﷺ نے قسم اٹھائی،

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ))

مجھے اس ذات کی قسم! کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے،

لوگو جو انسان روزے دار کے لہجے سے ہوتی ہوئی آواز اس کے منہ میں آتی ہے، اور

یہ جو عمل پیدا کرتی ہے، بھوک اور پیاس کی وجہ سے منہ کے خشک ہونے کی وجہ سے تو ہمارے رب کے ہاں یہ کستوری کی خوشبو سے کہیں زیادہ پسندیدہ ہے، کیوں؟

کہ یہ اپنے کھانے پینے کو اللہ کے لیے چھوڑتا ہے، اسی لیے اللہ نے فرمایا،

((اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ))

یہ روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا بھی می دے رہا ہوں۔

((وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَلِھَا))

اور نیکی اللہ دس گناہ آگے بڑھا دیتے ہیں، بخاری کی حدیث ہے،

حضرات گرامی!

اس کے اوپر کافی لمبی تفسیر علماء کرام سے سنیں گے، آج وقت نہیں، کسی موقعے پہ ذکر کر دوں گا، کہ اللہ نے یہ کیوں کہا؟ ویسے تو ساری عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔

((اَلصَّوْمُ لِیْ))

کہ روزہ میرے لیے ہے، اور میں اس کی جزا دوں گا، ہاں ہاں ایسے ہوتا ہے، بسا اوقات بعض کام انسان دنیا میں بھی کرتا ہے، اس کو کہتا ہے کہ یہ اس کے بدلے میں یہ دے دیجئے، اس کے بدلے میں یہ دے دیجئے، لیکن کچھ کام ایسے ہوتے ہیں کہ مالک اپنے جو ہیں، باقی منشیوں کو، لوگوں کو، نوکروں چاکروں کو، غلاموں کو کہہ دیتا ہے کہ اس معاملے کو رہنے دیجئے، میں ڈیل اس سے خود کروں گا۔

کچھ ڈیلز ایسی ہوتی ہیں کہ وہ انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے یہ بھی کہہ دیا، رمضان میں دو کام ہوتے ہیں، راتوں کو قیام میں قرآن پڑھا جاتا ہے، اور دن کو روزہ رکھا جاتا ہے۔ ان دونوں اداؤں کو کم مت سمجھئے۔

حضرات!

دنیا میں دو زبردست وکیل اپنے ساتھ لے کے جایئے، ہر مرد کے لیئے، ہر عورت کے لیے قیامت کا دن ہوگا، اللہ وسیع عربی می بات کریں گے،

((لیس بینه و بین اللّٰهِ ترجمان))

بندے اور رب کے درمیان کوئی ترجمانی کرنے والا نہیں ہوگا۔ انبیاء بھی نفسی نفسی کر رہے ہوں گے، بندے کے پاس دو وکیل کھڑے ہو جائیں گے۔ قرآن آئے گا، اور کیا کہے گا،

((یَا رَبِّ))

اے میرے رب!

((اِنِّیْ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ))

رات کو اسے نیند آ رہی تھی، تھکا ہوا تھا، کام سے آیا تھا، بستر موجود تھا، گھر تھا، اے سی تھا، اور ٹھنڈا ماحول تھا، لیکن میں نے اس کو نیند سے روکا، یہ قیام کرتا رہا، مجھ کو سنتا سناتا رہا۔

((فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ))

اللہ میں وکالت کر رہا ہوں، میری وکالت کو قبول کر، روزہ کھڑا ہو جائے گا، دوسری طرف سے اور بولے گا،

((یَا رَبِّ))

اے میرے اللہ!

((اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ بِالنَّهَارِ))

اللہ دن تھا، بھوک تھی، پیاس تھی، کھانا، کھانا چاہتا تھا، کوئی دیکھ نہیں رہا تھا، کھانا موجود تھا، سہولت میسر تھی، لیکن میں نے روکا، میری وجہ سے رکا رہا،

((فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ))

اللہ میں وکیل بن کے آیا ہوں، اس کو ان مشکلوں سے نکال لیں اور میری وکالت کو قبول فرما، محبوب ﷺ فرماتے ہیں،

((فَشَفِّعْنِیْ)) (الترغیب والترھیب : ۹۷۳)

ان دونوں وکیلوں کی وکالت کو رد نہیں کیا جائے گا۔

حضرات!

یہ پیسے کے بغیر مفت میں ملنے والے وکیل اور پھر یاد رکھیۓ!

یہ سب کچھ کیسے ملے گا،

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتَ))

کہ جب میری اور آپ کی نیت یہ ہوگی کہ میں نے رب کو راضی کرنا ہے، اگر یہ روزہ اس لیے ہے، لوگو کو بتا سکوں، روزہ اس لیے ہے کہ لوگ مجھے روزہ دار کہہ سکیں، یہ روزہ اس لیے ہے کہ میں اس کی وجہ سے جو ہے، دو نمبری زیادہ کر سکوں، تو پھر یہ دکھاوے کا روزہ ہے، اور نبی کریم ﷺ کی بخاری کے بعد یہ احمد اور ترمذی کی صحیح روایت بھی سن لیجئے!

شدیٔ بن اتراوی فرماتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا،

((مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ))

جس نے کسی کو دکھانے کے لیے نماز پڑھی، اس نے نماز نہیں پڑھی، وہ مشرک ہو گیا۔ اس نے شرک کیا۔

((فَقَدْ اَشْرَكَ))

تو یقیناً اس سے شرک ہو گیا، وہ شرک کر چکا،

((وَمَنْ صَامَ یُرَاءِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ))

جس نے روزہ اس لیے رکھا کہ دکھا سکوں، لوگ دیکھ سکیں، روزے دار کہہ سکیں،

((فَقَدْ اَشْرَكَ))

وہ شرک کر چکا، اور اسی طرح فرمایا،

((وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ))

جس نے صدقہ کیا، اور شاید اس لیے فوٹو بنوائی، صدقہ کیا، اور اس لیے تا کہ اخبار میں اسی طرح میڈیا کی کوریج میں آ جاؤں،

تو بھائیو!

محبوب ﷺ فرماتے ہیں، یہ اس کا دنیا کو دکھانے کا مقصد تھا،

((فَقَدْ اَشْرَكَ))

اس نے صدقہ نہیں دیا، اس نے رب کے ساتھ شرک کیا ہے، تو اس سے بھی ہمیں محتاط ہونا ہوگا، فرض روزہ اس کی نیت پہ ہمیں ممبر سے پہلے پہلے کرنی ہوگی، سیدہ حفصہ ؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کہا،

((مَنْ لَمْ يُجْمِعُ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صَامَ لَهُ))

جو فجر سے پہلے پہلے روزے کی نیت نہیں کر لیتا ہے، اس کا روزہ نہیں ہے، اس کا روزہ نہیں ہے۔

تو بھائیو!

ابوداؤد میں، ترمذی میں ہے، صحیح حدیث ہے، لہٰذا اس کی نیت فجر سے پہلے پہلے ہونی چاہیے، کیسے ہونی چاہیے، یہ آپ ماشاء اللہ اشتہارات میں دیکھیں گے، اور اسی طرح کیلنڈرز دیکھیں گے، ماہ رمضان میں ان کے اوپر روزہ رکھنے کی نیت ہوگی،

رب کو گواہ بنا کے کہہ رہا ہوں، کہ جس کی شاید لوگوں کو ادراک نہیں ہے کہ لوگو! رسول اللہ ﷺ نے یہ تو کہا کہ اس کا روزہ نہیں ہے کہ جس نے فجر سے پہلے اس کی نیت نہیں کی، لیکن اس پیغمبر ﷺ نے نہ کتاب اللہ کے اندر، نہ سنت رسول اللہ ﷺ کے اندر کسی مقام پہ روزہ رکھنے کی نیت یا اس کے الفاظ ادا نہیں کیے،

باقی رہا، جو یہ کیلنڈروں میں ہے،

((وبصوم غدٍ نويت من شهر رمضان))

کہ میں رمضان کے مہینے کے کل کے روزے کی نیت کر رہا ہوں،

تو حضرات!

پہلے نمبر پہ یہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ ہے، اگر کوئی اس کو سنت سمجھتا ہے، بہتان ہے، نعوذ باللہ من گھڑت ہے۔ اور آقا ﷺ پہ جھوٹ بولنا بہت جرأت ہے، یہ ثواب کا باعث

نہیں، جہنم کی آگ کا باعث ہے اور دوسرے نمبر پر کہ اسلامی دن جو ہوتا ہے یہ کسی مسلمان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ مسلمانوں کی بنائی ہوئی تو اس کا مہینہ چاند کے حساب بند اس شروع ہوتا ہے۔ آپ کو یاد رہے کہ رمضان دن سے شروع نہیں ہوتا، رات سے شروع ہوتا ہے۔

جب ہم چاند دیکھتے ہیں تو رات ہوتی ہے، اور اسلامی تاریخ میں رات پہلے آتی ہے، دن بعد میں آتا ہے، اور یوں ہی مغرب ہوتی ہے، سورج غروب ہوتا ہے، تو نیا دن شروع ہو جاتا ہے، نئے دن سے مراد رات پہلے ہے، تو اسی لیے ہم تراویح پہلے پڑھتے ہیں، اگلے دن کا روزہ بعد میں رکھتے ہیں، کیونکہ رمضان شروع ہو چکا ہے۔

تو حضرات!

مغرب سے لے کے اگلی مغرب تلک یہ ایک دن ہوتا ہے، یہ ایک دن ہوتا ہے، اور وہ موجودہ دن ہوتا ہے، جسے عربی میں الیوم کہتے ہیں، لیکن بنانے والے نے شاید سوچا نہیں ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔

((وبصوم غدٍ))

یہ نیت تو کر رہا ہے، رات کو اور آج میں کر رہا ہے، آج کر رہا ہے، اور کر اگلے دن کی رہا ہے،

((وبصوم غدٍ))

چلیں مان لیتا ہوں، میں تو حضرات کم از کم اس سے پہلے روزے کی جو ہے، وہ نیت نہیں ہوتی، پہلا روزہ تو محروم رہتا ہے،

((وبصوم غدٍ))

آج نیت کی، کل کے روزے کی، آج کا روزہ تو رہ گیا،

((وبصوم غدٍ))

کل کا روزہ، یہ کل کا ہے، ہم بھائیوں سے جب پوچھتے ہیں، کہ بھائیو! یہ رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوتی لگتی ہے، بتائیے، کہتے ہیں، جی ہم پوچھتے ہیں، غدٍ کا

لفظ کبھی آپ نے سنا ہی نہیں ہے، کہتے ہیں، جی اصل میں یہ رات میں کرنی ہوتی ہے، دن تو کلل چلنا ہے، آج تو نہیں چڑھا،

تو بھائیو!

اگر تجھے پتہ ہی نہیں ہے کہ یہ رات پہلے ہوتی ہے، دن بعد میں ہوتا ہے، تو دونوں مل کے الیوم میں آتے ہیں، اس لیے یہ رسول اللہ ﷺ سے من بول نہیں، اگر میرا کوئی بھائی پڑھتا ہے، بہن پڑھتی ہے، تو اللہ کے لیے اس سے رکے، یہ درست نہیں ہے، اسی طرح رمضان المبارک میں آپ نے اس کی نیت کرنی ہے، نیت کیا ہے؟ کہ میں نے کل کا روزہ رکھنا ہے، اور یہ کل جو ہے، آپ نے منہ سے کہہ لیا، عربی میں ضرورت نہیں ہے۔

جب آپ رات کو قیام کر رہے ہیں، تو کس لیے؟ کہ میں نے روزہ رکھنا ہے، صبح اور اسی طرح باقی چیزیں اور معاملات اہتمام کرنا، جاگنا، گھر کے اندر بولنا، یہ سب نیتوں میں شامل ہے، اسی طرح سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سحری کھانا،

((تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ سُحُوْرِكُمْ بَرَكَةٌ))

کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا، سحری کیا کرو، سحری میں برکت ہوتی ہے، یہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے، اس لیے انسان کو کچھ نہ کچھ لینا چاہیے، اور اگر نہیں لے سکا، کوئی مجبوری ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بسا اوقات نہیں بھی کھائی ہے، تو اس کے بغیر بھی چل جاتا ہے، لیکن وصال کا روزے سے منع کر دیا ہے، رسول اللہ ﷺ سے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کیا،

((فَوَصَلَ النَّاسُ))

لوگوں نے بھی وصال کر لیا، یعنی دو روزے اکٹھے رکھ لیے،

((فَشَقَّ عَلَيْهِمْ))

ان پہ مشکل گزرا،

((فَنَهَاهُ))

تو رسول اللہ ﷺ نے روک دیا،

((فَقَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ))

لوگوں نے آپ ﷺ کا عمل پیش کیا، کہ آپ ﷺ بھی تو اکٹھے رکھ لیتے ہیں، سحری کھائے بغیر پچھلے روزے سے متفق روزہ،

((قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ))

کہ اس معاملے میں، میں تم جیسا نہیں ہوں،

((اِنَّ رَبِّیْ يُطْعِمُنِیْ وَيَسْقِيْنِیْ))

میرا رب مجھے کھلا بھی دیتا ہے، پلا بھی دیتا ہے، تو یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ سے تخصقات کا ہے، اور اس میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی خصوصیت ہے، جس میں کوئی اور شریک نہیں، بخاری کی حدیث ہے، اور اسی طرح کھانا، کھانا ہے، کب تک کھانا ہے، سحری کو جتنا لیٹ کیا جائے، اتنا بہتر ہے، جتنا لیٹ کیا جائے، اتنا بہتر ہے، لیکن اپنے ٹائم کے اندر یعنی آخری لمحے تلک اور حد بھی بتا دی، رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ جب تم بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کو سنو، تو کھانا پینا مت چھوڑا کرو۔

مدینے کے اندر رسول اللہ ﷺ کے دو موذن تھے، ایک جناب بلال رضی اللہ عنہ، ایک جناب عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، جناب بلال رضی اللہ عنہ پہلے اذا کہتے تھے،

((لِيُنَبِّهَ قَائِمَكُمْ وَيُوْقِظَ نَائِمَكُمْ))

کہ جو قیام کر رہا ہے کہ اس کو انتباہ ہو جائے کہ میں قیام کو شارٹ کر کے سحری کھا لوں اور جو سویا ہوا ہے، اس کو جگا دیا جائے، تو یہ سحری کے لیے اذان ہوتی تھی، اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ دیتے تھے، اور جو ختم ہونے کے ٹائم کی انتباہ کی اذان ہوتی تھی، وہ جناب عبد اللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے، اور لوگ ان کو کہتے نابینا تھے، کہا کرتے تھے،

((فَصَبَّحَ تَصَبَّحَ))

فجر ہوگئی، فجر ہوگئی، صبح کا ٹائم ہوگیا، تو یہ اذان کہہ دیتے تھے، جب اذان ہوگئی ہے،

اور میرے ہاتھ میں کوئی لقمہ ہے، کوئی پیالہ ہے، کوئی چائے ہے تو میں کیا کروں؟ آقا ﷺ نے فرمایا، صحیح حدیث ہے، ابوداؤد کی اور مشکوٰۃ میں بھی موجود ہے،

((اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ اَحَدُکُمْ))

جب تم میں سے کوئی ندا کو سن لے، اذان کو سن لے،

((وَالْاِنَاءُ فِیْ یَدِہٖ))

اور برتن اس کے ہاتھ میں ہے، آج بھائی کہہ دیتے ہیں، کہ جی کوئی چھوٹا موٹا ہوگا تو چلے گا، بڑے برتن کی تو بات نہیں،

دوستو!

پھر آپ نے مدینے کے برتن دیکھے ہی نہیں ہیں، مدینے کی تھالیاں نہیں، تھال ہوتے ہیں، اور اس میں دس دس لوگوں کا شاید کھانا بھی ہو، لیکن یہاں بات ایمانیات کی ہے، رسول اللہ ﷺ سے تعلق کی ہے، محبوب ﷺ نے کہہ دیا، اب جب محبوب ﷺ نے ایک بات کی رخصت کی ہے، تو اس کا استعمال کیا جائے۔

اگر آپ سی این جی کے ڈسکاؤنٹ لے لیتے ہیں، اور یہ کوشش ہوتی ہے، کہ ایک جگہ دس پرسنٹ مل رہی ہے، دوسرا پندرہ دے رہا ہے، تیسرا بائیس دے رہا ہے، چوتھا بتیس دے رہا ہے، تو آپ دس کلومیٹر مزید سفر کر کے بتیس والی ڈس کاؤنٹ لیتے ہیں، تو محبوب ﷺ جہاں ڈس کاؤنٹ دیتے ہیں، میرے بھائی لینے کو تیار نہیں ہوتے۔

اگر وہ جو ہے، نماز کثر کی شکل میں ہو تو کہتے ہیں، ہم مکمل پڑھیں گے، اور یہ بھی اس طرح کی ٹائم کی ڈس کاؤنٹ ہے، کیا فرمایا، اذان ہوگئی، تمہارے ہاتھ میں برتن ہے،

((فَلَا یَضَعُ))

محبوب ﷺ کہتے ہیں، اسے رکھیں نہیں،

((حَتّٰی یَقْضِیَ حَاجَتَہٗ))

جتنی اس کو طلب ہے، جب تک وہ پوری نہیں کر لیتا ہے، اور اسپیشل محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

لوگ اگر انہیں رحمت اللعالمین کہتے ہیں، تو یہ ان کی رحمت کا ایک حصہ ہے، اسی طرح نیت کیسے کرنی ہے، نیت جو میں پہلے بتا چکا، اور پھر افطار کیسے کرنا ہے، بہتر ہے آپ کے پاس تازی کھجور ہو، رطم، اگر اللہ دے دے، وہ رطم ہمارے یہ ڈو کے میں نہیں آئے،

یاد رہے،

رطم وہ کچی پکی کھجور ہوتی ہے، جو آپ کو یا تو مکہ اور مدینہ میں تازی ملتی ہے، رمضان میں آپ جا کے دیکھتے ہیں، دوروں کی شکل میں یا پھر ہمارے روہڑی کراچی سکھر کے علاقے یا اسی طرح ملتان اور اس طرح کے علاقے کہ جن کیا اندر رطم یہ تازی کھجور اور اگر وہ نہیں ہے، تو تمر کی صورت میں آپ اس پہ کر سکتے ہیں، اگر وہ تمر پکی ہوئی کھجور خشک وہ بھی نہیں ہے، تو پھر پانی جو ہے بہترین غذا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو اس سے بات سمجھ آتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم، اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ افطاری کے وقت اور نماز کے درمیان دس پندرہ منٹ کا ٹائم مکہ میں بھی ملتا ہے، مدینہ میں بھی ملتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہ درمیان میں ٹائم رکھا ہے، اذان کا، پھر وہ موقع کب آتا ہے، لیکن جو لگتا ہے، اللہ بہتر جانتا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کا کھجور پہ کر لینا تمر اور رطم پہ کر لینا، پانی پہ کر لینا،

یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ بندے کو حوصلے سے یوں کر کے نماز پڑھ کے کھانا کھانا چاہیے، کیونکہ میں نے اکثر دیکھا ہے ک جب پھر وہ لگاتار لگتا ہے، تو سب کچھ پھر وہ پیٹ تو بھر جاتا ہے، لیکن من نہیں بھر رہا ہوتا، پھر نماز کو دل نہیں چاہتا، رکوع کو دل نہیں چاہتا، سجود کو دل نہیں چاہتا، اور کھا کے اکثر لوگ لیٹ جاتے ہیں۔

تو بہتر یہ ہو گا، واللہ تعالیٰ اجازت ہے، روکا نہیں ہے، کھا سکتے ہیں، آپ پی سکتے ہیں، لیکن جو بظاہر نظر آ رہا ہے، وہ یہ ہے، اور اسی پہ عمل جو ہے، وہ اچھا لگے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جو ہیں، روزے میں اگر تازی کھجوریں مل جائیں تو وہ لیتے اور اگر کچھ خشک کھجوریں مل جاتیں، وہ تازی نہ ہوتیں تو ان سے روزہ کھول

لیتے، وہ بھی نہ ملتیں تو آپ ﷺ چلو پانی بھر کے پی لیتے، کچھ چلو پانی بھر کر کے پی لیتے۔

تو بھائیو!

یہ روزے کیا افطاری ہے، روزہ افطار کرنے کے لیے شرط اذان نہیں ہے، کبھی اذان ہوتی نہیں، کوئی نہیں دیتا، تو ہم یہ نہیں ویٹ کریں گے کہ اذان نہیں ہو رہی، اذان شرط نہیں ہے،

اور بھائیو!

اس کے اوپر لوگ بڑی لے دے کرتے ہیں، اور اللہ معاف فرمائے، میرے ان بھائیوں کو کہ جو روزہ رکھ کے سارا دن مغرب کے وقت بول رہے ہوتے ہیں، او بھائی روزہ نہیں چھوڑیے گا، یہ لوگوں کا روزہ تڑو رہے ہیں، پہلے نمبر پہ یہ جہالت کی بات کر رہا ہے، دوسرے نمبر پہ جھوٹ بول رہا ہے، تیسرے نمبر پہ غیبت کر رہا ہے، اور چوتھے نمبر پہ یہ ایسی حرکت کر رہا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے اجازت نہیں دی۔

میں کہاں کہہ دوں، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے بھی یہ ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے، سورج غروب ہوا تو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ہمیں کچھ دیجیے، اور آپ ﷺ نے ان کو کہا، اور آپ ﷺ وہی روزہ کھول لیا، اذان نہیں ہوئی، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اذان کا نہیں کہا ہے، اور یہاں بھی سنیے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ٹائم مقرر کر دیا،

اور یہ دین اسلام انٹرنیشنل ہے، اگر کہیں گھڑی نہیں ہے، کہیں اعلان نہیں ہے، سپیکر بجلی نہیں، اور افریقہ کے جنگلات کے اندر بھی ہے، تو یہ پہاڑوں پہ رہنے والا کیوں نہیں، اس کے لے بھی انٹرنیشنل نشانی رکھی ہے کہ روزہ آپ نے افطار کب کرنا ہے، فرمایا،

((اِذَا اَقْبَلَ الَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا))

کہ لوگو! یہ تمہارے پاس مغرب والی سائیڈ ہے، یہ مشرق والی سائیڈ ہے،

((اِذَا اَقْبَلَ الَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا))

جب اس طرف سے رات آ جائے،

((وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا))

اور دن ادھر سے ختم ہو جائے،

((وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ))

اور سورج کی ٹکیا غائب ہو جائے،

((فَقَد اَفطَرَ الصَّائِمْ))

جو محبوب ﷺ کو ماننے والا روزے دار ہے، وہ روزہ افطار کر لیتا ہے، اس نے روزہ افطار کر لیا، یہ نہیں کہا کہ وہ کرے گا،

((فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ))

وہ روزہ افطار کر چکا، وہ روزہ افطار کر لیتا ہے، لہٰذا مسلمان نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا یہ سنی شیعہ، وہابی کی سٹریٹ میں نہیں پڑھے گا، بلکہ کیا کرے گا، یونہی پہلے لمحے میں سورج غروب ہتا ہے،

یارو!

آپ نے گھڑی کے اندر کوئی پرزہ ڈالنا ہو تو یہ پنکھے کا تو نہیں ڈال سکتے، بڑا ہو گا، خوبصورت ہو گا، مضبوط ہو گا، لیکن گھڑی میں ڈالنا ہو گا، تو اسی حساب کا ہو گا، ایک سوتر کا سوا حصہ بھی، اگر وہ چھوٹا بڑا ہو گیا، تو وہ فٹ نہیں بیٹھے گا۔ پوری مقدار نبی ﷺ کا روزہ جب فجر طلوع ہوتی ہے، وہاں سے شروع ہوتا ہے اور یونہی سورج غروب ہوتا ہے، وہاں ختم ہو جاتا ہے،

باقی دو منٹ کی احتیاط، پانچ منٹ کی احتیاط، دس منٹ کی احتیاط، یہ لینگتھ، یہ لمبے لمبے رسول اللہ ﷺ کے روزوں میں شریعت میں، ؟؟؟؟ میں ایک نمبر میں فٹ نہیں ہوتا، روزے کی لینگتھ اور لمبائی بھی ایک نمبر رکھیئے گا، اسی طرح فطر میں افطار کرنے کی جلدی کرنا، یہ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے، ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں، ابو داؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ کی

حدیث ہے، آقا ﷺ نے کہا،

((فَلَنْ یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاھِرًا))

تب تک میرا دین غالب رہے گا،

((مَا اَجَّلَ النَّاسَ اِلَّا فِطْرِ))

جب تک لوگ جو ہیں، روزہ اول وقت میں پورے ٹائم میں افطار کرتے رہیں گے، لیٹ نہیں کریں گے،

((لَاَنَّ الْیَھُوْدَ والنصرٰی یوم الآخرون))

کیونکہ یہودی اور نصرانی اس کو لیٹ کرتے ہیں۔

بھائیو!

اگر کوئی صاحب دل ہے، صاحب سیرت ہے، صاحب نظر ہے، وہ تڑپتا نہیں، وہ بلکتا نہیں، وہ ریز نہیں ہوتا، وہ گرم نہیں ہوتا، وہ بلڈ پریشر کا مریض نہیں ہوتا ہے، اور اس کی نظر ہے، یہ غال کے اوپر تو دو منٹ کی احتیاط، پانچ دس منٹ کی احتیاط، پھر میں کہوں گا، اگر احتیاط کرنی ہے، تو پھر آپ وہ کیجئے، دس والا زیادہ اچھا ہے، دس سے زیادہ بہتر وہ پندرہ منٹ والا ہے، تو ہمیں احتیاط بڑھا دینی چاہیے۔

اس کو افضلیت نہیں، افضل کون ہے؟ جو دین کی بہتری سوچ رہا ہے، اور دین محمدی ﷺ کیا ہے؟ سورج غروب ہو جائے، روزہ افطار ہو جانا چاہیے، روزہ افطار ہو جانا چاہیے، لیٹ نہیں ہے، نو ویٹ نو لیٹ، یہ بھی چلے گا،

تو بھائیو!

بات میں نے سمجھا دی، تو اگر یہ کوئی لیٹ کرتا ہے، تو میں نہیں کہہ رہا، میرے پہ ناراض مت ہونا اور میرے گریبان تک آنے کی ضرورت نہیں، اور میرے بارے میں انگلی اٹھانے کی ضرورت نہیں، جو بھی میرا بھائی یا بہن اس کے بارے میں جملہ بولے گا، وہ رسول اللہ ﷺ پہ کیچڑ اچھالے گا، محبوب ﷺ نے کہا، یہودی ایسے کرتے ہیں، نصرانی ایسے کرتے

ہیں، میری امت والے ایسے نہیں کرتے۔

حضرات!

اس کے بعد روزہ افطار کرنے اور کروانے والے دونوں ہیں، ایک کر رہا ہے، دوسرا کروا رہا ہے، تو یہ جس کو روزہ افطار کروایا جا رہا ہے، اس نے روزہ افطار کروانے والے نے حق ادا کر دای، اس نے اس کے لیے اہتمام کیا، سحری کا، افطاری کا، اب یہ کیا کرے گا، یہ کھا کے جھلی جھاڑ کے جھولی جھاڑ کے اٹھ جائے گا، نہ محبوب ﷺ نے دونوں کو دیا ہے، جو روزہ کھلوا رہا ہے، اس کا کیا ہے؟

((مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَيْرَ لَا يُنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا))

کہ روزے دار کو جتنا اجر مل رہا ہے، روزہ کھلوانے والے کو، اللہ اتنا دیں گے، اور ایک ذرے کے برابر نہ کوئی روزے دار کے اجر سے کمی ہوگی، کہ وہاں سے لے کے اس کو دیا جائے، اللہ اسپیشل اس کو،

تو بھائیو!

جس کے دسترخوان کے اوپر تیس آدمی یا اس سے زیادہ آدمی دس آدمی کر رہے ہوں گے، تو کیا خیال ہے، یہ اکیلا کر رہا ہوگا، تو ایک روزہ اس کا اپنا اور باقی ساتھ دوسروں کے اور پھر جس نے روزہ کھولا ہی رکھا ہے، اس کو ذرا دیکھئے، یہ کیا کہے گا، میزبان کے لیے:

((اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنَا))

اللہ جس نے ہمارے لیے آج دسترخوان لگایا ہے، پوری زندگی اس کا دسترخوان یوں ہی بھرا رہے، مولا کبھی خالی نہ ہو۔

بھائیو!

یہ کوئی چھوٹی دعا نہیں،

((اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنَا))

اللہ اس نے جب آج ہمیں اس وقت کھلایا، جب ہمارے پاس کچھ نہیں تھا، ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا، اللہ تو بھی اس کو کھلانا، جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوگا، اور ایسی نوبت بھی نہ آئے،

((وَاسْقِ مَنْ سَقَانَا))

اللہ جس نے ہمیں پلایا ہے، اس کو پلانا،

او یارو!

لوگ اس کو محدود رکھتے ہیں، میں تو کہتا ہوں، اس دعا کی وسعت یا حوض کوثر تک جا رہی ہے، قیامت کے دن جب پیاس ہوگی، کتنے لوگوں کی دعا لگے گی، روزہ کھولیے، وقت جنہوں نے کہا، اللہ جس نے ہمیں پلایا ہے، اس کو پلا، جب قیامت کی پیاس لگ رہی ہوگی، روزہ کھلوانے کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے جام کوثر بھر رہا ہوگا۔

حقیر مت جانیے، اور میں یہاں چھوٹی سی عرض کر دوں، موقع ہے، بات آگے بڑھاتے ہوئے، بعض دیہاتوں میں دن رات سفر رہتا ہے، جاتے رہتے ہیں، بعض شہروں سے مجھے دیہاتی بڑے منظم لگے ہیں، میں یہ شہروں کی تلقین نہیں رہا، کہیں دعوت دے رہا ہوں، فیگر پیش کر رہا ہوں، میں ایک مسجد میں گیا، بالکل ویران سا، اجڑا ہوا، دیہات، لیکن میں مسجد میں یہ دیکھ کے حیران ہو گیا، کہ ابھی رمضان نہیں آیا، ابھی رات دیکھ کے آیا، رات مسجد میں گزرا،

اسی علاقے میں تھا، وہاں دیکھ کے آیا ہوں، مسجد کا نام بھی ربانی، مسجد قدرتی بات اور ہے، بھی اہل حدیث، پورے مہینے کا شیڈول لگا ہوا ہے کہ فلاں دن جو ہے، مسجد کے اندر جتنے روزے دار آئیں گے، ان کے کھانے پینے کا انتظام فلاں صاحب کے گھر ہے۔

بھائیو!

منظم لوگ، کوئی پریشانی نہیں، کوئی ٹینشن نہیں، کوئی مسجد میں آ کے نمازی یہ ویٹ نہیں کرے گا، یہاں کچھ ہے، یا نہیں ہے، یا گالیاں دیتا ہوا نہیں جائے گا۔ میں مسافر ہوں، کیا

کروں گا، اور آج بھی ان کا نام ہے، اور میں ایک گاؤں کو جانتا ہوں، احمد پور شرقیہ کے آگے دنیا اس کو جانتی ہے، اگر کوئی اس سے تعلق رکھتا ہے، اس گاؤں کا نام ہے، پکھی سولہ چک نمبر سولہ اور نام اس کا پکھی سولہ، کیوں؟

کوئی مسافر گیا، مسجد میں گیا، وہاں اس کو کسی نے کھانا اور پانی نہیں پوچھا ہے، وہ نکلا، جس نے بھی پوچھا، کہاں گئے تھے؟

او یار، پکھے لوکاں پکھیاں دی سولہ چ،

تو یہ چیز بنتی ہے، یہ تعارف ہے طرفداری ہوتی ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجر دے دی ہے۔

((اللهم اغفرله وارحمعهم وبارك لهم فی عارزقتهم))

اللہ ان کو معاف بھی فرما، ان پر رحمتیں بھی فرما، اور ان کے رزق جو ہیں، تو ان میں برکتیں بھی ڈال دے۔

((اقامت الصلوٰة والزكوٰة صَلَّتْ عليكم الملائكة وعندكم الصائمون))

کہ تمہارے پاس روزے داروں نے روزہ افطار کیا اور،

((وعندكم الصائمون))

اور

((أَكَلَ طَعَامَكُمْ الْاَبْرَارُ))

نیک لوگوں نے کھانا کھایا، روزے داروں نے روزہ کھولا،

((وَافطر عندكم الصائمون))

یہ دعا ہے کہ تمہارے پاس، روزے دار روزے افطار کرتے رہیں، اور دسترخوان چلتے رہیں،

اور بھائیو!

آپ نے یہ منظر مسجد نبوی میں دیکھا ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمارے ہاں بھی شاید وہ منظر پیدا کردیں، ہم حیران تھے، اجنبی تھے، ہمیں وہاں کی زبان شاید پوری طرح نہیں آتی تھی، واش روم سے جب باہر نکلتے تھے، حج وعمرہ پہ جانے والے لوگوں سے ذرا پوچھیے، تو سہی، ابھی باہر نکل کے وضو کر کے نکلا نہیں ہوتا تھا، کہ انتہائی چھوٹی عمر کا بچہ کہ جسے ابھی پوری طرح بولنا بھی نہیں آتا، انگلی پکڑ لیتا تھا، ہاتھ پکڑ لیتا تھا اور اتنے نرم نرم ہاتھ جب ہاتھ کو لگتے،

اللہ کی قسم!

ہاتھ چھڑانے کو دل نہیں چاہتا تھا، کیا کہہ رہا ہوتا تھا،

((بِاللّٰهِ فَطِّرْ عِنْدَنَا))

ہمارے ساتھ آیئے، آج دسترخوان ہمارے کے اوپر آپ روزہ کھولیں گے، وہ کہاں سے لے کے چلتا، اور وہاں آ کے اپنے دسترخوان پہ بٹھا کے جاتا، دعائیں بھی دیتا،

تو حضرات!

کہ جن بچوں کی تربیت آج ماں باپ یہ کر رہے ہیں، کل کو بڑے ہو کر کے وہ کیا کریں گے، اور ہماری حالت کیا ہے، کہ روزے کے وقت میں اگر کوئی سائل آجاتا ہے، یا کہیں سے فون آجائے، کہ میں آرہا ہوں، ہمارے ماتھے کے شکن اور تیور دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں،

نہیں بھائیو!

دل کھلا کیجئے، اللہ دسترخوان میں برکت ڈال دیا کرتا ہے، اسی طرح جو چیزیں باقی رہتی ہیں، روزے کے حوالے سے، ہم ان شاء اللہ سوال وجواب میں ان کا ذکر کریں گے، یہ اہم اہم چیزیں ہیں، میں ان کو ذکر کردوں کہ یاد رہے، روزے کے اندر کچھ لوگوں میں یہ پایا جاتا ہے کہ میاں بیوی کے جو حقوق ہیں، ازدواجی ہیں، ان کو ادا کرنا منع ہے،

نہیں بھائیو!

شریعت نے اس کی اجازت دے دی ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص مریض ہے تو وہ

مرض کی حالت کے اندر کیا کر سکتا ہے؟

یاد رہے!

روزہ چھوڑ سکتا ہے، روزہ چھوڑ لے گا، جب اللہ تعالیٰ اس کو صحت دیں گے، تو وہ رکھ لے گا،

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا﴾ (البقرہ:۱۸۵)

﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرہ:۱۸۵)

تو وہ باقی دنوں میں جو ہے، گنتی پوری کرے گا، یہاں میں یہ بھی یاد دلا دوں، کچھ لوگ کافی بوڑھے اور ضعیف ہوتے ہیں، روزہ رکھ سکتے ہیں، لیکن نہیں رکھتے، کسی کو رکھوا دیتے ہیں۔

تو بھائیو!

جو مجھے سمجھ آئی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم، یہ آدمی اگر مریض ہے، مریض ہے تو یہ روزہ لیٹ کر دے، جب اللہ اس کو صحت دے، رکھ لے اور اگر اس کو صحت نہیں ہوئی تو یہ مکلّف ہیں، اللہ نہیں پوچھیں گے، یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ میں مریض تھا، مجھے مہلت ہی نہیں ملی ہے، الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ تو مریض جو ہے، وہ روزہ مرض کی حالت میں اسی لیے اکثر لوگ پوچھتے ہیں، جی آپریشن کا معاملہ ہے، اور اسی طرح یہ دیگر چیزیں تو ایسی حالت میں کیا کیا جائے؟ روزے کا کیا کیا جائے؟

تو بھائیو!

مریض ویسے چھوڑ دے، اگر میں کر سکتا ہوں یا نہیں کر سکتا، تو یہ چیزیں سفر میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا بھی ہے اور چھوڑا بھی ہے، ابتدا سے چھوڑ دیا جائے، یا روزہ رکھنے کے بعد تنگی آئی ہے، تو چھوڑ دیا جائے، آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے روزہ رکھ کے سفر شروع کر دیا، مکے کے قریب ایک مقام پر پہنچے، تو ذرا تلخی محسوس ہوئی، سختی میں سب کے سامنے آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے روزہ کھول دیا،

اس لیے مسافر جو ہے، اس کو بھی روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، وہ سفر کسی بھی قسم کا ہے، اس میں دشواری ہے یا نہیں ہے، دونوں صورت میں جو ہے، روزہ چھوڑا جا سکتا ہے، تو ان چیزوں کو یاد رکھتے ہوئے ایک اور بات کہ اگر پچھلے سال کے روزے چھوٹ گئے ہیں، اور ابھی تک ان کی قضاء نہیں ہو سکی ہے، تو ان کی قضاء کو جو ہے، رمضان سے پہلے پہلے مکمل کر لینا چاہیے۔

یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ بھی ہمارے سامنے ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ يَكُوْنَ عَلَيَّ الصَّوْمَ))

میرے ذمے قضاء ہوتی تھی، روزوں کی،

((مِنْ رَمَضَانَ فَلَا اَسْتَطِعْ))

تو میں ان کو رکھنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی،

((اَنْ اَقْضِيْ مِنْ شَعْبَانَ))

تو میں شعبان میں پورا کرتی تھی، تو اگر کسی کے رہتے ہیں تو جو ہمارے پاس باقی دن ہیں، ان کے اندر جو اس کی قضاء ہے، وہ دے لے، مرنے والے کے روزے ان کا وارث رکھے گا، یہ رسول اللہ ﷺ کی متفق مقبولہ روایت ہے،

((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ))

اس کا ولی اس کی طرف سے میں بھی ذکر کر دوں، کون سے امور جو ہے، روزے میں مکروہ نہیں ہے، اور ان کو مکروہ کہا جاتا ہے؟

بھائیو!

اگر بھول کے کوئی کھا پی لیتا ہے، تو یہ حرام نہیں ہے، اس کا روزہ ٹوٹا نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے بخاری کی حدیث ہے، جب کوئی بھول کے کھا پی لے تو اپنے روزے کو پورا کرے، یہ تو اس کے رب نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے، اسی طرح رمضان کے روزے میں

مسواک کی جاسکتی ہے۔

اور یاد رہے!

کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے، یہ منہ کی جو سمل ہے، کہا جاتا ہے، کہ آتی ہے، اس کو ختم نہیں کرنا چاہیے، یہ اصل میں معدے کی ہے، رسول اللہ ﷺ روزے میں بھی مسواک کیا کرتے تھے، اور اگر انسان پہ غسل فرض ہے، ازدواجی تعلقات کی وجہ سے اور وقت بالکل تنگ ہے، لیٹ اٹھا ہے یا کوئی مسئلہ بنا ہے اور ادھر سے اذان ہو رہی ہے، تو پہلے نہائے گا، یا سحری کرے گا؟ یہ سحری کر کے روزہ رکھ لے اور اس کے بعد نہا کر کے مسجد میں آجائے، تو یہ اس کو اجازت ہے۔

یہ جنبی حالت میں عموماً لوگ بڑے پریشان ہوتے ہیں، تو یہ حضرات ابوبکر ﷜ جو ہیں، بن عبدالرحمٰن ﷜، یہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے باپ یہ ہم سیّدہ عائشہ ﷞ کے پاس گئے اور انہوں نے کہا تھا کہ رسول اکرم ﷺ:

((لَا يُصْبِحُ جُنُبًا))

کہ رسول اکرم ﷺ جو ہیں، جنبی ہو جاتے تھے،

((مِنْ جِمَاعٍ))

ازدواجی تعلقات سے، مباشرت سے،

((مِنْ غَيْرِ اِحْتِلَامٍ))

احتلام کی وجہ سے نہیں، اگر وہ معاملہ ہے تو تب بھی،

((ثُمَّ يَصُوْمُ))

آپ ﷺ روزہ رکھ لیتے تھے، اس کے بعد جو ہے، آپ ﷺ غسل فرماتے اور مسجد میں چلے جاتے، قے آجاتی ہے،

تو بھائیو!

اس سے بھی روزہ مکروہ نہیں ہوتا ہے، ہاں جان بوجھ کے کوئی کرتا ہے تو یہ اور بات

ہے، رمضان کے اندر روزے میں جو جائز ہے، تو وہ یہ ہے کہ انسان اپنی بھوک اور پیاس اللہ کے لیے رکھے، اگر وہ جھوٹ نہیں چھوڑتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کتنے روزے دار ہیں، کہ جن کو بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ))

جو جھوٹ بولنا نہیں چھوڑتا،

((والعمل به))

اور اس پہ عمل نہیں چھوڑتا،

((فَلَيْسِ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِی اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)) (بخاری)

اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

بھائیو!

یہ بخاری کی حدیث ہے، اسی طرح ناک میں وضو کرتے ہوئے، مبالغہ نہیں کیا جائے گا، رسول اکرم ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے،

((اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا))

ہاں کہ آپ ﷺ روزے دار ہوں، جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، عورت نے روزہ رکھا ہوا ہے، اور اس کے ایام شروع ہو گئے، اب اس کو پانی پینے کی ضرورت نہیں، نیت کر کے دعا پڑھنے کی ضرورت نہیں، اس کا آٹو میٹکلی جو ہے، روزہ ختم ہو گیا، تو رسول اکرم ﷺ نے اور شریعت نے اس کو یہ اجازت دی ہوئی ہے۔

اسی طرح رمضان کے روزے کے دوران نہار دن کے اندر ازدواجی تعلقات والا معاملہ ہ جاتا ہے، تو اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اور انسان کے اوپر کفارہ واجب ہے، معروف روایت ہے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، کہ مجھ سے دن میں روزے کے ساتھ یہ معاملہ ہو گیا ہے، تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کو اس کا کفارہ بتایا، گردن

کی آزادی، میرے پاس نہیں ہے، اور اسی طرح ساٹھ جو ہیں روزے لگا تار کہا،
پہلے بھی جو ہے، روزے کی وجہ سے ہوا ہے، اور پھر جو ہے، ساٹھ مسکینوں کا کھانا، کہا میں تو بذات خود مسکین ہوں، مسکینوں کو کھانا کیسے کھلاؤں گا، رسول اکرم ﷺ بیٹھے تھے کہ درمیان میں کھجوروں کا ٹوکرا آتا ہے، کہتے ہیں جاؤ، مسکینوں میں تقسیم کر دیجئے، کہتا ہے، آقا ﷺ دو پہاڑوں کے درمیان بستی جو ہے، کوئی اس سے بڑھ کر مسکین بھی نہیں۔
محبوب ﷺ نے کہا، جاؤ، خود بھی کھاؤ اور اہل خانہ کو بھی کھلا دیجئے، خیر یہ کرامت ہے دین کی، اور شناخت ہے۔ اس سے بڑھ کر کے آمار اًاگر کوئی کہہ سکتا ہے، ابو داؤد کی روایت ہے، تو اس سے بھی جو ہے، روزہ باطل ہو جاتا ہے،

یارو!

میں آخر میں رمضان المبارک کے حوالے سے کہہ دوں، اور محبوب ﷺ کا یہ فرمان سنا دوں،

((بَابُ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ))

وہ اللہ کی رحمتوں سے دور ہو گیا، کہ جس کے رمضان چل کے پاس آیا،

((فَلَمْ يَغْفَرْ لَهُ))

اس کو اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ اپنے گناہوں کو معاف کروا سکے، اس سے بڑھ کے بدبختی کوئی نہیں ہوگی، تو اس لیے میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارے پاس جو مہینہ حاضر ہوا ہے نا، اس میں اک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے،

((مَنْ حُرِمَ فَقَدْ حُرِمَ خَيْرٌ كُلَّهُ))

جو اس سے محروم ہو گیا، وہ ہر طرح کی خیر سے محروم ہو گیا۔

((وَلَا يُحْرِمُ خَيرها الا محروم)) (سنن ابن ماجة، : ۱۳۳۳)

اس سے محروم وہی ہوتا ہے، جو اللہ کے کاغذوں میں حقیقی محروم ہو،

تو بھائیو!

ہمیں محروم نہیں ہونا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کا اس کے اندر ایک انداز تھا،

((كَانَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ))

محبوب ﷺ کو ویسے تو خیر میں،

آپ سب سے بڑھ کے، جو سخاوت کے دروازے کھول دیتے تھے، وہ رمضان میں ہوتا تھا، اور آپ ﷺ کی تیز ترین ہوا سے بخاری کی حدیث ہے، بڑھ کے سخاوت کرتے تھے۔

حضرات!

اسی کے ساتھ اب ہم نے رمضان کا قیام کرنا ہے، تو قیام کرنے کے لیے میں پہلے بتا چکا ہوں، محبوب ﷺ نے کاہ کہ جو اللہ کے لیے

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا))

دو شرطیں رکھ کے سینے میں ایمان ہو، احتساب اجر کی امید ہو، اور اپنا محاسبہ کر رہا ہو، اللہ اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں، یہ دارمی، بخاری، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد کی روایت ہے، اور قیام رمضان کے ادر جماعت ہو سکتی ہے، کچھ لوگ اس کا رد کرتے اور کہتے ہیں کہ نہیں جماعت نہیں ہونی چاہیے، قیام رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے جماعت کو پسند کیا، یا قیام اللیل، علامہ ترمذی کی اور بیہقی کی جلد دو صفحہ چار سو پچانوے،

یہ حدیث ہے کہ طلحہ بن ابی طالب القرئی کی روایت ہے، رات رمضان کو آپ ﷺ مسجد میں آئے اور کچھ لوگ جو ہیں، وحی بن عکاب کی درہ میں جماعت، نماز پڑھ رہے تھے، رمضان میں قیام کر رہے تھے، آپ ﷺ ے ان کو دیکھا تو ٹوکا نہیں، بلکہ فرمایا،

((قد احسن))

یہ اچھا کر رہے ہیں، تو اس لیے، اگر امام وقت موجود ہے تو ٹھیک اور اگر نہیں ہے تو کچھ لوگ جماعت کروا رہے ہیں، تو یہ رمضان کی جماعت، یہ قیام کی جماعت، یہ تراویح کی جماعت غلط نہیں ہو گی، اور اسی طرح جماعت خود کروانا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے،

ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کی روایت ہے، تیئسویں کی شب کو رسول اللہ ﷺ نے نصف اللیل آدھی رات کا قیام کروایا، اور ستائیسویں کی شب جو ہے، یہ پچیس اور اس کے بعد ستائیسویں کی آپ ﷺ نے پوری رات قیام کروایا، صحابہ ﷺ کہتے ہیں، کہ ہمیں ڈر لگنے لگا کہ آج ہم سحری نہیں کر پائیں گے،

تو بھائیو!

رسول اللہ ﷺ نے زندگی میں کبھی تہجد نہیں چھوڑی ہے،

یاد رہے!

محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تہجد گیارہ رکعت کہنا اور تراویح کو بیس رکعت کہنا، میں آپ کو دعوت دیتا ہوں، یہ حدیث توجہ دلا رہی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی زندگی میں تہجد نہیں چھوڑی ہے، اگر اس دن آپ نے تہجد بھی پڑھی ہے، اور تراویح بھی کی ہے، تو مجھے یہ بتایا جائے کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پر تہجد کب پڑھی ہے، عشاء کے بعد آپ ﷺ مستعد شروع ہوئے ہیں اور یہ گیارہ رکعت آپ ﷺ نے لمبا قیام کروایا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو ڈر لگ رہا ہے، کہ آج ہم سحری بھی نہیں کر پائیں گے، آپ ﷺ نے اتنا شارٹ ٹائم دیا ہے، اور پھر ان کو چھوڑا، سحری کے لیے تو اگر آپ ﷺ نے کبھی تہجد نہیں چھوڑی ہے، تو اس رات آپ ﷺ کی تہجد کہاں تھی؟

((إذا جاء فن))

تو پتہ یہ چلا، تہجد اور جو ہے، قیام رمضان، یہ دووں ایک ہی چیزیں ہیں، اور یہ عام دنوں میں قیام پچھلی رات کے پچھلے حصے میں چلا جاتا ہے، اور رمضان المبارک میں ابتداء سے شروع ہو جاتا ہے، اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں،

((نِعْمَةِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ))

کہ یہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شروع کروایا تھا، لوگو! یہ شبہ ہے، صحیح نہیں ہے۔ یہ تراویح اس کی ابتدا محمد رسول اللہ ﷺ نے خود رکھی ہے، اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو

غلط ہوتا ہے، تیئسویں شب، پچیسویں شب، ستائیسویں شب، اس کی رکعت ثابت ہوگئی، جماعت کے ساتھ، اور باقی جو آپ ﷺ نے چھوڑا، تو کس لیے چھوڑا؟ کہ

((خَشِيْتُ اَنْ تفرِضُ عَلَيْكُمْ))

میں اس لیے چھوڑ رہا ہوں کہ کہیں آپ پہ فرض نہ ہو جائے،

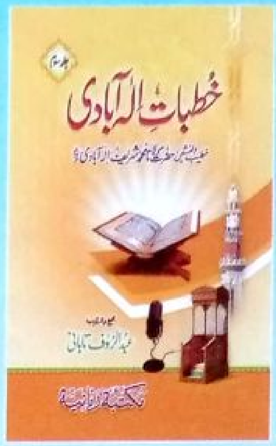
یاد رکھیے!

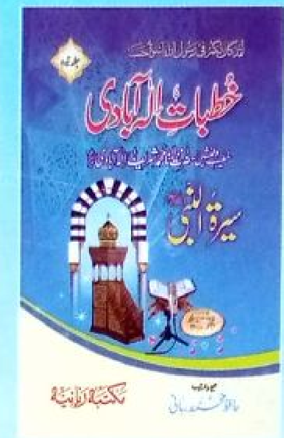
اصول رسول ﷺ، اصول حدیث کی پڑھنے والے احباب جانتے ہیں کہ جب علت جو ہے، اٹھ جاتی ہے، تو معمول کا معاملہ جو ہے، بڑا واضح ہو جاتا ہے، جس طرح بیت اللہ کو آپ ﷺ نے بنیاد ابراہیمی پہ، اس لیے کھڑا نہ کیا، کہ لوگ نئے نئے مسلمان ہیں، بعد میں جب یہ معاملہ ختم ہوگیا، تو سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنیاد ابراہیمی کو کھڑا کر دیا، اس وقت تو کھڑا کر دیا، اس لیے میں یہ کہوں گا، کہ یہ بدعت نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، اور پھر تین دن نہیں ہے۔

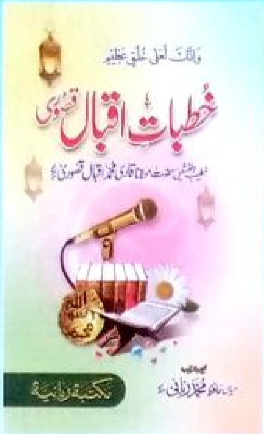
وما توفیق الاباللّٰه۔

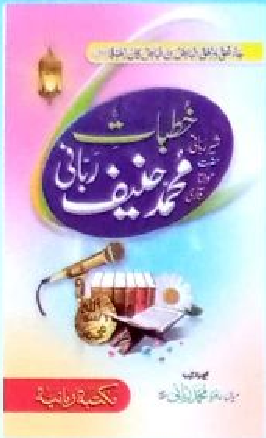
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

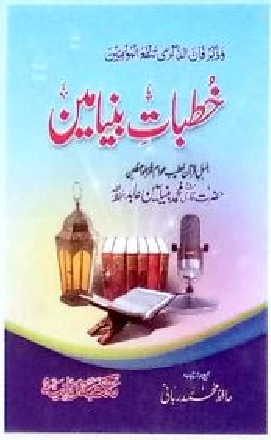
قرآن پاک و اسلامی کتب کا عظیم مرکز

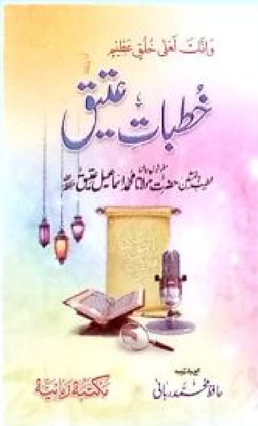


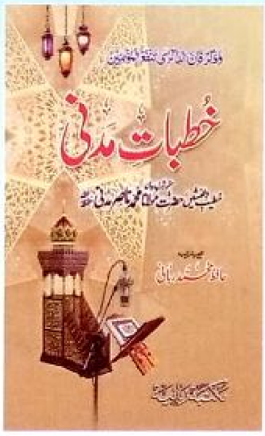


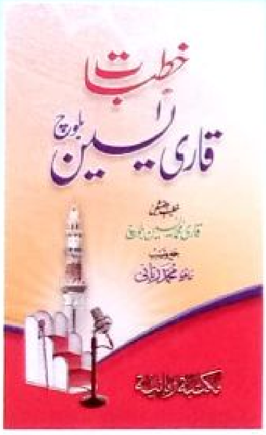


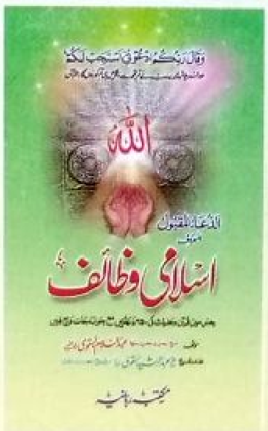


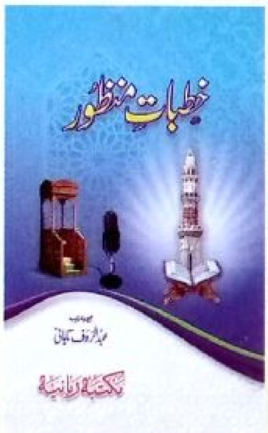


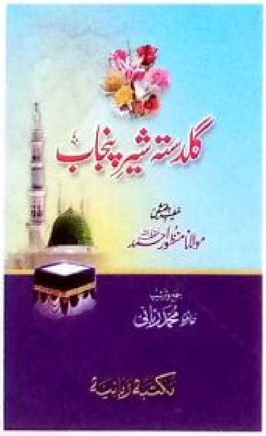


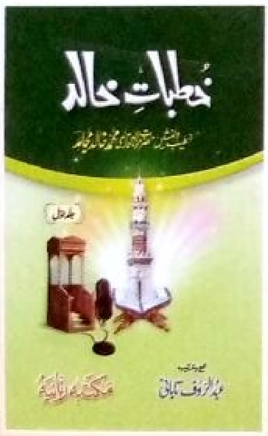












ڈائریکٹر: میاں حافظ محمد ربانی بن صوفی احمد دین

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا قصور پاکستان
0300-6595304

نمائندہ ترسیل: **البدر فاؤنڈیشن** ساہیوال - پاکستان